صلوٰۃ اللہ علیہ

ظہورِ امام مہدی

عشرۂ مجالس

علّامہ ڈاکٹر سیّد ضمیر اختر نقوی

عشرۂ مجالس

ظہورِ امام مہدی صلواۃ اللہ علیہ

علامہ ڈاکٹر سیّد ضمیر اختر نقوی

عشرۂ اربعین ۱۲ ؍ صفر تا ۲۱ ؍ صفر المظفر ۱۴۱۴ھ (۱۹۹۳ء)

امام بارگاہ رضویہ سوسائٹی، کراچی

نام کتاب : ظہورِ امامِ مہدیؑ (عشرۂ مجالس)

تالیف : علامہ ڈاکٹر سیّد ضمیر اختر نقوی

ناشر : مرکزِ علومِ اسلامیہ

I-4 نعمان ٹیرس، فیز-III، گلشنِ اقبال، بلاک-11، کراچی

فون: 4612868

مطبع : سیّد غلام اکبر

تعدادِ اشاعت : ایک ہزار

سالِ اشاعت : 2007ء

قیمت : Rs. 200/=

فہرستِ مجالس

مجلسِ اوّل......

صفحہ نمبر ۲۵ تا ۵۲

مجلسِ دوم

صفحہ نمبر ۵۳ تا ۷۲

مجلسِ سوم

صفحہ نمبر ۷۳ تا ۹۷

......مجلسِ چہارم......

صفحہ نمبر ۹۸ تا ۱۱۸

......مجلسِ پنجم......

صفحہ نمبر ۱۱۹ تا ۱۳۸

......مجلسِ ششم......

صفحہ نمبر ۱۳۹ تا ۱۷۲

۶۔ شیخ مفید کو امامؑ زمانہ کا خط۔ ہم تمہاری حفاظت کر رہے ہیں۔

۷۔ یہ قوم صرف رونے کے لیے پیدا کی گئی ہے۔

۸۔ حضرت امام مہدیؑ رات دن امام حسینؑ کے مصائب پر آنسو بہاتے ہیں۔

۹۔ مولانا رفاقت حسین کی ضریح حسینؑ میں امام زمانہؑ سے ملاقات۔

۱۰۔ آئمہ معصومینؑ نے بتایا ہے کہ رونے کے آداب کیا ہیں؟

۱۱۔ آنسو کی قیمت و حقیقت کیا ہے؟

۱۲۔ مصائب امام رضا علیہ السلام۔

......مجلسِ ہفتم......

صفحہ نمبر ۱۷۳ تا ۱۹۱

۱۔ آنسو خالص خون سے تخلیق پاتا ہے

۲۔ روحِ عبادت وہی عبادت قرار پائے گی جو آنسوؤں کے ساتھ ہو

۳۔ واقعۂ کربلا عشقِ الٰہی کی سب سے بڑی دلیل ہے

۴۔ اللہ جبر کے ساتھ شیطان سے سجدہ نہیں کروانا چاہتا تھا

۵۔ شیطان کی طویل عمر مہلت ہے

۶۔ انسان دنیا کو نارِ نمرود بنادے گا، اللہ اُس وقت فخرِ ابراہیمؑ امام مہدیؑ کو لائے گا تاکہ وہ آگ گلزار بن جائے

۷۔ ظہورِ مہدیؑ سے پہلے سُرخ آندھی آئے گی، منافقوں کی صورتیں مسخ ہو جائیں گی

۸۔ رسولؐ اللہ کا عصا، انگوٹھی، لباس، زرہ، عمامہ، ناقہ، گھوڑا، براق اور قرآن لے کر امام مہدیؑ آئیں گے

۹۔ امام مہدیؑ مکمل شبیہ رسولؐ ہیں اور رسول اللہ یوسفؑ سے زیادہ خوبصورت تھے

۱۰۔ امام مہدیؑ کے استقبال کی تیاریاں ضروری ہیں

۱۱۔ علم، تابوت، ذوالجناح اور گھوارۂ علی اصغرؑ سے تبلیغِ اسلام ہوتی ہے

۱۲۔ قید خانے میں معصوم سکینہؑ بی بی کی شہادت

مجلسِ ہشتم......

صفحہ نمبر ۱۹۲ تا ۲۱۶

۱۔ ہم نے زبور میں لکھ دیا کہ تمام روئے زمین کے وارث صالح بندے ہوں گے (قرآن)

۲۔ مسلمانوں نے جن کو کمزور کر دیا اور اُن سے خلافت چھین لی ہے ہم اُن کو امام بنائیں گے اور وہی ہماری زمین کے وارث ہیں (قرآن)

۳۔ پیرس یونیورسٹی کا پروفیسر ہنری کوربن کہتا ہے صرف شیعوں نے اب تک اپنے روحانی پیشوا حضرت امام مہدیؑ کے وسیلے سے اللہ سے رابطہ قائم رکھا ہے ورنہ یہ رشتہ ہر مذہب نے ختم کر دیا ہے

۴۔ جو شخص مر جائے اور اپنے زمانے کے امام کو نہ پہچانے وہ کفر کی موت مرتا ہے (حدیثِ رسولؐ)

۵۔ اہلسنّت کی کتابیں ''صحاحِ ستہ'' میں امام مہدیؑ کا تفصیلی ذکر موجود ہے

۶۔ رسولؐ خدا نے فرمایا ''مہدیؑ'' میری اولاد سے فاطمہ زہراؑ کا فرزند ہے

۷۔ آئمہ معصومین کی نظر میں حضرت امام مہدیؑ کا رُتبہ

۸۔ معتمد عباسی کے دور میں حضرت امام مہدیؑ کے معجزات

۹۔ قید سے حضرت سیّد سجادؑ کی رہائی

۱۰۔ قید خانہ شام سے حضرت زینبؑ کی رخصت اور حضرت سکینہؑ کو یاد کرنا

مجلسِ نہم

مجلسِ دہم

۳۔ عشرۂ مجالس ''ظہورِ امام مہدیؑ'' سن کر ایک مومنہ کے تاثرات

۴ فلسفۂ انتظار کیا ہے؟

۵۔ علامہ اقبالؔ بھی عقیدۂ ظہورِ امام عصرؑ پر پختہ یقین رکھتے تھے

۶۔ بریلوی سُنّی فرقے کے رہنما امام احمد رضا خاں بریلوی کی نظر میں عظمتِ سادات

۷۔ حضرت امام علی نقی علیہ السلام کے فرزند جعفر پر جھوٹا الزام

۸۔ جعفرؑ کا لقب ''مرتضیٰ اعظم'' ہے اُنھیں ''ذکی'' بھی کہتے ہیں

۹۔ حضرت امام مہدی علیہ السلام نے فرمایا میرے چچا جعفر کے بارے میں اپنی زبانوں کو لگام دو کہ وہ امام کے بیٹے، امام کے بھائی اور امام کے چچا ہیں

۱۰۔ جعفرؑ کا وہی مرتبہ ہے جو ابو طالبؑ کا مرتبہ ہے

۱۱۔ جعفر کی اولاد میں بڑے بڑے علماء آئے جو دین کی اساس ہیں

۱۲۔ حالات بعدِ ظہور، عقیدۂ رجعت

۱۳۔ رسولؐ خدا کے سامنے حضرت محسن کا لاشہ اور حضرت علی اصغر کا لاشہ پیش کیا جائے گا

عباس نقوی

پیش لفظ

جناب ناصر رضا صاحب ورضا برادران کے زیرِ اہتمام امام بارگاہِ رضویہ سوسائٹی، کراچی میں عشرہ اربعین ۱۹۹۳ء سے ''ظہورِ امام مہدیؑ'' کے زیرِ عنوان علامہ ضمیر اختر نقوی صاحب کی تقاریر کا مجموعہ آپ کے پیشِ نگاہ ہے۔ پیش لفظ کی حیثیت نہ تو تعارفی ہوتی ہے، نہ تجزیاتی البتہ اس کی حیثیت وہی ہوتی ہے جو خطاب میں پیش خوانی کی ہے یعنی اصل خطیب سے قبل ماحول تشکیل دینا، اسی طرح اصل کتاب سے قبل ماحول

ترتیب دینے کے لئے پیش لفظ کا اہتمام کیا جاتا ہے، میری خوش نصیبی کہ علامہ صاحب کی تقاریر کے مجموعے پر مجھے یہ موقع حاصل ہوتا رہتا ہے۔

زیرِ نظر موضوع ''ظہورِ امام'' عوام الناس کے لئے نہایت دلچسپ و تعجب خیز موضوع قرار پاتا ہے وہیں اس موضوع کو سنوارنا، سجانا اور مدلل گفتگو کے ساتھ پیش کرنا یقیناً ایک مشکل ترین مرحلہ ہوتا ہے۔

علامہ صاحب ہمیشہ اپنے متوقع سامع وناظر کی علمی وفکری صلاحیت کو مدِ نظر رکھتے ہوئے اور حالاتِ حاضرہ کے جائزہ میں اپنے موضوع کا انتخاب کرتے ہیں اور سامع و ناظر کے محدود یا وسیع پلیٹ فارم کو نگاہ میں رکھتے ہوئے موضوع کو کھولتے وسمیٹتے جاتے ہیں۔ انہوں نے زیرِ نظر موضوع کے لئے ہمیشہ کی طرح توحید سے ابتداً کرتے ہوئے، انبیا علیہم السلام سے ربط واضح کرنے اور سرکارِ ختمی مرتبت کی احادیث وقرآن کی آیات

سے اپنے دلائل ونظریات کی سند پیش کرنے کے بعد موضوع کی سائنسی وتاریخی تطبیق بھی فرمائی۔

وہ بخوبی واقف ہیں کہ ان کا سامع یا ناظر نہ تو محض شیعہ ہے نہ صرف مومن... نہ صرف مسلم اور نہ ہی صرف ایشین... بلکہ ان کے سامعین وناظرین بلکہ قارئین کا حلقہ نہ صرف متعلقہ امام بارگاہ تک بلکہ پوری دنیا کے مختلف المذہب، مختلف المسلک اور مختلف الزبان شعراً، ادبا، محققین ودانشور طبقے پر مشتمل ہوتا ہے۔ اسی لئے انہوں نے زیرِ نظر موضوع یعنی ... ''ظہورِ امامِ زمانہؑ'' کا انتخاب حالاتِ حاضرہ کو دیکھتے ہوئے کیا کہ یہی اُس وقت کی اہم ضرورت تھی۔ یہ بات محض رسمی طور پر نہیں عرض کر رہا بلکہ یوں واضح کرتا چلوں کہ ۹۲۔۱۹۹۱ء میں ایک گروپ کی جانب سے اچانک کراچی میں ظہورِ مہدی کا ڈرامہ رچانے کا بندوبست کیا گیا اور یہ تحریک آگے بڑھ کر یہاں تک پہنچی کہ کراچی کے پلوں، اسکولوں اور کالجوں کی دیواروں کو ظہورِ مہدی کے جھوٹے دعووں سے رنگین کیا گیا اور ۱۹۹۳ء وہ وقت تھا کہ جب یہ تحریک اپنے زوروں پر تھی، لہٰذا علامہ صاحب نے ''ظہورِ امامِ زمانہؑ'' کے موضوع کو منتخب کرتے ہوئے معرفتِ امامؑ کی منزلوں سے گزرنے کے دوران ہی ہمیشہ کے لئے ہر دور کے احمدی ومہدوی جھوٹے دعوے داروں بشمول مرزا غلام احمد قادیانی، سید محمد جونپوری، ویلس فرد محمد، علیجاہ پول، عیسیٰ عبداللہ، عبداللہ الہروائی الحبشی اور ریاض احمد گوہر شاہی کے افکارِ پریشاں سمیت ان کے چاہنے والوں کی راہیں مسدود کر ڈالیں۔

یہاں بتاتا چلوں کہ حالیہ کیفیت یہ ہے کہ ریاض احمد گوہر شاہی 27 نومبر 2001 کو راہیٔ ملکِ عدم ہو چکے لیکن آج بھی انٹرنیٹ پر www.goharshahi.com بتا رہی ہے کہ جھوٹا دعویٰ امامت باقی ہے، بلکہ اب تک اس ویب سائٹ پر ممدوح کی

تصاویر چاند، سورج اور وشنو مندر پر بتائی جا رہی ہیں، نہایت حیرت کا مقام ہے کہ جس فرقے یا شخص پر اعلیٰ پاکستانی عدالتوں نے مارچ 2000ء میں U/S 295-C PPC کے تحت فردِ جرم عائد کرتے ہوئے قریب ۵۹ برس قید کی سزا سنائی تھی وہ آج بھی انٹرنیٹ پر زندہ و تابندہ دکھائی دیتا ہے اور ہماری حکومتیں محض عدالت میں فیصلہ سنانے تک پر مطمئن ہیں کہ انہوں نے گویا اپنا اسلامی فرض پورا کر دکھایا۔

بہرخیر..! علامہ صاحب نے اپنی تقاریر میں یہ ثابت کیا کہ "مہدیؑ" صرف شیعت ہی کے نہیں بلکہ دنیا کے لئے مطلوب و مقصود قرار پاتے ہیں، ہر مسلک و مذہب میں امام مہدیؑ کا تصور تھوڑے بہت رَد و کَد کے ساتھ قابلِ قبول بلکہ قابلِ احترام ہے۔ دوسری جانب انہوں نے جہاں امامِ زمانہ علیہ السّلام کی شخصیت سے متعلق ضروری و بنیادی معلومات فراہم کی ہیں وہیں انہوں نے یہ بھی تفصیلاً بتایا کہ دورانِ غیاب امامؑ کی متوقع آرام گاہ برمودا ٹرائنگل جیسے مقامات ہو سکتے ہیں، نیز امامؑ کی تشریف آوری کے بعد کے مراحل یکے بعد دیگرے کس کس طرح انجام پائیں گے۔

در اصل غَیبتِ امامِ زمانہ اور برمودا ٹرائنگل دو ایسے موضوعات ہیں جو ایک طویل عرصے سے کم از کم شیعہ حلقوں میں ایک ساتھ پیش کئے جا رہے ہیں، اتفاق سے دونوں ہی واقعات عام قاری و سامع کے لئے لاتعداد دلچسپ حقائق کے حامل ہیں۔ باوجود اس کے کہ غیبتِ امامِ زمانہؑ پر بھی لاتعداد کتب و مقالہ جات تحریر ہو چکے ہیں اور اسی طرح برمودا ٹرائنگل سے متعلق بھی لاتعداد انکشافات و حقائق شائع ہو چکے ہیں لیکن چونکہ ہر دو موضوعات تا حال تشنۂ سوال ہیں اور ایک عام آدمی کے ذہن میں ہر دو موضوعات پر کئی سوالات اٹھتے ہیں، لہٰذا زیرِ نظر عشرۂ تقاریر میں علامہ ضمیر اختر نقوی صاحب ایسے ہی تشنہ سوالات کے جوابات اپنے مخصوص علمی و فکری زاویوں سے پیش

کرتے دکھائی دیں گے۔

یاد رکھا جائے کہ کسی بھی عالِم، دانشور، فلسفی، مفکر یا مفسر کا کلام چونکہ نہایت وسیع پیرائے پر مشتمل خیال یا فکر کو چند جملوں میں مقید کرنے پر مجبور ہوتا ہے یا یوں کہہ لوں کہ عالم و دانشور کا بنیادی کام حقائق کی روشنی میں جدید نظریات قائم کرنا ہوتا ہے اور پھر دیگر طالبِ علم احباب کا کام آغاز ہوتا ہے کہ وہ اِن نظریات سے استفادہ کرتے ہوئے معلوم حقائق کی روشنی میں مزید آگے بڑھیں البتہ چونکہ تقریر اور تحریر میں بالحاظِ پیشکش Presentation قدرے فرق آ جاتا ہے کہ علامہ صاحب نے برمودا ٹرائینگل سے متعلق نہایت اہم معلومات فراہم کی ہیں لیکن تقریر میں Statistical معلومات اُس طرح شامل نہیں کی جا سکتیں جس طرح تحریری طور پر پیش کی جا سکتی ہیں، دوسری جانب چونکہ راقم کو برمودا کے موضوع سے خصوصی دلچسپی رہی ہے لہٰذا اس مضمون کے طفیل مَیں برمودا سے متعلق چند دلچسپ و اہم معلومات پیش کرنے کی جسارت کر رہا ہوں، جو موضوع سے متعلق بھی ہیں اور علامہ صاحب کی گفتگو کا پس منظر بھی کہلائی جا سکتی ہیں۔

برمودا ٹرائنگل ...! چند دلچسپ حقائق

برمودا ٹرائینگل امریکی ریاست فلوریڈا سے جڑا ہوا ایک علاقہ ہے جو اٹلانٹک اوشین Atlantic Ocean کے کم وبیش 500000 اسکوائر میل کے رقبہ پر پھیلا ہوا ہے، مہذب دنیا نے برمودا ٹرائنگل کی جانب 1945ء کے بعد سے بڑھ چڑھ کر توجہ دینی شروع کی لیکن دراصل یہ سلسلہ پندرہویں صدی سے قبل سے آغاز ہو چکا تھا، یعنی یوں سمجھئے کہ اکتوبر 1492ء میں جب کرسٹوفر کولمبس جس نے امریکہ دریافت کیا... امریکہ کی سرزمین پر پہلا قدم رکھنے سے پہلے اس کا سابقہ برمودا ٹرائینگل سے پڑا۔ کولمبس نے اس سفر کی روداد میں برمودا ٹرائینگل کے قریب سے گزرتے ہوئے چند

دلچسپ اور عجیب باتیں نوٹ کی ہیں جو کچھ یوں ہیں۔

۱)اس کا کمپاس غیر فعال ہوگیا اور بے ترتیب گھومنے لگا۔

۲) آسمان سے پانی تک عجیب وغریب روشنی کا حالہ یا شعلہ سا محسوس کیا...اور

۳)اس کا جہاز ایک مخالف مقناطیسی کشش کا شکار رہا۔

واضح رہے کہ یہی روشنی ۱۱راکتوبر کے دن کولمبس نے دوبارہ دیکھی جبکہ یہ امریکہ کی دریافت سے ایک دن قبل کا واقعہ ہے اور پھر اس کے بعد سے اب تک ہزاروں انسانی جانیں، کروڑوں ٹن سامان، سینکڑوں ہوائی و بحری جہاز اس داستان کی نظر ہو چکے ہیں اور تا حال ماسوا چند ایک کسی کے بارے میں کوئی معلومات بہم نہیں ہوسکیں۔ہم ذیل میں برمودا ٹرائینگل کے حصار میں غائب ہونے والے معروف بحری وفضائی جہازوں کی مختصر فہرست پیش کر رہے ہیں جس سے صورتحال کا کچھ کچھ اندازہ کیا جا سکتا ہے۔

سال	واقعہ.....
1609	ہینری ریون کی لمبی کشتی جس میں ۷ افراد تھے، غائب ہوئے۔
1812	پیٹریاٹ نامی جہاز میں ساؤتھ کیرولینا کے گورنر جوزف السٹن کی اہلیہ وسابق نائب صدر آرون بر کی صاحبزادی سمیت لاتعداد مسافر غائب ہو گئے۔
1814	امریکی نیوی کا جہاز غائب ہوا۔
1918	بالٹی مور جانے والا ایک عظیم الشان امریکی آبی جہاز جس کی کپتانی لیفٹیننٹ کمانڈر جارج ورکلے کر رہے تھے، جس میں تین سو سے زائد مسافر شامل تھے۔
1941	پروٹیکس اور نیریکس نامی دو عظیم الجثہ بحری جہاز امریکہ آتے ہوئے غائب ہوئے

فلائٹ ۱۹ نامی تارپیڈو بمبار طیارہ جس میں ۱۴ کریو سوار تھے غائب ہوا، اس کی تلاش میں ۱۳ کریو پر مبنی ایک ریسکیو ٹیم بھی فوراً بھیجی گئی لیکن وہ بھی غائب ہوگئی	1945
بارہ جہازوں اور ۲۴ بہترین پائلٹوں میں سے دو جہاز غائب ہوگئے۔	1945
C-45 آرمی طیارہ غائب ہوا۔	1947
تھیوڈور ششم نامی لگژری جہاز ۳۱ مسافروں سمیت غائب ہوا۔	1948
DC-3 نامی جہاز ۳۲ مسافر سمیت غائب ہوا۔	1948
دوسرا تھیوڈور ششم طیارہ غائب ہوا۔	1949
ایک اور DC-3 طیارہ ۳۰ مرد و عورتوں اور دو بچوں سمیت غائب ہوگیا۔	1949
امریکی طیارہ گلوب ماسٹر غائب ہوا۔	1950
۳۵۰ فٹ لمبا امریکی بحری جہاز SS Sandra ۱۲۸ افراد سمیت غائب ہوا۔	1950
C-124 گلوب ماسٹر نامی طیارہ ۵۳ مسافروں سمیت غائب ہوا۔	1951
برطانوی پیسنجر طیارہ ۳۳ مسافروں سمیت غائب ہوا۔	1952
امریکی نیوی کا جہاز ۴۲ افراد سمیت غائب ہوا۔	1954
امریکی نیوی بحری جہاز مارٹن P5M ۱۰ افراد سمیت غائب ہوا۔	1956
امریکی فضائی طیارہ KB-50 ٹینکر غائب ہوا۔	1962
425 فٹ لمبا، سلفر کوئن نامی بحری جہاز غائب ہوا، ساتھ ہی دو بڑے فضائی فوجی طیارے غائب ہوئے۔ C-132 غائب ہوا، صرف ایک لائف جیکٹ دستیاب ہوسکی۔	1963
فوجی طیارہ YC-122 غائب ہوا۔	1967

1970	فرانسیسی جہاز غائب ہوا۔
1972	جرمن جہاز "انیتا" Anita ۲۰ ہزار ٹن سامان اور ۳۲ کریو سمیت غائب ہوا۔
1972	میری کیلیس نامی کشتی غائب ہوئی۔
1973	۳۳ ہزار ٹن سامان سمیت جرمن جہاز غائب ہوا۔

☆ یقیناً یہ بات قابلِ توجہ ہے کہ جدید سائنٹسٹ و آرکیالوجسٹ دنیا بھر میں ایسے ہی مزید بارہ مقامات کی نشاندہی کرتے دکھائی دے رہے ہیں جس میں برمودا کے بعد سرِفہرست جاپان کا معروف Devil's Sea ہے جہاں نیشنل ایئر لائن کی پیسنجر فلائٹ 727 کا سفر کے دوران ایئر پورٹ سے دس منٹ کے لئے رابطہ بالکل منقطع ہو گیا تھا، لیکن دس منٹ بعد یہ جہاز دوبارہ رابطے میں آیا اور میامی انٹرنیشنل ایئر پورٹ پر

اُتارا گیا تو ۱۰ منٹ کی رابطے کی معطلی کے متعلق عملہ کا کہنا تھا کہ اس دوران کوئی خاص واقعہ تو نہیں البتہ دس منٹ کے لئے ان کا جہاز فضائی اصطلاح میں light fog کا شکار ہوا تھا، لیکن سب سے دلچسپ بات یہ رہی کہ جہاز کے تمام عملے اور مسافروں کی گھڑیاں دس منٹ کا فرق دکھا رہی تھیں، جس سے ثابت ہوتا تھا کہ دس منٹ کے لئے ان سب کی گھڑیوں نے چلنا بند کر دیا تھا۔ گویا وقت تھم گیا تھا۔

☆ اسی طرح کیرولن کیسیکو Carolyn Casico، نے ایک جزیرے "ترک" کے لئے برمودا کی جانب سے سفر اختیار کیا، جوں ہی وہ برمودا تک پہنچا گراؤنڈ اسٹاف نے دیکھا کہ اس کے جہاز نے فضا میں لٹو کی طرح گھومنا شروع کر دیا، ایئر پورٹ سے رابطہ ختم ہو گیا... البتہ پائلٹ جو کچھ اپنے مسافروں۔ سے کہہ رہا تھا اس کی آوازیں سنی جاسکتی تھیں۔

کیرولن کے آخری الفاظ تھے... (I Can't understand...! this

(should be Grand "Turk" but there is nothing there....)

یعنی وہ اپنے حساب سے متعلقہ جزیرہ یعنی جزیرۂ ’’ترک‘‘ کو دیکھ رہا تھا لیکن وہاں موجود سڑکیں، عمارتیں، گاڑیاں اور لوگ سب کچھ غائب تھا اور پھر اس جہاز کی باقیات معلوم نہ ہوسکیں۔

اوائل ۵۰ ء میں مختلف کتب و مقالوں میں اس بات کی جانب بھی اشارہ کیا گیا ہے کہ برمودا ٹرائینگل کا رویہ اسے ایلین Alien یعنی خلائی مخلوق کے ماحول سے ہم آہنگ کرتا ہے، اور اس ضمن میں ایک خیال یہ بھی تھا کہ برمودا میں پائے جانے والا Blue Hole ہی وہ جگہ ہے جہاں سے UFO یعنی 'Unidentified Foreign Objects ہماری زمین تک رسائی حاصل کرتے ہیں۔

☆ نومبر ۲۰۰۵ء کی ایک رپورٹ کے مطابق آرکیالوجسٹ ولیم ڈوناٹو اور اس کی ٹیم کنفرم کرتی ہے کہ میامی سے ۵۰ میل کے فاصلے پر پانی کے اندر سے قدیم طرزِ تعمیر کے کچھ نمونے بھی برآمد ہوئے ہیں، جبکہ اس قسم کے کچھ نمونے اس سے قبل 1978ء میں بھی برآمد کیے جا چکے ہیں۔

برمودا سے متعلق مختلف نظریات...!

برمودا سے متعلق جتنے منہ اتنی باتیں ...لہٰذا مختلف نظریات گردش کر رہے ہیں۔ ایک نظریہ ہے کہ یہ مقناطیسی کشش کسی غیر مرئی طاقت کی ہے یا خلائی مخلوق Aliens سے وابستہ ہے، جبکہ دوسرا نظریہ ہے کہ یہ کشش Tesla based ٹیکنالوجی کا شاہکار ہے جس کے مطابق VLF Resonance ٹرانسمیٹر کے ذریعے لاتعداد طاقت ور مقناطیسی لہریں پیدا کی جا سکتی ہیں۔ ساتھ ہی Pluto Theory, 355 BC کے مطابق یہ بھی کہا جاتا ہے کہ پوسیڈن جو کہ دریاؤں اور زلزلوں کا خدا کہلاتا تھا، اس کے

زمانے میں اٹلانٹس Atlantis گہرے پانیوں میں ڈوب گیا لیکن اس قوم کی مخفی توانائیاں آج تک ان پانیوں میں کہیں کہیں ماورائی کشش کے ذریعے اثر انداز ہوتی رہتی ہیں۔

ان نظریات میں سے ثانی الذکر یعنی Tesla تھیوری برمودا پر اس لئے صادق نہیں آسکتی کیوں کہ یہ تھیوری ڈاکٹر نکولس ٹیسلا کی تشکیل دی ہوئی ہے، ڈاکٹر نکولس ٹیسلا کی پیدائش 1856ء یوگوسلاویہ میں ہوئی، جبکہ برمودا کے واقعات کا تسلسل اسے کم از کم 1490ء کے بعد سے ہی ثابت ہے۔ پلوٹو تھیوری گو کہ 355BC کی ہے لیکن اس تھیوری کو آج تک جدید فلسفی و دانشور حضرات صرف خیالی دنیا کا شاہکار مانتے ہیں، البتہ سب سے پہلی تھیوری جو کہتی ہے کہ برمودا میں خلائی مخلوق کا اثر محسوس کیا جاسکتا ہے یہ ہی وہ تھیوری ہے جس کو تحفظات علامہ صاحب نے اپنی بحث قائم کی ہے کیوں کہ عام دنیا کے لئے عمومی انسانی طاقت کے علاوہ دنیا کی ہر غیر مرئی طاقت Alien شمار کی جاتی ہے، پس ثابت ہوتا ہے کہ برمودا کا تعلق کسی نہ کسی طور کچھ ماورائی طاقتوں سے ضرور ہے، اس سلسلے میں مزید مؤثر دلائل علامہ صاحب کی تقاریر میں ملیں گے۔

ان تمام نظریات و افکار کے پیش کرنے کا مقصد صرف یہی قرار پاتا ہے کہ یہ تمام معلومات وہ ہیں جو آج تمام تر جدید سائنسی ایجادات و ٹیکنالوجی کی بدولت حاصل ہو سکی ہیں لیکن تاحال برمودا کا سسپنس ختم نہیں کیا جاسکا اور ان معلومات کی روشنی میں برمودا اور اس جیسے دیگر جزیروں کا تصور نہایت ہیبت ناک و خطرناک قرار پاتا ہے لیکن اب آپ علامہ صاحب کی تقاریر میں برمودا کو دیکھیں گے تو وہ ایک ہیبت ناک جزیرے کے بجائے روحانی طاقتوں کے زیرِ اثر ایک جنت نظیر و پُر فضا مقام دکھائی دے گا۔

پیپر و الیکٹرانک میڈیا میں برمودا ٹرائینگل...!

برمودا ٹرائینگل کی اصطلاح سب سے پہلے 1964ء میں ونسنٹ گیڈس Vincent H. Gaddis نے اپنے تحقیقی مقالے میں استعمال کی، یہ مقالہ آرگوسی میگزین میں شائع ہوا، اس میں پہلی دفعہ گیڈس نے انکشاف کیا کہ اس مخصوص علاقے میں لاتعداد بحری و فضائی جہاز نا معلوم وجوہات کی بنا پر تباہ و غائب ہوئے۔ جبکہ 1952ء میں جارج سینڈس نے ایک رپورٹ میں اس حقیقت کا انکشاف کیا تھا۔

اس کے بعد 1969ء میں جون ویلیس اسپینسر نے برمودا پر پہلی کتاب The Limbo of the Lost شائع کی اس کے دوسال بعد ایک دستاویزی فلم بنام The Devil's Triangle تیار و ریلیز کی گئی، ساتھ ہی سب سے زیادہ فروخت ہونے والی کتاب The Bermuda Triangle بھی 1974ء میں شائع ہوئی۔ اور اس کے بعد سے ایک محتاط اندازے کے مطابق تا حال ۳ ہزار سے زائد مقالہ جات و کتب اس موضوع پر شائع ہو کر منظرِ عام پر لائی جا چکی ہیں۔

1975ء میں اس صورتحال سے متاثر ہو کر اریزونا اسٹیٹ یونیورسٹی کے لائبریرین لیری کُش Larry Kusche نے اس موضوع پر تفتیشی مقالہ The Bermuda Mystery solved تحریر کیا... جس میں تمام کتب و مقالہ جات میں پیش کیے گئے نظریات و حقائق کی جانچ کی گئی لیکن نتیجہ صفر۔

الغرض یہ چند وہ معلومات ہیں جو آج کے قاری کے ذہن میں رہنی چاہئیں تا کہ جب علامہ صاحب کے استدلال میں نازک مقامات آئیں تو برمودا کے سائنسی و معلوم پس منظر میں قاری کے لئے علامہ صاحب کی گفتگو سے فوری نتائج اخذ کرنا آسان ہو سکے۔ حالانکہ علامہ صاحب کا خاصہ ہی یہ ہے کہ بے بہا معلومات، عام فہم انداز، کوثر

وتسنیم سے دُھلے لفظ اور لفظوں کا عکاس لہجہ۔

زیرِ نظر مجموعہ تقاریر میں کہیں علامہ صاحب نے امام حسینؑ و عزاداریٔ امام حسینؑ سے متعلق Statistical Value پیش کی ہیں تو کہیں Dr. Henry Corbin کی معروف کتاب Temples & Contemplation..... یا جمیلہ ہاشمی کی ''چہرہ بہ چہرہ کو بہ کو'' سے موضوع کو سجایا ہے، کہیں حضرت جعفرِ کذاب پر لگے بہتان پر اختلافی دلائل پیش کیے ہیں، تو کہیں دعبلِ خزاعی کا مختصر احوال دلچسپ پیرائے میں سنایا ہے۔

چھٹی تقریر میں امام رضا علیہ السّلام کا ایک نایاب خط جو امامؑ نے مامون الرشید عباسی کی جانب سے ''اصولِ حفظانِ صحت'' کے سوال کے جواب میں تحریر فرمایا تھا...... علامہ صاحب نے اس خط کو بمع ترجمہ وسادہ وآسان شرح پیش فرمایا اور امام رضا علیہ السلام کے بتائے ہوئے شربت کا مستند نسخہ بھی پیش فرمایا ہے۔ یقیناً طب سے دلچسپی

رکھنے والوں کے لئے اس خط کی شرح نہایت کارآمد ثابت ہوگی۔

دورانِ گفتگو کہیں فتنۂ وضعِ احادیث کا ذکر ہے تو کہیں طارق روڈ کے اہلِ حدیث پیش امام سے مناظرہ ہے، کہیں رضوی، نقوی، تقوی کہلوانے کی وجہِ غایت بیان کی ہے تو کہیں قرآن، توریت وزبور وانجیل سے گفتگو پیش کی گئی ہے، کہیں شبِ قدر سے متعلق شکوک وشبہات دور کئے تو کہیں مختلف العقائد علماؑ سے استدلال کیا۔

الغرض ان تقاریر میں عالِم و عالَم کی تعریف ہے، شیخ زین الدین علی ابن فاضل کا دلچسپ سفرنامہ کا ذکر ہے، برموداٹرینگل قدیم خیالات، خدشات اور جدید سائنسی نظریہ وفلسفہ ہے، احترامِ امام کی نزاکتیں ہیں۔

آٹھویں تقریر اہلِ سنت مسلک کے اعتبار سے نہایت بہترین تقریر ہے کہ اس میں صحاحِ ستہ کی تعریف، تحقیق، تاریخ بمعہ مولفین کے حالات...... صحیح بخاری:...محمد بن

اسمٰعیل امام بخاری، سنن ابن داؤد... ابو داؤد سلیمان بن الاشعث السجستانی، سنن ابنِ ماجہ... ابنِ ماجہ الربعی، سننِ نسائی... ابوعبدالرحمٰن احمد بن شعیب نسائی، صحیح مسلم.... مسلم بن حجاج قشیری..وغیرہم کے متعلق خود اہلسنّت حضرات بھی اتنا نہیں جانتے جتنا علامہ صاحب نے زیرِ نظر عشرے کی اس مجلس میں بیان فرمایا....یہی باعث ہے کہ علامہ صاحب کی تقاریر نہ صرف شیعہ و سنی بلکہ اہلِ حدیث، نُصیری، دیوبندی اور عیسائی حضرات وسامعین بھی ذوق وشوق سے سماعت کرتے ہیں۔

علامہ صاحب نے تقاریر سے ثابت کیا کہ دنیا مان لے تو مان لے....لیکن ہم شیعوں کے پاس زندہ امام موجود ہیں جو رہنمائی فرماتے ہیں لٰہذا کسی جعلی امام کی جانب ہم لوگ شک نہیں بلکہ یقین رکھتے ہیں کہ یہ باطل وکافر ہے۔

چند سوالات جو ہمارے شیعہ دوستوں کے ذہن میں یقیناً جگہ پاتے رہتے ہیں کہ

امام کب تشریف لائیں گے؟ کہاں ظہور فرمائیں گے؟ ان کے ساتھ لشکر میں کون کون ہوگا؟ ان کا اندازِ حکومت کیسا ہوگا؟ وہ کس قسم کی انتظامی مشنری پر یقین رکھیں گے؟ جنگ کیسے ہوگی؟ جنگ کی ابتداً کن ممالک سے ہوگی؟ کون کون اس میں شامل ہوسکتا ہے؟ وغیرہم بلکہ علامہ صاحب تو یہ بھی بتا رہے ہیں کہ ظہورِ امام زمانہ عاشور کے دن ہوگا۔الغرض عشرے کے دوران امام مہدیؑ سے متعلق ہر وہ سوال جو ایک عمومی بلکہ دانشور ذہن میں جگہ پاسکتا ہے اس کا تشفی بخش جواب بمع اسناد و استدلال موجود ہے۔امام مہدیؑ کی شان میں مولانا نسیم امروہوی صاحب اعلیٰ اللہ مقامہٗ کے مرثیے کے بند پر بحث کو ختم کرتا ہوں کہ..ع

وقت بھی، فصل بھی، موسم بھی، ہوا بھی پنہاں
ذہن بھی، طبع بھی اور فکرِ رَسا بھی پنہاں

عقل بھی، فہم بھی، فطرت بھی، قویٰ بھی پنہاں
صورتِ مہدیؑ ہادی ہے خدا بھی پنہاں
دامنِ غیب میں مستور یہی ہیں دونوں
ہیں تو دونوں ہیں نہیں ہیں تو نہیں ہیں دونوں

آخر میں عرض کرتا چلوں کہ یہ مجموعۂ تقاریر حاصل شدہ معلومات کا خوبصورت و معلوماتی مرقع ہے جو رہتی دنیا تک کے لئے ایک دستاویز، ایک مشعلِ راہ کی صورت میں جگمگاتا رہے گا۔ خدائے رب العزت علامہ صاحب کا سایہ ہمارے سروں پر تادیر قائم و دائم رکھے۔ آمین۔ یارب العالمین۔

حوالہ جات....انٹرنیٹ سے استفادہ

www.goharshahi.com
www.allfaiths.co.uk
www.allahuakbar.net
www.allaahuakbar.in
www.dawn.com
www.allaahuakbar.in
http://www.mysterious-america.net
www.al-islam.org
www.hatifemehdi.com
www.islam.tc
www.promisedmehdi.com
www.shia.org
www.Bermuda-Triangle.Org
www.contactpakistan.com
www.skepdic.com
www.bbc.co.uk
www.bermuda-triangle.org
www.bermuda-online.org

مجلسِ اوّل

بِسمِ اللّٰہِ الرّحمٰنِ الرّحِیمِ ۝

ساری تعریف اللہ کے لیے دُرود و سلام محمدؐ و آلِ محمدؐ پر

عشرۂ چہلم کی پہلی تقریر آپ حضرات سماعت فرما رہے ہیں۔ لاہور میں یکم محرم ۱۴۱۴ھ سے عاشور تک چھ عشرے، عاشور کے بعد سے ایک ماہ تک ایک سو بیس مجلسیں مزید پڑھیں پھر ۱۲ر جولائی ۱۹۹۳ء کو شاد باغ لاہور کا خونین حادثہ مجلسِ عزا پر فائرنگ

اس خوفناک سانحے کے اثرات دماغی تھکاوٹ صرف پانچ چھ دن آرام کا موقع ملا ہے اب ہم آپ کے سامنے ہیں، گذشتہ سال یہاں کی آخری مجلس میں عنوان کا اعلان ہم نے ایک سال پہلے ہی کر دیا تھا۔ موضوع کا علم آپ کو ہے، آج تو ہم عنوان کو دُہرائیں گے لیکن روزانہ ہم عنوان کو نہیں دُہرائیں گے اس لیے کہ معصوم کا نام زبان پر آتے ہی تعظیم کو اُٹھنا لازمی ہے۔ مشکل منزل ہے دس دن تک ذکر کرنا اور معصوم کا نام لینا، بڑی احتیاط کے ساتھ آپ تقریر سُنیں گے لیکن آج کی حد تک ہم آپ کو زحمت دیں گے کیونکہ آج ہم کو عنوان کا اعلان کرنا ہے۔ اس سے پہلے کہ ہم آپ کو زحمت دیں آپ کو ایک ادبی واقعہ سُنا دیں اور جب ہم واقعہ سنا چکیں اور شعر پڑھیں تب آپ سب حضرات تعظیماً اُٹھ کر معصوم کو سلام کریں اور پھر بیٹھ جایئے گا۔

واقعہ مختصر سا ہے، میر انیس کے پوتے قدیم لکھنوی مرثیہ پڑھ رہے تھے، مجلس راجہ سلیم پور کے محل میں ہو رہی تھی۔ مرثیہ کا موضوع تھا۔ ''ذکرِ جزیرۂ خضرا'' مرثیے کے

آغاز ہی میں ساقی نامہ تھا، وہ کہہ رہے تھے کہ ساقی تو نے بہت سے جام پلائے اب جو جام تجھ سے مانگا ہے میں نے، اس جام کے لیے جب انھوں نے چار مصرعوں کے بعد بیت پڑھی تو منبر پر کھڑے ہوگئے، اور مجلس میں جتنے سامعین بلکہ راجہ، مہاراجہ تھے سب کھڑے ہوگئے، میں شعر پڑھتا ہوں آپ حضرات تعظیماً کھڑے ہوجایئے گا:-

تیرا ممنون ہوں جب تک کہ جیوں گا ساقی
بارہواں جام کھڑے ہو کے پیوں گا ساقی

(تمام مومنین تعظیماً کھڑے ہوگئے، رضویہ سوسائٹی کے امام باڑے کا یہ منظر بہت روح پرور تھا، سلام کے بعد سب بیٹھ گئے)

یہاں کے عشرے کا موضوع ہے "معرفتِ امام مہدی علیہ السلام" یہ موضوع وقت کی اہم ضرورت ہے، ہماری عزاداری میں ہر چیز کی ترتیب معجزانہ ہوتی ہے اور ہوتی رہے گی، حسنِ اتفاق دیکھئے عشرے کو بارھواں برس ہے اور بارھویں کا ذکر ہے۔

عشرے کی پہلی مجلس میں ہم بتا دیتے ہیں کہ اپنے عنوان کے ذیل میں ہم کیا پڑھیں گے تو تھوڑا سا وقت آج بھی لیں گے۔ معرفتِ ولیٔ عصرؑ کے موضوع پر تشنگی تو ہے، ۱۵ رشعبان کے حوالے سے تقریریں ہوئی ہیں، یہ منبر کا موضوع رہا ہے لیکن معصوم پر پورا عشرہ پہلی مرتبہ پڑھا جارہا ہے، ہم پورے موضوع کا احاطہ کرنے کی کوشش کریں گے، تا کہ تشنگی دور ہوجائے،

امام زمانہؑ کی ولادت اور مادرِ گرامی کے حالات، بشر بن سلیمان کا بیان، امام کے لیے آیاتِ قرآن و احادیثِ نبیؐ، اسماء، القاب اور کُنیت، نام لینے کی ممانعت، صفات و علامات، آیاتِ قرآنی اور ظہورِ امامِ قائمؑ، ظہور کی بشارت کے سلسلے میں مورخین کے بیانات، امام کے لیے آئمہ طاہرین کے ارشادات، غیبت کا رراز، ظہورِ معجزات، اُن

کے حالات جو آپ کی زیارت سے شرف یاب ہوئے، ولادت سے قبل یہودی، عیسائی، پارسی، اہلِ ہنود کی مذہبی کتابوں میں پیشینگوئیاں، غیبتِ صغریٰ، غیبتِ کبریٰ، علاماتِ ظہور، ضرورت امام اور وجودِ امام، محققینِ اہلِ سنّت جو وجود و غیبتِ امام کے قائل ہیں، حالاتِ جزیرۂ خضرا، تفسیرِ آیات در شانِ امام، قرآن اور مسئلۂ غیبت، طویل غیبت کا فلسفہ، نوّابِ اربعہ کے حالات، امام آج تک کیسے زندہ ہیں، اصحابِ امام مہدیؑ، ظہورِ مہدیؑ، امام کی حکومت، امام کا دارالخلافہ، حضرت عیسیٰؑ کا نزول اور امام کے پیچھے اُن کا نماز پڑھنا، سفیانی اور دجّال کا خروج، امام زمانہؑ کا لشکر، امام کا جہاد، ظہور کے وقت زمانے کے حالات کیا ہوں گے؟

آپ کو اندازہ ہوگیا ہوگا کہ موضوع کتنا وسیع ہے۔ آپ کے لیے اور آپ کے جوانوں اور بچوں کے لیے کتنا پُر از معلومات موضوع ہے، آخری تقریروں میں ہم یہ بھی

بتائیں گے کہ اُن کا طریقۂ جنگ کیا ہوگا، کن ممالک میں جنگ ہوگی، سب سے پہلے کس ملک پر حملہ کریں گے، سب سے پہلے کسے قتل کریں گے، سفیانی کو کیسے قتل کریں گے، دجّال کو کیسے ماریں گے آخر میں شیطان کو قتل کیا جائے گا، حکومت کا آغاز، وسعتِ سلطنت کتنی ہے، پھر آپ کا نظامِ قانون، وزراء اور صوبے دار کا تقرر، خونِ حسینؑ کا انتقام، روایت میں ہے امام کی حکومت ۱۹ برس رہے گی، لیکن سال کا ایک ایک دن ہزار برس کے برابر ہوگا، حکومت کا قیام کئی ہزار برس پر محیط ہے، حالاتِ رجعت، رسولِ خداؐ، حضرت علیؑ مرتضیٰ اور سید الشہدا حضرت امام حسینؑ کا دنیا میں تشریف لانا، امام مہدیؑ کی شہادت کے حالات، امام کو امام ہی دفن کرتا ہے، آخری تقریر میں انشاء اللہ تفصیلات عرض کریں گے، اب ہم اپنے موضوع کو شروع کرتے ہیں۔ (صلوٰۃ)

فکر یہی تھی کہ موضوع کو کہاں سے شروع کیا جائے کہ دل نے گواہی دی کہ اللہ نے

قرآن میں ۱۴۱ مقامات پر نور کا ذکر کیا ہے اس کے علاوہ چوبیسواں سورہ، ''سورۂ نور'' ہے، گویا پورا قرآن شروع سے آخر تک نور کی باتیں کرتا ہے..... سورۂ مائدہ آیت ۱۵ میں ارشاد ہوا.....

قَدْ جَآئَکُم مِنَ اللّٰہِ نُورٌ وَّ کتابٌ مبین

اللہ نے بھیج دیا کتاب اور نور کو ساتھ ساتھ، یقیناً تمھارے پاس اللہ کی طرف سے نور اور روشن کتاب آگئی ہے، اس اعلان نے بتایا کتاب بغیرِ نور نہیں ہے یعنی کتاب اندھیرے میں نہیں پڑھی جاسکتی اس لیے ضرورت تھی کہ روشنی عطا کی جائے تاکہ کوئی یہ نہ کہے کہ کتاب کیسے پڑھتے اندھیرا بہت تھا، نور کا ذکر پہلے کیا کتاب کا ذکر بعد میں کیا، نور پہلے دے دیا، اتنا نور دے دیا کہ سورۂ نور آیت ۳۵ میں ارشاد ہوا.....

اللّٰہُ نورُ السَّمٰوٰاتِ وَالارض

اللہ نور دیتا ہے، نور پر نور، نور پر نور، نور وہ ہے جو خود ظاہر ہو اور دوسری اشیاء کے ظہور کا سبب ہو، معصومؑ سے پوچھا گیا اس آیت کے کیا معنی ہیں۔

نورٌ علیٰ نور

معصومؑ نے فرمایا، قیامت تک نور کا سلسلہ رہے گا، یہ سلسلۂ امامت ہے، جب ایک امام جاتا ہے تو دوسرا امام آجاتا ہے، نور کے بعد نور کا سلسلہ یعنی بارہ امام۔

مسلمانوں کی اکثریت نور کے فلسفے کو سمجھی نہیں جب ہم نے کہا ہمارے نبیؐ نور ہیں تو بدعقیدہ مسلمانوں نے کہا نہیں بشر ہیں، توجہ رکھیے جناب! ہم نے کہا نبیؐ نور ہیں اُنھوں نے کہا نبیؐ بشر ہیں، ہر چیز کی ایک ضد ہوتی ہے، ہم نے کہا یہ رات ہے، رات کی ضد دن ہے، آپ نے کہا دن ہے، سردی کی ضد گرمی ہے، ہر چیز کی ایک ضد ہے یعنی جب کبھی آپ کو ضد میں کچھ کہنا ہے تو جو لفظ بولا گیا ہے آپ اس لفظ کی ضد استعمال

کریں گے، اگر ہم کہتے ہیں کہ گرمی بہت ہے اور آپ کہیئے کہ یہ ہاتھ ہے، یہ کیا بات ہوئی، گرمی ہے تو اس کی ضد میں آپ سردی ثابت کرنا چاہتے ہیں تو کہیئے سردی بہت ہے، ہم کہتے ہیں موسم برسات ہے اگر آپ کو ضد ہے تو کہیں گے کہ موسم گرما ہے اور ہم کہیں یہ ساون ہے اور آپ کہیں نہیں یہ ملکِ روس ہے تو یہ کیا بات ہوئی میں موسم کی بات کر رہا ہوں آپ ملکوں کے نام لینے لگے، پتہ چلا گفتگو میں کچھ توازن ہوتا ہے، گفتگو کے کچھ اصول ہیں کچھ سلیقے ہیں، ہر چیز کی ضد کو استعمال کیا جاتا ہے ضد کے جواب میں، ہم نے کہا نور ہے، آپ نے کہا بشر ہے، نور کی ضد کیا ہے؟ نور کی ضد ہے ظلمت، یہیں پر غلطی ہوئی ہے بدعقیدہ مسلمانوں سے، نور کی ضد بشر نہیں ہے، مسلمان کہہ رہے ہیں کہ حضور اکرمؐ بشر ہیں نور نہیں ہیں، نور کی ضد ظلمات ہے، یہ لوگ حقیقتِ نور کو سمجھنے سے قاصر ہیں۔ ہر روشن پہلو پر نور کا اطلاق صحیح ہے اور ہر تاریک پہلو پر ظلمت کا استعمال درست ہے۔ مثلاً علم نور ہے جہل ظلمت ہے، نور عدم کے مقابلے میں وجود کا نام ہے اور شر کے مقابلے میں خیر کا نام ہے، نور صفت ہے ذات نہیں یعنی عرض ہے جوہر نہیں، البتہ ذات وجوہر پر اس کا اطلاق از راہِ مجاز کثرت سے ہوا کرتا ہے۔ تو نور کی ضد بشر نہیں ہے۔ ظلمت ہے ہر وہ شئے جسے ہم نور کہہ دیں اس کی ضد ظلمت ہوگی، مثلاً آنکھوں میں بینائی نور ہے اندھا پن ظلمت ہے، کانوں میں سماعت کی قوت نور ہے اور بہرہ پن ظلمت ہے، زباں میں قوتِ گویائی نور ہے اور گونگا ہونا ظلمت ہے، نور ہر صفتِ کمال کا نام ہے جس کا عدم ظلمت ہے، علم روشن پہلو ہے اور اس کے مقابلے میں جہالت تاریک پہلو ہے، علم نور ہے اور جہالت ظلمت ہے، علم ایک نور ہے خدا کا جس کے دل میں چاہے داخل کردے۔

رسولؐ خدا نے فرمایا:۔

العلم نورٌ یَخذفُهٗ من یَشَاء فی قلبہٖ

علم ایسا نور ہے کہ اللہ جس کے دل میں چاہتا ہے داخل کر دیتا ہے۔

اگر دل میں علم نور بن کر داخل نہیں ہوا تو وہ دل ظلمات ہے، جہل ظلمت ہے، ہم نے کہا نبیؐ نور ہیں، انھوں نے کہا بشر ہیں، یہ غلطی کیوں ہوئی، یہ غلطی جہل کی وجہ سے ہوئی، جہاں علم نور بن کر دل میں نہیں گیا وہاں کوئی نبیؐ کے نور کو کیا سمجھے، ہاں وہ سمجھے نبیؐ کے نور کو جس نے نور کے ماحول میں پرورش پائی ہو، اور وہ سمجھائے نور کو جو سرتا بہ قدم نور ہی نور ہو، امیر المومنینؑ حضرت علی ابن ابی طالب علیہ السلام ارشاد فرماتے ہیں چار لاکھ چوبیس ہزار برس پہلے جب آسمان و زمین، عرش و کرسی، لوح و قلم بہشت اور دوزخ کچھ بھی خلق نہیں ہوا تھا اس وقت نور پیغمبرؐ مطلعٔ وجود پر ضوفشاں ہوا، پھر اُسی نور سے اللہ نے بارہ حجابات خلق فرمائے، حجابِ قدرت، حجابِ عظمت، حجابِ عزت، حجابِ ہیبت، حجابِ جبروت، حجابِ رحمت، حجابِ نبوت، حجاب ہدایت، حجابِ منزلت، حجابِ رفعت، حجابِ سعادت اور حجابِ شفاعت، پھر نور محمدؐ کو حجابِ قدرت میں منور کیا جہاں بارہ ہزار سال اُس نور نے **سُبحانَ العَلِیِّ الاَعلیٰ** کا ورد کیا، اب حجابِ عظمت میں یہ نور آیا یہاں گیارہ ہزار سال تک **سُبحانَ عالِمَ السِّرِوَالخفّی** کہتا رہا، اِسی طرح حجابِ عزّت میں دس ہزار سال **سُبحَانَ الملك المنّان** کی تسبیح پڑھتا رہا، حجابِ ہیبت میں نو ہزار سال **سُبحَان مَن هوَ غَنّی لایفتَقر** کا وِرد رہا، حجابِ جبروت میں آٹھ ہزار سال تک نورِ محمدؐ نے **سُبحَان الكريم اُلاكرم** کا ورد کیا، حجابِ رحمت میں سات ہزار سال تک **سُبحانَ ربِّ العرشِ العظیم** کا ورد کیا، حجابِ نبوت میں چھ ہزار سال تک **سُبحانَ ربّكَ رب العِزةِ عمّا یصفُون** کی تسبیح پڑھتا رہا، حجاب ہدایت میں پانچ ہزار سال تک **سُبحانَ العَظیم الاٰعظم** کا ورد کیا، حجابِ منزلت

میں چار ہزار سال تک سُبحانَ العلیمُ الکریم پڑھا کیا، حجابِ رفعت میں تین ہزار سال تک سُبحَانَ الملك و الملکُوتِ کی تسبیح وتقدیس کرتا رہا یہاں تک کہ حجابِ سعادت میں دو ہزار سال تک متمکّن رہا اور یہاں سُبحانَ مَن یزیل الأشیآء ولا یَزُول کی تسبیح میں منہمک رہا، پھر نور محمدیؐ حجابِ شفاعت میں آیا جہاں ہزار سال تک سُبحانَ ربیّ العظیم و بحمدہٖ پڑھتا رہا، حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا کہ پھر مالکِ کائنات نے نور کے بیس دریا خلق فرمائے ہر دریا میں چند علوم تھے جن کا علم خدا کے سوا کسی کو نہیں، پھر خدا نے نورِ حضرت رسالتمآبؐ کو اُن دریاؤں میں نور پوش کیا، دریائے عزت وصبر، دریائے خشوع و دریائے تواضع و دریائے رضا و دریائے وفا، دریائے حلم، دریائے زُہد، دریائے خشیت، دریائے انابت، دریائے عمل،

دریائے مزید، دریائے ہدایت، دریائے صیانت، دریائے حیا، یہاں تک ان بیسوں دریاؤں میں گُل پوش ضیا پاش کیا، جب نورِ محمدیؐ آخری دریا سے باہر آیا تو اس سے خدا نے خطاب فرمایا کہ اے میرے حبیبؐ، اے تمام پیغمبروں سے افضل و برتر اور میری خلقتِ اوّل اور میرے آخری رسولؐ میں نے تجھ کو شفیعِ روزِ جزا قرار دیا۔ یہ سُن کر وہ نورِ درخشاں سجدے میں گر گیا، جب سجدے سے سر اٹھایا تو ایک لاکھ چوبیس ہزار قطرے اُس نور سے ٹپکے، خدا نے ہر قطرے سے ایک ایک پیغمبرؑ کی خلقت فرمائی جن کے نور حضرت سرورِ کائنات کے نور کے گرد طواف کرتے تھے۔

حضرت علیؑ فرماتے ہیں پھر رسالتمآبؐ کا نام مبارک لوح پر ثبت فرمایا، وہاں وہ نور سات ہزار سال تک نور افشانی کرتا رہا،

عبداللہ ابن عباس کہتے ہیں کہ خود رسولِؐ خدا نے فرمایا کہ خدا نے مجھ کو اور علیؑ کو زیرِ عرش ایک نور سے پیدا کیا، جب آدم کو خلق کیا تو اس نور کو اُن کے صلب میں قرار دیا،

پھر وہ نور ایک صلب سے دوسرے صلب میں منتقل ہوتا رہا۔

رسولؐ خدا کا ارشاد ہے جب خدا نے چاہا کہ ہم کو خلق فرمائے، پروردگارِ عالم نے ایک کلام ایجاد کیا، اس سے ایک نور پیدا کیا، پھر دوسرا کلام خلق کیا، اس سے ایک روح پیدا کی، اور اُس نور کو الگ نور سے خلق کیا، ہم خدا کی تسبیح کرتے تھے اُس وقت جب کہ کوئی تسبیح کرنے والا دوسرا نہ تھا اور اُس کی تقدیس کرتے تھے جب کہ ہمارے سوا کوئی اور تقدیس کرنے والا نہ تھا۔ پھر جب خدا نے چاہا کہ تمام خلق کو پیدا کرے، میرے نور سے خدا نے عرش کو خلق کیا، اس کے بعد میرے بھائی علیؑ کے نور سے فرشتوں کو خلق کیا، پھر میری بیٹی فاطمہؑ کے نور سے آسمانوں اور زمینوں کو خلق کیا، اس کے بعد میرے فرزند حسنؑ کے نور سے آفتاب و ماہتاب کو خلق فرمایا، پھر خدا نے میرے فرزند حسینؑ کے نور سے بہشت اور حوروں کو خلق کیا۔

جب مالکِ کائنات نے تکمیلِ کائنات کا ارادہ کیا تو عرش کے نور سے پانی کو خلق کیا، پانی پر زمین کو متمکن کیا،

ہوا بنائی، مٹی بنائی، آگ بنائی، جب تمام تیاریاں ہو چکیں تو ایک مرتبہ اللہ نے ملائکہ کو حکم دیا کہ ایک مٹھی خاک زمین سے لے کر آؤ، جبرئیل، میکائیل اور عزرائیل زمین پر آئے، جس جگہ آج قبرِ نبیؐ ہے اُسی جگہ سے ایک مٹھی مٹی اُٹھا کر ملائکہ عرش پر آئے، حکمِ الٰہی سے ملائکہ نے اُس مٹی کو پانی کے ساتھ گوندھا، اس گندھی مٹی سے ایک پیکرِ خاکی بنایا گیا، مٹی کا یہ پتلا چوبیس ہزار برس تک کھنکھناتا رہا یہاں تک کہ عرشِ اعظم سے اللہ نے حکم دیا کہ جیسے ہی میں اس پیکرِ خاکی میں روح پھونک دوں سب سجدے میں جھک جانا، ظہر کا وقت تھا جب روح کو پیکرِ آدمؑ میں داخل کیا گیا، روح قدم کی طرف سے چلی، شکم تک آئی، پھر سینے تک آئی، جب آنکھوں تک روح آئی تو آدمؑ کی

نگاہ سامنے اُٹھی تو عرش کی بلندی پر پانچ نام لکھے دیکھے محمدؐ علیؑ فاطمہؑ حسنؑ حسینؑ، آدمؑ اُٹھ کر بیٹھ گئے، پیکرِ آدمؑ کی بچی ہوئی خاک سے حواؑ کو خلق کیا گیا، حضرت حواؑ جب حضرت آدم کے سامنے آئیں، آدمؑ پر وحی ہوئی کہ حواؑ کو پیغامِ عقد دو، حضرت آدمؑ نے ایسا ہی کیا، اللہ نے جبرئیل سے کہا خطبۂ عقد پڑھو، جب عقد ہو چکا، وحی ہوئی آدمؑ پر کہ حواؑ کا مہر ادا کرو، آدمؑ نے کہا پروردگار میرے پاس کیا ہے جو میں حواؑ کا حق مہر ادا کروں، اللہ نے فرمایا کہ آدمؑ ۱۴ مرتبہ کہو۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّآلِ مُحَمَّدٍ

نورِ محمدؐ صلب آدم میں تھا، ملائکہ پشتِ آدمؑ پر نور کی زیارت کرتے تھے، آدمؑ کا دل گھبرایا تو کہا، پروردگار یہ فرشتے میرے سامنے کیوں نہیں آتے، ارشادِ الٰہی ہوا کہ آدمؑ ان فرشتوں نے ظہر سے عصر تک تم کو جو سجدہ کیا تھا وہ سجدہ اس نور کی وجہ سے ہوا تھا جو تمہارے صلب میں ہے، آدمؑ نے کہا پروردگار فرشتوں کو میرے سامنے آنے کا حکم عنایت فرما، نورِ محمدؐ، آدمؑ کی پیشانی میں درخشاں ہوا، صفوف ملائکہ آدمؑ کے سامنے آ گئیں اب آدمؑ کی تنہائی دور ہوئی، میں نے مختصر کیا، آدمؑ دنیا میں آئے اُس نور کے امین بن کر، آدمؑ نے وہ نور وفات سے پہلے اپنے فرزند شیثؑ کی پیشانی میں چمکتا ہوا دیکھا، پھر یہ نور انوشؑ کی پیشانی میں چمکا، پھر قینانؑ کی پیشانی میں درخشاں ہوا، پھر مہلائیل کی پیشانی میں ضوفشاں ہوا، پھر یارڈؑ کی پیشانی پر چمکا، پھر ادریسؑ کی پیشانی میں چمکا، پھر متوشخؑ کی پیشانی میں ضوبار ہوا، پھر لمکؑ کی پیشانی میں آیا، پھر نوحؑ کی پیشانی میں جلوہ کناں ہوا، پھر سامؑ کی پیشانی میں چمکا، پھر ارفخشدؑ کی پیشانی میں آیا، پھر یہ نورِ محمدیؐ شالخؑ کی پیشانی میں آیا، پھر ارغوؑ کی پیشانی میں آیا، پھر قالغؑ کی پیشانی میں آیا، پھر عابرؑ کی پیشانی میں آیا، پھر شاروغؑ کی پیشانی میں چمکا، پھر ناحورؑ کی پیشانی میں چمکا، پھر تارخؑ کی پیشانی میں

چمکا، پھر ابراہیم خلیل اللہ کی پیشانی میں ضوفشاں ہوا، پھر اسماعیلؑ کی پیشانی میں چمکا، پھر قیدارؑ کی پیشانی میں آیا، پھر ثابتؑ کی پیشانی میں آیا، پھر سلامانؑ کی پیشانی میں آیا، پھر ہمیعؑ کی پیشانی میں آیا، پھر اودؑ کی پیشانی میں آیا، پھر الیسعؑ کی پیشانی میں آیا، پھر عدنانؑ کی پیشانی میں آیا، پھر معدؑ کی پیشانی میں آیا، پھر نزارؑ کی پیشانی میں آیا، پھر مضرؑ کی پیشانی میں آیا، پھر الیاسؑ کی پیشانی میں آیا، پھر مدرکہؑ کی پیشانی میں آیا، پھر خزیمہؑ کی پیشانی میں آیا، پھر کنانہؑ کی پیشانی میں آیا، پھر نضرؑ کی پیشانی میں آیا جنھیں قریش کے لقب سے یاد کرتے ہیں، پھر مالکؑ کی پیشانی میں آیا، پھر فہرؑ کی پیشانی میں آیا، پھر غالبؑ کی پیشانی میں آیا، پھر لویؑ کی پیشانی میں آیا، پھر کعبؑ کی پیشانی میں آیا، پھر عدیؑ کی پیشانی میں آیا، پھر مرہؑ کی پیشانی میں آیا، پھر کلابؑ کی پیشانی میں چمکا، پھر قصیؑ کی پیشانی میں نور فشاں ہوا، پھر عبد منافؑ کی پیشانی میں ضوفگن ہوا، پھر ہاشمؑ کی پیشانی میں درخشاں ہوا، پھر عبدالمطلبؑ کی پیشانی میں چمکا، یہاں سے نور دو حصوں میں تقسیم ہوا ایک حصہ نور عبداللہ کی پیشانی میں چمکا، ایک حصہ نور ابوطالبؑ کی پیشانی میں ضوبار رہا، عبداللہ کی پیشانی سے یہ نور اپنے حقیقی پیکر میں آیا اب نورِ فخرِ انبیاء حضرت محمد مصطفےٰؐ کی پیشانی میں ضوفگن ہوا، پھر یہ نور حضرت فاطمہ زہراؑ کی پیشانی میں چمکا، حضرت ابوطالبؑ کی پیشانی کا نور اُن کے فرزند علیؑ مرتضیٰ کی پیشانی میں درخشاں ہوا، نور کے دونوں حصوں کو پھر ملایا، عقدِ علیؑ و فاطمہؑ کی صورت میں، سورۂ رحمان نے اعلان کیا

مَرَجَ الْبَحْرَيْنِ يَلْتَقِيَانِ

یہ نور پھر دو حصوں میں تقسیم ہوا، اب امام حسنؑ اور امام حسینؑ کی پیشانی میں مثلِ کوکب دُرّی چمکنے لگا، سورۂ رحمان نے اعلان کیا۔

يَخْرُجُ مِنْهُمَا اللُّؤْلُؤُ وَالْمَرْجَانُ

امام حسنؑ کی دختر فاطمہ بنتِ حسنؑ سے امام حسینؑ کے فرزند امام زین العابدینؑ کا عقد ہوا، نور کے دونوں حصے پھر یکجا ہوئے، اب یہ نور امام محمد باقرؑ کی پیشانی میں آیا، پھر امام جعفر صادقؑ کی پیشانی میں ضوفشاں ہوا، پھر امام موسیٰ کاظمؑ کی پیشانی میں آیا، پھر امام علی رضا کی پیشانی میں آیا، پھر امام محمد تقیؑ کی پیشانی میں چمکا، پھر یہ نور امام علی نقیؑ کی پیشانی میں آیا، پھر یہ نور امام حسن عسکریؑ کی پیشانی میں ضوبار ہوا اور اب امام مہدی علیہ السلام کی پیشانی میں جگمگا رہا ہے۔ (صلوٰۃ)

ہے کسی کا ایسا نورانی شجرہ، ابھی شجرہ تمام نہیں ہوا یہ تو نورِ مہدیؑ کا سفر بتایا ہے عرش سے لے کر خانۂ نرجسؑ تک، یاد رکھنے والی تاریخی بات یہ ہے کہ جب کسی بچے کی ولادت ہوتی ہے تو عالم فاضل شعرا سے کہا جاتا ہے ذرا میرے بچے کی تاریخ ولادت کہہ دیجئے یا تاریخی نام رکھ دیجئے، بچہ جس سن میں پیدا ہوتا ہے اس سال کے عدد کے مطابق تاریخ کہی جاتی ہے، یا تاریخی نام رکھا جاتا ہے، میرے امامِ عصرؑ کا ایک یہ بھی معجزہ ہے، ''ن'' کے عدد ۵۰ ہیں، ''و'' کے عدد ۶ ہیں اور ''ر'' کے عدد ۲۰۰ ہیں، یہ عدد ہوئے ۲۵۶، امام کی ولادت ہے ۲۵۶ھ، ''نور'' کے عدد بھی ۲۵۶ ہیں، امام کی ولادت کی تاریخ بھی ''نور'' ہے۔

جس کا نام نور، جس کی ولادت نور، جس کے اجداد نور، جس کا شجرہ نور، جس کا ذکر نور، جو ننھیال سے بھی نور، جو ددھیال سے بھی نور، شجرۂ نور آپ نے سنا یہ اجداد کا شجرہ تھا، کیا کہنا پدر گرامی اور جدِ امجد کا، سب امام، آدمؑ سے لے کر ابراہیمؑ تک، ابراہیمؑ سے خاتمؐ تک پورا شجرہ پاکیزہ، طاہر و اطہر، لیکن قدرت نے اس شجرے کو ہر طرف سے طاہر و اطہر رکھا، اب سنتے جائیے۔

کلاب کے یہاں دو بیٹے ہوئے اور دونوں نامور ہیں زُہرہ اور قصیٰ، قصیٰؑ کے بیٹے

عبد منافؑ، عبد منافؑ کے بیٹے ہاشمؑ، ہاشمؑ کے بیٹے عبدالمطلبؑ، عبدالمطلبؑ کے بیٹے عبداللہؑ، عبداللہؑ کے بیٹے فخرِ عرب نازش عجم حضرت رسولؐ خدا،

کلابؑ کے بڑے بیٹے زُہرہؑ، زُہرہؑ کے فرزند کا نام بھی عبد منافؑ تھا، عبد منافؑ کے بیٹے وہبؑ، وہبؑ کی دختر حضرت آمنہؑ، حضرت آمنہؑ اور حضرت عبداللہؑ کی شادی ہوئی تو ان کے فرزند حضرت رسولؐ خدا ہوئے۔

حضرت ہاشمؑ کے ایک بیٹے اسدؑ تھے اور دوسرے حضرت عبدالمطلبؑ، عبدالمطلبؑ کے بیٹے حضرت ابوطالبؑ، جناب اسدؑ کی دختر حضرت فاطمہؑ بنتِ اسد، دونوں کی شادی ہوئی تو حضرت علیؑ جیسا فرزند بھی ملا، حضرت علیؑ ماں اور باپ دونوں طرف سے ہاشمی ہیں۔

قصیٰؑ کے ایک بیٹے عبد مناف جو حضرت رسولؐ خدا کے جد ہیں، قصیٰؑ کے دوسرے بیٹے عُزّہ تھے، عُزّہؑ کے بیٹے اسدؑ، اسدؑ کے بیٹے خویلدؑ، خویلدؑ کی بیٹی خدیجہؑ جو رسولؐ خدا کی زوجہ بن کر آئیں تو حضرت فاطمہ زہراؑ کی ولادت ہوئی، حضرت علیؑ اور حضرت فاطمہؑ کا عقد ہوا تو امام حسنؑ اور امام حسینؑ دونوں شہزادے پیدا ہوئے۔

یمن کے سردار امراء القیس کلاب کی نسل میں ہیں اُن کی دو بیٹیاں ایک اُم فروہ دوسری اُمّ رباب، اُمِ فروہ کی شادی امام حسنؑ سے ہوئی اور اُمِ رباب کی شادی امام حسینؑ سے ہوئی، امام حسنؑ کی دختر اُمّ الحسن فاطمہ بنتِ حسنؑ کی شادی امام زین العابدین سے ہوئی تو امام محمد باقرؑ کی ولادت ہوئی، امام محمد باقرؑ کے نانا بھی امام، دادا بھی امام، پردادا بھی امام یہاں سے جو امامت چلی وہ حسنی بھی ہے اور حسینی بھی، ننھیال سے بھی امامت ملا کرتی ہے امام حسنؑ اور امام حسینؑ ننھیال اور ددھیال دونوں طرف سے امام ہیں۔

حضرت نوحؑ کے تین بیٹے تھے، سامؑ، حام اور یافث، سامؑ سب سے بڑے تھے

حکومت، سرداری اور نبوت سامؑ کی نسل میں آئی، ایران کے بادشاہ جنھیں کسریٰ کے لقب سے یاد کیا جاتا ہے وہ سب کے سب سام کی نسل میں تھے، عرب کے بنی ہاشم بھی سام کی نسل میں ہیں، کسریٰ کے بادشاہوں میں نوشیروانِ عادل بہت نامور تھا اس کا بیٹا ہرمز تھا، ہرمز کا بیٹا شہریار تھا، شہریار کا بیٹا یزدجرد تھا، یزدجرد کی بیٹی حضرت امام حسینؑ کے عقد میں آئیں تو حضرت امام زین العابدینؑ کی ولادت ہوئی آپ سلطانِ عرب وعجم ہیں، سامؑ کے دو بیٹوں کی اولاد کی نسلوں کو آلِ محمدؐ کے گھر میں یکجا کیا گیا، حضرت امام زین العابدین کی شادی حضرت امام حسن کی صاحبزادی اُم الحسن سے ہوئی تو امام محمد باقرؑ پیدا ہوئے۔

شہر بانو کی دوسری بہن گیہان بانو کی شادی محمد ابن ابی بکر سے ہوئی جنھیں حضرت علیؑ نے پالا تھا، اُن کا ایک بیٹا قاسمؑ بن محمد بن ابی بکر، قاسمؑ کی دختر اُمِّ فروہ، ان کی شادی امام محمد باقرؑ سے ہوئی تو حضرت امام جعفر صادقؑ پیدا ہوئے۔

امام جعفر صادقؑ کی شادی اسپین کی شاہزادی حمیدہؑ خاتون سے ہوئی تو امام موسیٰ کاظمؑ پیدا ہوئے۔

امام موسیٰ کاظمؑ کی شادی خراسان کے رئیس کی دختر اُمّ البنین نجمہؑ خاتون (تکتم، خیزران) سے ہوئی تو امام علی رضاؑ کی ولادت ہوئی۔

حضرت امام علی رضا کی شادی مصر کی شاہزادی سبیکہؑ خاتون سے ہوئی تو امام محمد تقیؑ پیدا ہوئے۔

امام محمد تقی کی شادی سمانہؑ خاتون مغربیہ سے ہوئی تو امام علی نقیؑ پیدا ہوئے۔ امام علی نقیؑ کی شادی روم کے شاہی خاندان کی سلیلؑ خاتون سے ہوئی تو امام حسن عسکریؑ پیدا ہوئے۔

امام حسن عسکریؑ کی شادی قیصرِ روم کی پوتی نرجسؑ خاتون سے ہوئی تو حضرت امام

مہدیؑ کی ولادت ہوئی۔

یہ ہے وہ شجرہ جس کے لیے قرآن نے کہا۔

اَلَمۡ تَرَ کَیۡفَ ضَرَبَ اللّٰہُ مَثَلًا کَلِمَۃً طَیِّبَۃً کَشَجَرَۃٍ طَیِّبَۃٍ اَصۡلُھَا ثَابِتٌ وَّفَرۡعُھَا فِی السَّمَآءِ (سورۂ ابراہیم آیت ۲۴)

کیا تم نے نہیں دیکھا کہ اللہ کلمۂ طیبہ کی مثال کس طرح شجرۂ طیبہ سے دیتا ہے، شجرۂ طیبہ کی جڑ مضبوط ہے اور اس کی شاخیں آسمان میں پھیلی ہوئی ہیں"۔

آج کی تقریر تمہیدی تھی، شجرۂ طیبہ پر گفتگو ہوئی، نورِ نبوت و امامت پر گفتگو ہوئی، اختتامی منزل پر بشر بن سلیمان کا بیان سنیئے، بشر بن سلیمان حضرت رسولؐ خدا کے مشہور صحابی ابوایوب انصاری کے خاندان میں سے تھے، سامرے میں رہتے تھے، آلِ محمدؐ کے دوست داروں میں تھے، سرمن رائے میں حضرت امام علی نقیؑ کے پڑوسی بھی تھے۔

انھوں نے بیان کیا کہ ایک دن حضرت امام علی نقی علیہ السلام کا غلام کافور میرے پاس آیا اور کہا کہ مولا ابوالحسن امام علی نقیؑ علیہ السلام نے تم کو بلایا ہے تو میں گیا اور امامؑ کے سامنے بیٹھ گیا۔

امامؑ نے فرمایا: اے بشر! تم انصاری ہو تمہارے اجداد ہمارے خاندان کے وفادار رہے ہیں، تمہارے اجداد ہمارے جد رسولؐ خدا کے اصحاب میں شامل تھے۔ تم ہم اہلِ بیتؑ کے معتمد اور قابلِ بھروسہ ہو، آج ہم تمھیں ایک اور شرف سے نوازتے ہیں، یہ راز داری کی بات ہے تمھیں ایک کنیز خریدنے کے لیے روانہ کر رہا ہوں۔

پھر حضرت امام علی نقی علیہ السلام نے ایک زرد رنگ کی تھیلی نکالی جس میں دوسو بیس دینار تھے اور فرمایا یہ رقم اور یہ خط جو میں نے رومی زبان اور رومی رسم الخط میں لکھا ہے، یہ تھیلی اور یہ خط لو اور قبل از دوپہر دجلہ کے ساحل پر پہنچ جاؤ، جب تم پہنچو گے تو ایک

جانب چند کشتیاں اسیروں کی نظر آئیں گی۔ اُن میں چند کنیزیں بھی ہوں گی، وہاں بنی عباسؑ کے شاہی افراد اور کچھ عرب کے نوجوان بحیثیت خریدار تم کو ملیں گے۔ وہاں ایک بردہ فروش جس کا نام عمرو بن یزید ہوگا جو اُن کنیزوں کو فروخت کر رہا ہوگا، تم اس بردہ فروش کے سامنے ذرا دور دن بھر کے لیے کھڑے ہو جانا، کچھ دیر کے بعد وہ خریداروں کو دکھانے کے لیے ایک کنیز کو لائے گا، وہ کنیز سب کو ڈانٹ رہی ہوگی سب کو جھڑک رہی ہوگی، اس کے چہرے پر ایک نقاب جالی کی ہوگی، کوئی اسے دیکھ نہ پائے گا وہ ریشمی لباس پہنے ہوگی، وہ خریداروں کے سامنے جانے اور ان کے ہاتھ لگانے اور چھونے سے منع کرتی ہوگی، اپنی رومی زبان میں فریاد کر رہی ہوگی، وہ یہ کہتی ہوگی کہ "ہائے میری بے پردگی" بعض خریدار کہیں گے کہ ہم اس کنیز کے تین سو دینار دیں گے کیونکہ یہ بہت زیادہ پاکدامن معلوم ہوتی ہے۔ لیکن وہ کنیز کہے گی کہ اگر

حضرت سلیمان بن داؤد یا ان کے مثل کوئی اور بادشاہ بھی آجائے تو مجھے وہ بھی پسند نہیں ہوگا، بردہ فروش کہے گا میں کب تک تجھے فروخت نہیں کروں گا، آخر تجھے فروخت ہونا ہے، کنیز کہے گی کہ تجھے جلدی کیوں ہے یہ بھی ضروری ہے کہ میں اپنے لیے ایسا خریدار منتخب کرلوں جس کی وفاداری اور امانت داری پر میرا دل مطمئن ہو، مجھے وہ خریدے جس کو میں پسند کروں جو عزت دار گھرانے کا تو ہو۔

اس وقت تم اپنی جگہ سے اُٹھنا۔ عمرو بن یزید بردہ فروش کے پاس جانا اور اُس سے کہنا کہ میرے پاس رومی زبان اور رومی رسم الخط میں ایک مردِ شریف کا ایک خط ہے جس میں اُس نے اپنے کرم و وفا و شرافت و سخاوت کو بیان کیا ہے، تم یہ خط اس کنیز کو دے دو تا کہ وہ اس صاحب خط کے اخلاق و عادات کے متعلق غور کرے، اگر وہ اُس کے ہاتھ فروخت ہونے پر راضی ہو جائے تو میں اُس مردِ شریف کا وکیل ہوں اسے خرید

لوں گا۔

بشر بن سلیمان کا بیان ہے کہ اس کنیز کے متعلق حضرت امام علی نقی علیہ السلام نے جو کچھ حکم دیا تھا میں نے اس کی پوری پوری تعمیل کی، اُس کنیز نے آپ کے خط کو دیکھا تو زار و قطار رونے لگی اور بردہ فروش سے کہا، تم اس کے ہاتھ مجھے فروخت کر دو اور میں قسم کھا کر کہتی ہوں کہ اگر تم نے مجھے اس صاحبِ خط کے ہاتھ فروخت کرنے سے انکار کیا تو میں جان دے دوں گی۔

بشر بن سلیمان کہتا ہے قیمت وہی طے پا گئی جو میرے مولا و آقا حضرت امام علی نقی علیہ السلام نے میرے حوالے کی تھی۔ کنیز کے لیے سواری تیار تھی اہتمام سے پردے میں اس کنیز کو بٹھایا، جب وہ کنیز عماری میں بیٹھ گئی تو اس خط کو آنکھوں سے لگاتی جاتی تھی چومتی جاتی تھی اور آنکھ سے آنسو جاری تھے، بے اختیار میں نے کہا جسے تو نے دیکھا نہیں اُس کے خط کو پڑھ کر اتنی بے قرار و مضطرب ہے، ایسا معلوم ہوتا ہے کہ تو خط لکھنے والے کو جانتی ہے۔

کنیز نے جواب دیا: اے اولادِ انبیاءؑ کی معرفت نہ رکھنے والے! ذرا غور سے سُن، میں قیصرِ روم کے فرزند یشوعا کی دختر ہوں، میرا نام ملیکہ ہے، میری ماں شمعون، وصیِ حضرت عیسیٰؑ کے حواری کی اولاد میں سے ہے۔ میں تجھے اپنا حیرت انگیز قصہ سناتی ہوں۔ جب میں تیرہ سال کی تھی تو میرے دادا قیصرِ روم نے اپنے بھائی کی اولاد میں ایک لڑکے کو میرے لیے منتخب کیا اور شادی کے انتظامات شروع کیے اور اس کے لیے انھوں نے نسلِ حواریّن و راہبوں میں سے تین سو آدمی اور ارکانِ سلطنت کے با وجاہت سات سو اشخاص، اور لشکروں اور فوجوں کے سپہ سالار، روم کے سرداروں اور نقیبوں اور قبائل کے سرداروں میں سے چار ہزار افراد کو اپنے قصر میں مدعو کیا، ایک قیمتی

تخت جس میں انواع واقسام کے جواہرات جڑے ہوئے تھے محل سے منگا کر ایک بلند جگہ پر سجایا، تخت میں چالیس سیڑھیاں تھیں، تخت میں تین ہزار سے زیادہ پائے تھے چار ہزار امراء اور تین سو راہب اس تخت پر بیٹھے، چاروں طرف ریشمی پردوں کے بارہ ہزار در بنائے گئے تھے، ستونوں پر حضرت مریم اور حضرت عیسیٰؑ کے مجسمے اور تصاویر آویزاں تھے ہر طرف سونے کی صلیبیں لٹکی ہوئی تھیں، جب بادشاہ روم کا بھتیجا دولھا بن کر اس تخت پر چڑھنے لگا تو ہر طرف راہب قطار سے کھڑے تھے، انجیل کے بہت سے نسخے کھلے ہوئے تھے عقد شروع ہونے سے پہلے تیز آندھی آئی پھر ایک زلزلہ آیا، تخت ٹوٹ گیا، مجسمے ٹوٹ کر زمین پر گرنے لگے، صلیبیں ایک ایک کر کے زمین پر گر کر ٹوٹ گئیں، وہ شہزادہ جس سے میری شادی ہونے والی تھی تخت سے گر کر بیہوش ہو گیا۔ اب کیا تھا راہبوں کے چہرے زرد ہو گئے، جسم لرزنے لگے، پادریوں کے سردار نے کہا اے بادشاہِ روم آپ مجھے اس منحوس شادی سے باز رکھیں، یہ دینِ عیسیٰؑ اور آسمانی مذہب کے زوال کی نشانی ہے۔

ملیکہ بنتِ یشوعا فرماتی ہیں میرے دادا نے فالِ بد سمجھ کر ارادہ بدل دیا، حکم دیا کہ تخت کو دوبارہ سجایا جائے اور صلیبوں کو دوبارہ نصب کیا جائے، راہبوں سے کہا کہ آپ تیاری کریں میں اپنے چھوٹے بھتیجے سے اپنی بیٹی کی شادی کر دوں گا ممکن ہے یہ نحوست ختم ہو جائے۔

مگر جب اس کو دولھا بنا کر تخت پر بٹھایا گیا تو اس کا بھی وہی حشر ہوا جو پہلے کا ہوا تھا، یہ دیکھ کر مجمع منتشر ہو گیا، بادشاہِ روم وہاں سے غمگین وملول اُٹھ کر اپنے قصرِ خاص میں چلے گئے اور دروازوں پر پردے ڈال دیئے گئے۔

شہزادیٔ روم فرماتی ہیں:- اس رات میں نے ایک خواب دیکھا کہ آسمان پر ایک

نورعیاں ہوا، اس نور کی ضو سے کوہِ طور کا گمان تھا، آسمان کے دریچے صاف کھلے ہوئے نظر آئے، میں محوِ ثنائے قدرت حق تھی کہ ناگہاں آسمان پر ایک نردبانِ نور ظاہر ہوا، میں نے دیکھا فلک سے حضرت عیسیٰؑ اتر رہے ہیں، حضرت عیسیٰؑ کے حواری اور میرے جد شمعون بھی ان کے ساتھ ہیں، پھر ایک نور کی تصویر جلوہ گر ہوئی ایک بزرگ سر پہ عمامہ مانند تاجِ ضیابار کے، کالی عبا دوش پر کمر میں سبز پٹکا، حسین وخوبصورت چہرہ اس پر خوش نُما زلفیں، جسم کا سایہ نظر نہ آتا تھا، اونچا سا قد، جبیں کشادہ، رنگ ملیح، آنکھوں میں کچھ کچھ سرخی، پشت پر کوئی چیز ستارہ کی طرح چمکتی ہوئی، ساتھ میں فرشتے ادب سے سرخم کئے ہوئے، داہنے اور بائیں میکائیل اور جبرئیل، ایک فرشتہ یہ صدا دیتا ہوا کہ یہ بشر نہیں خیر البشر ہیں، مسلمانوں کے نبی حضرت محمد مصطفیٰؐ اور اُن کے داماد علی مرتضیٰؑ اور ان کے تمام فرزند ساتھ ساتھ تھے، یہ تمام افراد بادشاہِ روم کے محل میں جمع ہوئے، جس جگہ میرے دادا نے میری شادی کے لیے تخت نصب کیا تھا وہاں ایک عرش کی طرح بلند نوری منبر نصب کیا گیا۔

حضرت عیسیٰؑ نے پیش قدمی کی اور حضرت محمدؐ کا استقبال کیا اور دونوں حضرات گلے ملے، حضرت محمدؐ نے ارشاد فرمایا، اے روح اللہ! میں آپ کے وصی شمعون کی لڑکی کا پیغام اپنے اِس فرزند کے لیے لے کر آیا ہوں، یہ فرما کر آنحضرتؐ نے امام حسن عسکریؑ کی جانب اپنے ہاتھ سے اشارہ فرمایا جو اس خط کے لکھنے والے علی نقیؑ کے فرزند ہیں، حضرت عیسیٰؑ نے شمعون کی طرف دیکھا اور فرمایا لو تمھیں ایک شرف حاصل ہوا، تم اپنے خاندان کو آلِ محمدؐ کے خاندان سے نسبت دے لو، اِن کی زبان زبانِ خدا کا کلام ہے، یہ جو پیغام دیں وہ خدا کا پیغام ہے۔

شمعون نے عرض کیا، مجھے منظور ہے، میری دختر اس گھر کی کنیزی میں جائے

میرے لیے باعثِ فخر ہے۔

یہ سُن کر حضرت محمد مصطفیٰؐ اُس نورانی منبر پر تشریف لے گئے اور اُنھوں نے بہ فصاحت حمدِ الٰہی کرنے کے بعد فرمایا، ذاتِ کردگار ہر رجس اور حسد سے بری ہے، اس سے کسی کا رشتہ نہیں ہے نہ وہ کسی کا بیٹا ہے اور نہ کسی کا باپ ہے، حضرت عیسیٰؑ نے فرمایا "صَدَقْتَ یا رسول اللّٰہ" خطبے کے بعد انھوں نے میرا عقد اپنے فرزند امام حسنؑ عسکری سے پڑھ دیا، حضرت عیسیٰؑ اور اُن کے حواری اس نکاح کے گواہ بن گئے۔

عقد کا بندھنا تھا کہ میری آنکھ کھل گئی، جب میں اس خواب سے بیدار ہوئی تو ڈری کہ اگر میں یہ خواب اپنے باپ اور دادا سے بیان کرتی ہوں تو وہ مجھے زندہ نہ چھوڑیں گے، میں نے کسی پر اس خواب کو ظاہر نہیں کیا۔ مگر امام حسن عسکریؑ کی محبت میرے دل و جان میں اس قدر رچ بس گئی کہ میں نے کھانا پینا بھی ترک کر دیا، میں شدید بیمار پڑ گئی۔ شہروں کے آس پاس کوئی ایسا طبیب نہ تھا کہ جسے میرے دادا نے بُلا کر علاج نہ کرایا ہو مگر کوئی افاقہ نہ ہوا۔ جب میرا باپ میری صحت سے مایوس ہو گیا تو مجھ سے کہا کہ اے نورِ نظر! تیرے دل میں کوئی خواہش ہو تو کہہ تا کہ میں اس کا دنیا ہی میں سامان کر دوں۔

"میں نے جواب دیا کہ" میں اپنی صحت اور مرض سے نجات کا دروازہ ہر طرف سے بند پا رہی ہوں، اگر آپ مسلمان قیدیوں کو قید سے آزاد کر دیں تو امید ہے کہ عیسیٰؑ مسیح اور ان کی ماں مریمؑ بنتِ عمران مجھے صحت عطا فرما دیں، جب میرے دادا بادشاہِ روم نے قیدیوں کو رہا کر دیا تو میں اپنے جسم میں صحت کے آثار محسوس کرنے لگی اور کچھ آب و غذا کھانے پینے لگی۔ یہ دیکھ کر میرے دادا کو بہت خوشی ہوئی، اور اب تو وہ قیدیوں پر اور زیادہ کرم کرنے اور اُنھیں عزت دینے لگے۔

پہلے خواب کے چودہ۱۴ دنوں بعد میں نے پھر خواب دیکھا۔ ایک نور جلوہ گر ہے، میں نے دیکھا ایک طرف حضرت مریمؑ بنتِ عمران، حضرت سارہؑ و حضرت آسیہؑ جلوہ فگن ہیں ان کے بیچ میں ایک معظمہ کو دیکھا جو سیاہ رنگ کی چادر اوڑھے ہیں اُن کا نور اس طرح پھیل رہا جیسے شبِ دیجور میں مہرِ درخشاں نے جلوہ کیا ہے، ان کے گوشِ مبارک میں یاقوت سرخ کے گوشوارے ہیں درمیان میں سبز زمرد بھی کوندر ہے ہیں جب گوشواروں کو جنبش ہوتی ہے تو اُن کے عکس میں سبز اور سرخ سمندر کی لہریں نظر آتی ہیں، اُن کا سن مبارک اٹھارہ برس کے قریب ہے، لیکن بزرگی، شان اور مرتبہ یہ بتار ہا تھا کہ کسی بڑے سردار کی دخترِ نیک اختر ہیں، اتنی دیر میں حضرت مریمؑ بنتِ عمران نے مجھ سے قریب ہو کر فرمایا یہ نبیؐ آخر حضرت محمد مصطفےٰؐ کی دختر ہیں یہ سیّدۃ نساء العالمین حضرت فاطمہ زہراؑ ہیں جن کے جلو میں ایک ہزار حورانِ جنت اہتمام میں ہیں یہ تمہارے شوہر امام حسن عسکریؑ کی مادرِ گرامی ہیں۔

یہ سُن کر میں ان سے لپٹ گئی اور زار و قطار رونے لگی اور امام حسن عسکری علیہ السلام کے نہ آنے کی شکایت کی، آپ نے فرمایا جب تک تم کلمہ طیبہ نہیں پڑھو گی وہ نہیں آئیں گے اگر تم اللہ اور حضرت عیسیٰؑ و حضرت مریمؑ کی خوشنودی چاہتی ہو اور یہ چاہتی ہو کہ میرا فرزند تم سے ملاقات کرے تو کہو کہ :-

اَشْهَدُ اَن لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّداً رَّسُولُ اللّٰهِ

جب میں نے یہ کلمہ پڑھا تو جناب سیّدہؑ نے مجھے گلے لگا لیا۔ میرا دل خوش ہو گیا۔ آپ نے فرمایا اب تم کو میرے فرزند کی زیارت ہو گی، اس کے بعد میں خواب سے بیدار ہوئی تو کلمہ طیبہ میری زبان پر تھا۔

اس کے بعد میں خواب سے بیدار ہوئی اور مجھے امید ہوئی کہ اب میں شہزادہ حسن

عسکریؑ سے ملوں گی۔ دوسرے دن میں نے اُن کو خواب میں دیکھا، ملیکہ بنتِ یشوعا فرماتی ہیں، میں نے بیس سال کے ایک خوبصورت شباب رعنا کو دیکھا جس کا قد مثل شمشاد کے درخت کے تھا، آنکھوں میں موتی بھرے ہوئے رخسارۂ یمین پر ایک تل، گندمی رنگ ملاحت لیے ہوئے، ایک خوش رنگ قبا پہنے تھے، چہرہ رشکِ آفتاب، میرا دل چاہا کہ پکار کر کہو "روحی لك الفدا" لیکن میں حیا کے سبب بول نہ سکی وہ خود ہی بولے کہ میں امام علیؑ نقی کا فرزند حسن عسکریؑ ہوں، میں نے فرقت کا شکوہ کیا تو فرمایا تم نے کلمہ طیبہ پڑھ لیا ہے اب میں ہر شب تمہارے خواب میں آؤں گا، اب تم غم نہ کھاؤ ہم تمھارے دل میں رہیں گے، اللہ ہم دونو کو ظاہر میں جلد ملا دے گا، پھر آج تک خواب میں ان کی زیارت ہوتی رہی۔

بشر بن سلیمان نے دریافت کیا، مگر آپ قیدیوں میں کیسے آگئیں؟

انھوں نے جواب دیا، ایک شب خواب میں امام حسن عسکریؑ نے مجھے بتایا کہ تمھارے دادا مسلمانوں سے جنگ کے لیے لشکر روانہ کریں گے، پھر اس لشکر کے عقب میں خود بھی روانہ ہوجائیں گے، تم چند کنیزوں کے ساتھ بھیس بدل کر اس لشکر کے ہمراہ ہوجانا، تم کو لینے کے لیے عرب کا ایک لشکر آئے گا، قسمت تمہیں عراق میں لائے گی جس طرح یوسفؑ مصر کے بازار میں پہنچے تھے، ملیکہ بنتِ یشوعا نے کہا پھر میں نے ایسا ہی کیا، مسلمانوں کے نگراں دستے نے مجھے دیکھ لیا۔ پھر جو کچھ ہوا، وہ تمھارے مشاہدے میں ہے، یہ تمھاری اطلاع کے لیے میں نے بتا دیا ہے ورنہ کسی اور کو نہیں معلوم کہ بادشاہ روم کی دختر اس حال کو پہنچی ہے، پھر مالِ غنیمت کی تقسیم میں جس شخص کے حصے میں آئی اُس نے مجھ سے پوچھا کہ تیرا نام کیا ہے؟ تو میں نے خود کو چھپانے کے لیے اپنا نام نرجس بتایا۔ اس نے کہا یہ کنیزوں کے نام ہیں۔

بشر کا بیان ہے کہ میں نے کہا، تعجب ہے آپ رومی خاتون ہیں مگر زبان عربی ہے؟
شہزادی نے فرمایا: ہاں میرے دادا کی بے حد تمنا تھی کہ میں دوسری زبانیں بھی سیکھوں، اس لیے انھوں نے اپنی ایک ترجمان عورت کو مقرر کیا جو صبح و شام آتی اور مجھے عربی بولنا سکھاتی تھی، اس طرح میری عربی زبان رواں اور مستحکم ہوگئی،

بشر بن سلیمان کا بیان ہے کہ جب میں نرجسؑ خاتون کو سامرہ میں لایا اور حضرت امام علی نقی علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا تو حضرت نے نرجسؑ سے فرمایا کہ تم نے اسلام کی عزت اور نصرانیت کی ذلت کو کیسا پایا؟ نرجسؑ نے عرض کیا کہ یا ابنِ رسولؐ اللہ! جس چیز کو آپ مجھ سے بہتر جانتے ہیں اس کے بارے میں کیا عرض کروں۔

امام نے ارشاد فرمایا کہ میں تمھارا اکرام کرنا چاہتا ہوں، بتاؤ کہ میں تمھیں دس ہزار دینار دے دوں یا ایک خوش خبری سے تمھارے دل کو خوشیوں سے بھر دوں، نرجسؑ نے عرض کیا کہ میں خوش خبری سننا چاہتی ہوں، حضرت نے فرمایا کہ تمھاری شادی میرے فرزند حسنؑ بن علیؑ سے ہوگی پھر تمھارے بطن سے ایک ایسا فرزند پیدا ہوگا جو مشرق و مغرب تک پوری دنیا کا مالک ہوگا اور زمین کو اسی طرح عدل و انصاف سے بھر دے گا جس طرح وہ ظلم و جور سے لبریز ہوگی"۔

اس کے بعد حضرت نے نرجسؑ سے پوچھا کہ حضرت عیسیٰؑ اور ان کے وصی شمعون نے تمھارا عقد کس سے کیا ہے، نرجسؑ نے کہا آپ کے فرزند حضرت امام حسن عسکریؑ سے، حضرت نے پوچھا کہ "تم ان کو پہچانتی ہو، نرجسؑ نے کہا کہ جس وقت سے میں نے جناب فاطمہ زہرا علیہا السلام کے ہاتھ پر اسلام قبول کیا ہے کسی شب ان کی زیارت سے محروم نہیں رہی اور اب تو یہ حال ہے کہ:-

ہے تن بدن میں آگ محبت کی شعلہ زن

دل میں حسنؑ حسنؑ ہے زباں پر حسنؑ حسنؑ

بشر بن سلیمان کہتا ہے کہ امام علی نقی علیہ السلام نے کافور غلام سے فرمایا کہ میری بہن حکیمہؑ خاتون کو میرے پاس بلا لاؤ، حکیمہ خاتون تشریف لائیں تو امام نے فرمایا کہ نرجسؑ کو اپنے پاس رکھئے۔ تعلیم و تربیت دیجئے یہ قائم آلِ محمدؐ کی ماں ہیں۔ حکیمہؑ خاتون نے فرمایا، ہم آج سے تمہیں نرجسؑ کہہ کر پکاریں گے۔

شیعوں کی زیادہ تر کتابوں اور روائتوں میں امام مہدی علیہ السلام کی مادر گرامی کا نام ''نرجس'' ہی پایا جاتا ہے، علمائے اہلسنت میں سے بھی ملّا جامؔی نے ''شواہد النبوۃ'' میں خواجہ محمد پارسا نے ''فصل الخطاب'' میں شیخ عبدالحق دہلوی نے ''مناقب آئمہ اطہار'' میں محمد خاوند شاہ نے ''تاریخ روضۃ الصفا'' جلد سوم میں صاحب العصر علیہ السلام کی والدہ کا نام ''نرجس'' لکھا ہے۔

''نرجس'' ایک پھول کا نام ہے، عربی میں اسے نرجس کہتے ہیں، فارسی میں ''نرگس'' کہتے ہیں، انگلش اور لاطینی و یونانی میں (Narcissess) کہتے ہیں، دنیا کی متعدد زبانوں میں یہ پھول مشہور ہے۔

حضرتِ نرجسؑ خاتون کو کنیز کہنا بے ادبی ہے، آپ روم کی شہزادی تھیں اور آپ کا شجرۂ نسب انبیائے کرام کا شجرہ ہے۔ یاد رکھنے والی بات ہے کہ حضرت ابراہیمؑ کے دو فرزند تھے حضرت اسماعیلؑ اور حضرت اسحاقؑ تمام انبیائے بنی اسرائیل حضرت اسحاقؑ کی نسل میں آئے اور ہمارے حضور رسالتمآبؐ حضرت اسماعیلؑ کی نسل میں ہیں۔ حضرت اسحاقؑ کے دو فرزند تھے بڑے حضرت عیصوؔر تھے اور چھوٹے حضرت یعقوبؑ تھے، حضرت یعقوبؑ کا لقب اسرائیل تھا اُنھی کی اولاد بنی اسرائیل کہلاتی ہے۔ دوسرے بیٹے حضرت عیصوؔر کی شادی حضرت اسماعیل کی دختر باسمہ سے ہوئی تھی۔

حضرت اسماعیل کے بارہ بیٹے تھے اور ایک بیٹی باسمہ تھیں۔ حضرت عیصوؑ اور باسمہ کی شادی ہوئی انھیں کی نسل میں ایک نامور فرزند روم آیا جس کی تیرھویں پشت میں یشوعا تھا، یشوعا کی بیٹی نرجس خاتون سلام اللہ علیہا ہیں جن کی ننھیال بنی اسماعیل میں اور ددھیال بنی اسرائیل میں ہے۔ یہی وجہ ہے کہ حضرت صاحب العصر علیہ السلام کے لیے حضوؐر کا فرمان ہے کہ

''مہدیؑ کا جسم اور دونوں شانوں کے درمیان کا فاصلہ اسرائیلی ہوگا''۔

شہزادی نرجسؑ خاتون کا عقد حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام سے ہوا، تقریر ختم ہوگئی، انشاءاللہ کل یہیں سے گفتگو ہوگی۔

جب آپ سامرے میں روضۂ حضرت امام علی نقی علیہ السلام کی زیارت کریں گے اور روضے میں داخل ہوں گے تو ایک بڑی ضریح ہے اسی ضریح میں دو امام آرام فرما رہے ہیں، حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام کے پہلو میں جناب نرجسؑ خاتون کی قبر ہے انہی کے پاس جناب حکیمہؑ خاتون کی بھی قبر ہے، جب آپ ضریح کے قریب پہنچیں گے تو شہزادی نرجسؑ خاتون کی زیارت لکھی ہوئی ہے، ہم جب زیارت پڑھتے ہیں کہتے ہیں، یہ زیارت شیخ عباس قمی نے ''مفاتیح الجنان'' میں درج کی ہے، اس زیارت سے معظمہ کی جلالت قدر پر روشنی پڑتی ہے۔

''سلام ہو اس پر جو راضیہ تھی اور مرضیہ تھی جو اپنے رب سے راضی تھی اور رب اس سے راضی تھا، جو عابدہ تھی جو زاہدہ تھی، اس پر سلام جو تقیہ تھی، سلام ہو آپ پر اے شبیہ مادر موسیٰؑ اور اے دخترِ حواریٔ عیسیٰؑ، سلام ہو آپ پر اے وہ ذات گرامی کہ جس کی صفت انجیل میں لکھی گئی اور جس کا پیغام نکاح روح الامین کے ذریعے بھیجا گیا اور جس سے رشتہ داری قائم کرنے کی خواہش خود سید المرسلین حضرت محمد مصطفےٰ صلعم نے کی تھی، اور

جس کو رب العالمین کے اسرار بطورِ القا سپرد کیئے گئے۔ سلام ہو آپ پر اور آپ کے شوہر نامدار امام حسن عسکریؑ پر اور آپ کے فرزند دلبند پر جو زمانے کا امام ہے، میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ طیّب و طاہر اور پاک و پاکیزہ تھیں، آپ نے محبتِ الٰہی میں تمام بلاؤں پر صبر کیا اور رازِ الٰہی کو محفوظ رکھا اور حجتِ الٰہی کی حفاظت میں انتہائی حد تک تکلیفیں اُٹھائیں، آپ کو مبارک ہو کہ آپ کا بیٹا دنیا کی آخری حجت ہے......

زیارت ختم ہوئی ایک جملہ آخر میں ہے اس معظمہ پر سلام جس نے مصیبتوں پر صبر کیا، میں بڑا حیران تھا کہ یہ کیا جملہ ہے، تقریر ختم ہوگئی، عرض کروں گا کہ شہزادی پر کیا کیا مصیبتیں پڑیں۔

بڑی مصیبت و مصائب کا وقت تھا جب خلیفۂ وقت کے حکم سے حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام کو زہر دیا گیا، دجلہ کے کنارے اس مکان میں جہاں معصومؑ کی شہادت ہوئی، اس مکان کا ایک دروازہ دجلہ نہر کی طرف کھلتا تھا اور وہاں ایک کشتی ہمہ وقت موجود رہتی تھی۔ عباسی خلیفہ معتمد باللہ نے حکم دیا کہ شیعوں کے گیارہویں امام کی موت کا وقت قریب ہے انہی کا فرزند مہدی ہوگا، اگر کوئی فرزند ہے اور گھر میں جو افراد ہیں انھیں قتل کر دیا جائے اور عورتوں کو گرفتار کر لیا جائے، گھر میں کوئی بچہ ہو تو اسے لے آؤ یا قتل کر دو، بادشاہِ وقت کی فوجوں نے سامرے کے اس مکان کو چاروں طرف سے گھیر لیا، ایسے میں نرجسؑ خاتون آنکھوں میں آنسو لیے ہوئے اور باحالتِ بال پریشاں امامؑ کے سامنے آئیں اور کہا میرے والی میرے وارث آپ نے آخری سفر کی تیاری کی ہے میں دیکھ رہی ہوں مصیبت کا وقت قریب ہے یہ آپ کا پانچ برس کا بچہ میری گود میں ہے، گھر کو چاروں طرف سے بادشاہ وقت کی فوجوں نے گھیر لیا ہے، بادشاہ کا حکم ہے کہ بچے کو قتل کر دیا جائے، میرے والی میں اپنے بچے کو کہاں لے کر جاؤں آپ کی اس

امانت کو کیونکر بچاؤں، ذرا سوچیئے چند لمحوں بعد شہزادی بے وارث کی ہونے والی ہے، وارث زہر کے اثر سے تڑپ رہا ہے، اکلوتا بیٹا گود میں ہے، شہزادی اکیلی پریشان ہیں، اس وقت حضرت امام حسن عسکری ـ نے نرجس خاتون کو قریب بلایا اور کہا مت گھبراؤ میرا غلام کشتی کے سہارے تمہیں ایک محفوظ مقام پر پہنچا دے گا، اس جگہ جہاں تمہارا ایک محافظ ہے وہاں ایک بزرگ رہتے ہیں ان کا نام حمزہ بن حسن بن علی بن حسین بن فضل ہے، وہ عباسؑ علمدار کے پوتے ہیں، اے نرجسؑ خاتون کربلا میں میرے جد عباسؑ جب بچوں کے لیے پانی لینے فرات پر جا رہے تھے تو اپنی زوجہ اور بچوں کو وصیت کی تھی کہ جب تک جینا امام زین العابدینؑ کی حفاظت کرنا آپ نے فرمایا تھا زمین پر جب تک حسینؑ ابن علیؑ کی اولاد باقی رہے میری اولاد ان کی حفاظت کرتی رہے۔

عباسؑ کی ہر نسل حسینؑ کی اولاد میں ہر نسل کی محافظ رہی ہے، اولاد عباسؑ قسم کھاتی ہے کہ ہم حفاظت کریں گے، وہ بزرگ جو نسلِ عباسؑ سے ہیں وہ تمہارا انتظار کر رہے ہیں، اے نرجس! امام مہدیؑ کی حفاظت عباسؑ کا پوتا کرے گا، نرجس گھبرانا نہیں وہ تمہیں بھی بچائیں گے، وہ میرے بیٹے کو بچائیں گے"۔

اے عباسؑ علمدار آپ پر سلام جب تک زندہ رہے حسینؑ کے بچوں کی حفاظت کی، پھر امام زین العابدینؑ کے محافظ عباسؑ کے بیٹے فضلؒ تھے، مامونؔ کے عہد میں بھی امام رضا علیہ السلام کی اولاد کے محافظ حضرت عباسؑ کے پوتے تھے۔

آپ کو بتاؤں یہ اولاد حسینؑ کی محافظت کی روایت کیوں شروع ہوئی،

۲۸ رجب کو جب مدینے سے حسینؑ کا سفر تھا، قافلہ جانے کو تیار تھا، ایک بار حضرت عباسؑ کی والدۂ گرامی حضرت اُمّ البنینؑ نے کنیز سے کہا، میرا بیٹا گھوڑے پر سوار ہو رہا ہے اس کو آواز دو، پردہ اُلٹ کر کنیز باہر آئی اور شہزادے سے فرمایا اے شہزادۂ

عباسؑ آپ کو ماں بلا رہی ہے، پشتِ زین پر بلند ہوتے ہوتے گھوڑے سے اترے، عصمت سرا کا پردہ ہٹا کر صحن خانہ میں آئے، آتے ہی جھک کر ماں کے قدموں پر اپنا سر رکھ دیا اور کہا امّاں! آپ تو رخصت کر چکی تھیں اب کیوں بلایا ہے،

کہا بیٹا..... یہ حسینؑ نہیں بلکہ زہراؑ کی جان جا رہی ہے، میں نے قسم کھائی تھی کہ میں حسینؑ کا تحفظ کروں گی، تم کو میرے دودھ کی قسم، زہراؑ کے لال کو میں تجھ سے لوں گی،

اُمّ البنینؑ کے جملے گوشِ عباسؑ میں گونجتے رہے......

عاشور کو جب عباسؑ علم لے کر چلے تو علم کی شان کو دیکھ کر زوجۂ عباسؑ جناب ذکیہؑ نے کہا تھا:-

بقولِ میر انیسؔ:-

قسمت وطن میں خیر سے پھر شہؑ کو لے کے جائے

یثرب میں شور ہو کہ سفر سے حسینؑ آئے

اُمّ البنینؑ جاہ و حشم سے پسر کو پائے

جلدی ''شبِ عروسیٔ اکبرؑ'' خدا دکھائے

مہندی تمہارا لال ملے ہاتھ پاؤں میں

لاؤ دُلھن کو بیاہ کے تاروں کی چھاؤں میں

عباسؑ علم لے کے چلے گئے، زوجۂ عباسؑ کی یہ دعا تھی، لیکن علم لے کر عباسؑ واپس نہیں آئے، جب مدینے میں لٹا ہوا قافلہ واپس آیا تو بشیرؔ کو امام زین العابدینؑ نے عباسؑ کا علم دے کر کہا جاؤ مدینے میں اعلان کرو کہ قافلۂ حسینؑ واپس آ گیا۔

بشیرؔ کے ہاتھ میں علم تھا، مجمع سے ایک خوبصورت بچہ آگے بڑھا اور کہا بشیرؔ یہ علم تمہیں کہاں سے ملا یہ تو میرے بابا عباسؑ کا علم ہے، بشیرؔ نے آگے بڑھ کر بچے کو گود میں

اُٹھالیا اور کہا شہزادے بے شک یہ آپ کے بابا کا علم ہے، آپ عباسؑ کے بیٹے ہیں لیکن اس اژدھام میں آپ گھر سے اکیلے آگئے، رو کر کہا نہیں میری دادی اُمّ البنینؑ بھی آئی ہیں وہ تم سے کچھ بات کرنا چاہتی ہیں......

حضرت اُمّ البنینؑ آگے بڑھیں اور کہا اے بشیر یہ تو نے کیا اعلان کیا ہے کہ زہرؑا کا لال حسینؑ مارا گیا، بشیر نے کہا ہاں معظّمہ آقا اور مولا حسینؑ شہید کر دیئے گئے۔

اُمّ البنینؑ کہتی ہیں:- بشیر یہ کیسے ہوسکتا ہے کہ میرا عباسؑ زندہ ہو اور حسینؑ مار ڈالے جائیں،

بشیر نے کہا، بی بی عباسؑ نے تو وہ کیا جسے وفا کہتے ہیں، دونوں بازو کٹا کر اپنی جان حسینؑ پر فدا کر گئے۔

مجلسِ دوم

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ۝

ساری تعریف اللہ کے لیے دُرود و سلام محمدؐ و آلِ محمدؐ پر

عشرۂ چہلم کی دوسری تقریر آپ حضرات سماعت فرمارہے ہیں

عنوان کا انتخاب اس لئے بھی ضروری تھا کہ اس پر آشوب دور میں امام زمانہؑ کی معرفت، ان کے حالاتِ زندگی اور اتنا تعارف حاصل ہو جائے کہ کوئی یہ نہ کہے کہ جب امام تمھارا زندہ ہے تو تم اس کے بارے میں کیا جانتے ہو۔ تعلیمات تو یاد رہے کہ دوسروں کو بتا سکیں ہم، دوسروں کو سمجھا سکیں۔ عنوان کا انتخاب اس لئے بھی کیا گیا کہ ہمیشہ مجمع کو، مومنین کو، سامعین کو، ایک عرصۂ دراز سے ذاکروں سے یہ شکایت ہے کہ مناظرہ پڑھتے ہیں، تبرہ پڑھتے ہیں اور جھگڑا کہیں بھی ہو تو مقرر کی وجہ سے ہوتا ہے اور ایک اندازہ یہ ہے کہ ذاکروں سے فرمائش ہوتی ہے کہ ''فضائل پڑھیے گا فضائل ہی کیا کم ہیں کہ کسی اور کا ذکر کیا جائے'' کیوں نہ ایسا عنوان رکھا جائے کہ جن جھگڑوں کو چودہ سو برس گزر چکے ہیں وہ آئیں گے ہی نہیں ہمارے عنوان میں اُن جھگڑوں کا ذکر ہی نہیں آئے گا۔ سامعین و مومنین اور ذاکرین کے درمیان ذہنی سمجھوتا اب تک نہیں ہو سکا۔ میں اکثر سوچتا ہوں کہ جب یہ کہا جاتا ہے کہ یہ نہ پڑھیے گا اور یہ نہ پڑھیے گا تو کیا ذاکروں کو ضد ہے مجمع سے کہ جو نہیں سننا چاہتے وہ ذاکر کیوں پڑھتا ہے۔ تھوڑی سی دعوتِ فکر ہے اسے سمجھ لیجیے تو میں آگے بڑھوں۔ یہ باتیں تو روزانہ تھوڑی تھوڑی آئیں

گی۔ وہ چیز ذاکر کیوں پڑھتا ہے جو کچھ لوگوں کو نہیں پسند، ذاکر کو کیا دلچسپی ہے ان مسائل سے میں آج تک نہ سمجھ سکا۔ وہ مجمع جو تقریر سننے آتا ہے جو وہ پسند کرے ہر ذاکر کو وہ پڑھنا چاہیئے ذاکر کو کیا دلچسپی ہے کہ وہ فدک چھیڑ دے، وہ خلافت چھیڑ دے، وہ سقیفہ چھیڑ دے کیوں؟ کتنے پیسے بڑھ جاتے ہیں یا کتنا ثواب مل جاتا ہے۔ ظاہر ہے نہیں پسند ہے، ماحول نہیں، نہ پڑھیئے تو میں نے بھی یہی سوچا کہ جب مجمع یہ سب سننا ہی نہیں چاہتا تو نہ پڑھیئے لیکن عجیب بات ہے کہ جب بہت مجمع ہو جاتا ہے، راستے رُک جاتے ہیں اور کہا جاتا ہے کہ اتنا بڑا مجمع ہوا ہی نہیں۔ جب ذاکر انہیں مسائل کو پھر چھیڑتا ہے تو وہی مجمع بڑھ بڑھ کر واہ واہ کر رہا ہوتا ہے کہ ایسی تو تقریر ہی نہیں سنی۔ یہ دورنگی کیوں ہے؟ تو پہلے مجمع اپنا جائزہ لے، مومنین پہلے یہ سوچیں کہ تمہیں کیا سننا ہے؟ کہاں کیا سننا ہے؟ کیا پڑھوانا ہے اور کیا نہیں اس کے بعد یہ تنقید ہو اور میں سمجھتا ہوں کہ عام طور سے ذاکر کی تقریر پر تنقید کا حق صرف اس کو حاصل ہے جس کا مطالعہ اتنا ہو جتنا ذاکر کا ہے ورنہ ایک عام سطح رکھنے والے کو کوئی حق نہیں ہے کہ وہ ذاکر سے یہ کہے کہ کیوں پڑھا اس لئے کہ میں یہ کہتا آیا ہوں کہ منبر پر ذاکر، میرا تو یہی حال ہے دوسروں کا مجھے نہیں معلوم۔ عقیدہ سب کا یہی ہوگا کہ منبر پر آنے کے بعد ذاکر اپنے بس میں نہیں ہوتا جو معصومینؑ پڑھوانا چاہتے ہیں ذاکر وہی پڑھ کر اُترتا ہے اور اگر عقیدہ یہ نہیں ہے تو اس کے معنی آپ روحانیت کے قائل نہیں ہیں۔ آپ پھر اس کے قائل نہیں ہیں کہ معصومینؑ مجلس میں آتے ہیں۔ سوال یہ ہے کہ اگر ذاکر نے غلط پڑھا پھر معصومؑ کی طرف سے کوئی پیغام کبھی کیوں نہیں آیا کہ اس ذاکر نے غلط پڑھا، اب میں مجلس میں نہیں آیا کروں گا۔ اس کے معنی ہیں عقائد ابھی پختہ نہیں ہوئے امامؑ زندہ ہیں میں پڑھوں گا کہ امامؑ کے خطوط کس کس کے پاس آئے اور آتے ہیں لیکن میں نے اب تک امامؑ کے کسی خط میں یہ نہیں پایا کہ امامؑ نے کسی ذاکر کے لئے لکھا ہو کہ تم نے یہ غلط

پڑھا کہیں سے بھی کوئی خط نہیں ملا مجھے کسی کتاب میں کہ امامؑ نے کہا ہو کہ بس بھئی یہ تم نے جو بات لکھی ہے غلط ہے ابھی تک جتنے واقعات امامؑ کے موجود ہیں وہ یہی ہیں کہ کتابیں لکھ کر پیش کی گئیں امامؑ نے کہا کافی ہے۔ اصول کافی۔ یہ نہیں کہا کہ یہ حدیث نہ لکھو جھگڑا ہو جائے گا، یہ روایت چھپے گی تو آگ لگ جائے گی کہنا چاہئے تھا کلینیؒ سے کہ یہ اختلافی حدیثیں کیوں لکھیں ہیں نکال دو۔ جملہ یاد رکھنا اگر یہ عقیدے پختہ نہ ہوئے تو قوم میں ضعف پیدا ہوتا جائے گا۔ جو جملہ کہہ رہا ہوں انہیں یاد رکھو ان کی تشریح آنے والی تقریروں میں کروں گا امام زمانہؑ نے خط لکھا شیخ صدوقؒ کو خط میں لکھتے ہیں کہ یاد رکھو میں جہاں کہیں بھی ہوں جہاں جہاں شیعہ آباد ہیں جس ملک میں، جس قریے میں، جس گلی میں، جس شہر میں ہر آن میری نگاہ کے سامنے رہتے ہیں اور جہاں جس کے لئے جو خطرہ ہوتا ہے انتظامات میری طرف سے ان کی حفاظت کے ہوتے ہیں اور جملہ آخری یہ لکھا کہ اگر میری نظر تم پر نہ ہوتی تو آج رُوئے زمین سے پوری قوم مٹ چکی ہوتی۔ یہ جملے بہت قیمتی ہیں۔ تو تمھارے بس میں کیا ہے تم اپنی حفاظت خود کر رہے ہو کیا، بھئی دنیا میں چند دشمن کسی قوم کے ہوتے ہیں تو وہ قوم فنا ہو جاتی ہے، موقع نہیں کہ میں تاریخ سناؤں کہ مہاتما بدھ کا مذہب کتنا پھیلا تھا۔ جن کی تاریخ پر نظر ہے وہ جانتے ہیں کہ ایک پیپل کے درخت کے نیچے سے جو دین اکیلے آدمی نے پھیلایا تھا وہ جاپان تک پہنچا۔ بلکہ مدینے میں مہاتما بدھ کی مورتی پہنچ چکی تھی، افغانستان کا کوئی شہر ایسا نہیں کہ جہاں مہاتما بدھ کی مورتی پہاڑوں میں نہ بنی ہوں لیکن جب ہندوؤں کی یلغار ہوئی تو آج بدھ مت کا پتہ نہیں۔ جو مذہب مدینہ تک پہنچ گیا تھا آج وہ ہندستان میں نہیں جب دشمن ہندو مذہب ہو گیا تو بدھ مذہب مٹ گیا۔ آپ کے دشمن ۳۶۵ ہیں کم کہہ دیئے میں نے تین ہزار سے زیادہ قومیں آپ کی دشمن ہیں مٹانے پر تمھیں مٹ جاتے آپ۔ رہ کیسے گئے ان کی نظر ہے ایک یہی وجود کافی ہے کہ وہ ہیں اگر آپ ہیں تو

وہ ہیں۔قرآن پکار رہا ہے کہ وہ ہیں کل کہا تھا میں نے کہ اہلِ سنت والجماعت کے تمام فرقے اس بات کے قائل ہیں کہ مہدیؑ آئے گا۔ بخاری اور مسلم اور ترمذی اور سنن ابن داؤد اور احمد بن حنبل اور تاریخ کی تمام کتابیں طبری، طبقات ابن سعد، ابن ہشام اور جتنی کتابیں ہیں ہر کتاب میں آپ کے امامؑ کی خوش خبری موجود ہے۔اس عقیدے سے کسی نے انکار نہیں کیا کہ جتنی حدیثیں آئیں وہ متواتر ہیں، مستند ہیں، سلسلہ ٹوٹا نہیں، پیغمبرؐ بزم میں بیان کر رہے ہیں اصحاب سن رہے ہیں اور سنا رہے ہیں اور پھر جب قرآن پکار رہا ہو:

اِنّ اللّٰہ اصطفٰی آدم و نوحاً و آل ابراھیم وَ آل عمران علی العالمین ہ

ہم نے انتخاب کیا، ہم نے مصطفیٰ بنایا، ہم نے برگزیدہ بنایا، ہم نے مجتبیٰ بنایا، ہم نے مرتضیٰ بنایا، ہم نے مختار بنایا آدمؑ کو نوحؑ کو آل ابراہیمؑ کو، آل عمرانؑ کو۔کائنات میں چن لیا عالمین میں چن لیا بات سمجھ میں آئی آدمؑ کا انتخاب اس لئے ہوا کہ اوّل بشر تھے، اوّل نبی تھے۔نوحؑ کا انتخاب اس لئے ہوا کہ نبی بھی تھے، رسول بھی تھے اور پہلے صاحبِ شریعت تھے۔بات سمجھ میں آگئی کہ ابراہیمؑ کا انتخاب اس لئے ہوا کہ نبی بھی تھے رسول بھی تھے، خلیل بھی تھے اب وہ کون سی بات نئی تھی جس کے لئے چنے گئے تو ارشادِ الٰہی ہوا۔

اِنّی جَاعِلُکَ لِلنّاسِ اماماً ہ

ہم تم کو انسانیت کا امام بناتے ہیں، ابراہیمؑ تم کو ہم نے انسانیت کا امام بنادیا۔اب چونکہ نبوت و رسالت و خُلّت کے بعد امامت دی تھی تو آواز دی ہم نے چن لیا تمھاری آل کو چن لیا عہدے سارے ختم ہوئے، منصب تمام ہوئے نبوت بھی امامت بھی ہوئی، رسالت بھی ہوئی، شریعت بھی ہوئی، خلت بھی ہوئی، اب باقی کیا تھا کہ پھر

انتخاب ہو جائے قدرت نے آواز دی کہ ہم نے اب آل عمرانؑ کو چن لیا ہے اب آل عمرانؑ کا چناؤ کیوں ہو رہا ہے تو قدرت نے آواز دی کہ یہاں ہم نے نبوت کو بھی جمع کر دیا رسالت کو بھی جمع کر دیا، خُلّت کو بھی جمع کر دیا، امامتؑ کو بھی جمع کر دیا، شریعت کو بھی جمع کر دیا، آخری امام بھی اِسی نسل میں آئے گا۔

مفسر نے کہا کہ یہ آدمؑ ونوحؑ وآلؑ ابراہیمؑ کے بعد جو چناؤ ہوا یہ موسیٰؑ کے والد گرامی عمران ہیں موسیٰ کے والد کا نام عمران، پھر مفسر نے کہا مریمؑ کے والد عیسیٰ کے نانا عمران ہیں، یہ مریم کے باپ کا نام ہے یا موسیٰ کے باپ کا نام ہے چناؤ اور انتخاب، یہ مصطفویت جو ہے یہ یہاں پر ختم ہو رہی ہے۔ اب اس کے بعد کوئی چناؤ نہیں کسی کو اب برگزیدہ نہیں کریں گے، کسی کو مصطفیٰ نہیں بنایا جائے گا یہ قیامت تک کا چناؤ ہے۔ عمران کی نسل میں کوئی ہستی ہے جس کو قیامت تک رہنا ہے، تو تلاش کرو جب ہم نے تلاش کیا تو موسیٰؑ اور ھارونؑ کے والد عمران کی نسل کو ہونا چاہئے۔ تاریخ سے پتہ چلا کہ موسیٰؑ کے ایک بیٹی تھی۔ اُن کی نسل آگے نہیں بڑھی۔ کائنات میں کوئی نہ تھا جو یہ کہتا ہم موسوی ہیں، ہم موسیٰؑ کی نسل میں ہیں۔ ہارونؑ کے تین بیٹے تھے شبرؑ تھے شبیرؑ تھے مبشرؑ تھے لیکن ان کی نسل بھی آگے نہ بڑھی بارہ کے بعد رک گئی پتہ نہ چلا، کوئی کہتا دنیا میں کہ ہم ہارون کی نسل میں ہیں تو اس عمرانؑ کی نسل آگے ہی نہ بڑھی اب یہ انتخاب رُک گیا ہے، نہ موسیٰؑ کی نسل میں ہوا نہ ہارونؑ کی نسل میں ہوا نسل آگے بڑھتی چلی گئی اسی نسل میں دوسرا عمرانؑ آ گیا عمران کی بیٹی مریمؑ تھی مریمؑ کا بیٹا عیسیٰؑ تھا عیسیٰؑ ۳۳ برس کی عمر میں چوتھے آسمان پر گئے نہ شادی ہوئی نہ اولاد اس عمران کی نسل بھی رک گئی۔ اب کوئی تیسرا عمرانؑ تلاش کرنا پڑے گا جس کی نسل بڑھے اور اتنی بڑھے کہ کوثر بن جائے اور یہ انتخاب قیامت تک جائے۔ اب جو ہم نے تلاش کیا دیکھتے چلے تاریخ کے عروج میں کہ کوئی ایسا عمران مل جائے جس کو مصطفیٰ بنایا گیا ہو، ہم نے دیکھا کہ عبدالمطلبؑ کے

بارہ بیٹے تھے سب سے بڑے حرث بن عبدالمطلب تھے سب سے چھوٹے حمزہؓ تھے۔
بارہ بیٹوں کو بلا کر عبدالمطلبؑ نے کہا یہ میرا پوتا محمدؐ ہے، یہ آٹھ برس کا ہے، میں دنیا سے جا رہا ہوں تم بارہ بیٹوں میں سے کون ذمے داری لیتا ہے جو میرے بعد اس کی پرورش کرے، اس کو پالے پوسے، اس کی حفاظت کرے ایک ایک بیٹا بڑھا حرث بن عبدالمطلب بڑھے کہا بابا میں پالوں گا، کہا ہاں تم پال تو سکتے ہو لیکن تمھارے بھی تو بارہ بیٹے ہیں جس کی اولاد زیادہ ہوتی ہے وہ اپنی اولاد کی محبت میں دوسرے کی محبت کو ختم کر دیتا ہے میں تمھارے حوالے نہیں کرونگا، ایک بار زبیر آگے بڑھے زبیر نے کہا میرے حوالے کر دیجئے کہا تمھارے حوالے کیسے کردوں تمھارے کوئی اولاد نہیں جو لاولد ہوتا ہے دوسرے کی اولاد کو وہ محبت نہیں دے سکتا جو اولاد والا دیا کرتا ہے، پھر ابولہب آگے بڑھا کہا بابا میرے حوالے کر دیجئے کہا میں تیرے حوالے کر تو دیتا تو بڑا دولت مند ہے تو اس بچے کو پال تو سکتا ہے لیکن تو بدزبان ہے، تو اگر بدتہذیبی سے محمدؐ سے بات کرے گا تو قبر میں میری روح لرز جائے گی، اک بار حمزہؓ نے کہا بابا میرے حوالے کر دیجئے کہا تم کمسن ہو تم اسے نہیں پال سکتے۔ ایک ایک بیٹا بڑھتا جاتا ہے عبدالمطلبؑ ایک ایک کی پیشانی دیکھتے جاتے ہیں اور انکار کرتے جاتے ہیں۔ ایک بار ابوطالبؑ آگے بڑھے جس کی کنیت ابوطالبؑ ہے نام عمرانؑ ہے کہا بابا میں پالوں گا اس بچے کو، ابھی تک ہر بیٹے کو ہٹاتے جاتے تھے لیکن اب خاموش ہو گئے۔ عبدالمطلبؑ نے پوتے کی طرف دیکھا کہا بیٹا تمھارا کیا خیال ہے۔ تاریخ نے لکھا ابن ہشام مسلمانوں کی پہلی تاریخ، دادا کی گود سے آٹھ سال کا بچہ اترا اور دوڑتا ہوا چچا کی طرف گیا اور چچا نے بانہیں پھیلا دیں۔ بھتیجے نے گلے میں بانہیں ڈال دیں، سینے سے لگا لیا۔ غور کیا آپ نے مصطفیٰؐ کے معنی ہیں چن لینا، انتخاب کر لینا، اپنی تربیت کے لئے، اپنی محافظت کے لئے مصطفیٰؐ نے ابوطالبؑ کا انتخاب کر لیا، مصطفیٰؐ بنایا۔

اِنّ اللّٰہ اصطفٰی آدم و نوحاً و آل ابراھیم و آل عمران علی العالمین ٥

ہم نے آلِ عمران کو چنا تو اب ضروری ہے جو عمران کی گود میں پلے وہی مرتضیٰ ہو، جو عمران کی گود میں پلے وہی مصطفیٰ ہو، جو عمران کی گود میں پلے وہی مجتبیٰ ہو اور نسل اس شان سے جائے کہ جب مرج البحرین یلتقیان ہو تو حسنؑ و حسینؑ کا نور سامنے آئے تو زین العابدینؑ آئیں، محمد باقرؑ آئیں۔ ابو طالبؑ کی نسل آگے بڑھتی جائے۔ آخر وقت تھا نبیِ آخر کا، آخری وقت تھا بیٹی فاطمہ زہراؑ قریب آئیں مسکرا کر بیٹی کو دیکھا رنجیدہ تھیں، کہا رنجیدہ ہو میں تمہیں جاتے جاتے خوش خبری سنادوں۔ فاطمہؑ اب میں واپس نہ آؤں گا، میں چاہتا ہوں ایسی خوش خبری تم کو دوں کہ قیامت تک کے لئے فاطمہؑ تم خوش ہو جاؤ۔ عجیب روایت ہے ینابیع المودۃ سے پڑھ رہا ہوں۔ اک بار نبیؐ نے فاطمہؑ سے کہا کہ کیا تم اس پر خوش نہیں ہو کہ علیؑ تمہارا شوہر ہے خاموش رہیں، کہا کیا تم اس پر خوش نہیں ہو کہ حسنؑ و حسینؑ تمہارے بیٹے ہیں خاموش رہیں کہا تم اس پر خوش نہیں کہ حمزہؑ اور جعفرؑ جیسے شہید تم میں سے ہیں خاموش رہیں تو اب غور سے فاطمہؑ کو دیکھا اور کہا کیا تم اس پر خوش نہیں ہو کہ مہدیؑ تمھاری نسل میں آئے گا جیسے ہی رسولؐ اللہ نے یہ کہا فاطمہؑ مسکرا دیں، مہدی نام ہے فاطمہؑ کی ایک مسکراہٹ کا، اب اس سے زیادہ میں کیا تعریف کروں اپنے ممدوح کی کہ جہاں حدیث قدسی میں یہ کہا جائے نہ بناتا یہ عرش، نہ بناتا یہ زمیں کا فرش، نہ بناتا یہ آفتاب و ماہتاب کی قندیلیں، نہ سجاتا ستاروں سے یہ فلک، نہ ہوائیں چلاتا، نہ یہ فضائیں ہوتیں، نہ یہ غنچے چٹکتے، نہ یہ گل کھلتے، نہ یہ لہرائے ہوئے سبزہ زار ہوتے، نہ یہ دریا ہوتے، نہ یہ دھنک ہوتی، نہ یہ رنگ ہوتے، نہ یہ کہکشاں ہوتی کچھ بھی نہ ہوتا اگر محمدؐ تمہیں نہ بناتا، توجہ رکھیے گا میں یہاں ایک جلسہ کروں، میں بلاؤں شامیانے والے کو میں ڈیکوریٹ کرواؤں، یہ شامیانہ لگاؤ، یہ

قندیلیں لگاؤ، یہ روشنی کا اہتمام کرو یہ فرش بچھاؤ، یہ قالین بچھاؤ، یہاں صدارت کی کرسی رکھ دو، جگمگانے لگے پنڈال، آئیں گے لوگ، مہمان خصوصی آنے والے ہیں جھنڈیاں لگاؤ، پرچم لگاؤ، رنگ برنگے پرچم لگ جائیں چاروں طرف رنگ ونور کا عالم ہو جائے، بہت بڑا جلسہ ہے، مہمان خصوصی آئیں گے، مجمع بہت ہوگا ایسے میں مہمان خصوصی آ جائیں، جلسہ ہو جائے جلسہ برخاست ہو جائے، بچے دوڑیں جھنڈیاں لوٹنے، کوئی پرچم لے جائے، شامیانہ سمیٹ لیا جائے، قالین اٹھالیا جائے، کہ ایک بار آگے بڑھ کر کوئی صاحب کہیں ٹھہریئے ابھی شام کی نشست ہے، ابھی مہمان خصوصی کو آنا ہے ابھی پنڈال خراب نہ کیجئے ایک پھول بھی ٹوٹنے نہ پائے ابھی شام کا جلسہ باقی ہے ابھی تو صبح کا ہوا۔ اور اگر نہ کہیں کوئی صاحب یہ بات تو پتہ چلا کہ جایئے اپنا سامان کا کرایہ لیجئے سامان بڑھایئے اب تھوڑی دیر کے بعد نہ شامیانہ ہے نہ قندیلیں ہیں نہ تخت ہے نہ کرسی صدارت ہے کیا ہو یہ اجاڑ کیوں ہو گیا ارے صاحب جلسہ ہو چکا جنھیں آنا تھا وہ آ چکے، چلے بھی گئے۔ یہ حدیث قدسی کیا کہہ رہی ہے یہ شامیانہ نہ لگاتا، یہ تارے نہ سجاتا، یہ آفتاب و ماہتاب کی قندیلیں نہ لگاتا، یہ زمین کا فرش نہ بچھاتا ارے محمدؐ تمھارے لئے پنڈال سجایا تھا محمدؐ آئے اور چلے بھی گئے یہ شامیانہ اب تک کیوں لگا ہے یہ فرش کیوں بچھا ہے ایک اور محمدؐ آنے والا ہے۔ اک محمدؐ آنے والا ہے محفل سجی رہنے دو، پھولوں کو نہ توڑنا، کہکشاں بکھرنے نہ پائے، آفتاب ٹوٹنے نہ پائے، ماہتاب بجھنے نہ پائے، ہوائیں رکنے نہ پائیں، فضائیں مکدر نہ ہونے پائیں، رنگ ونور کی دنیا لٹنے نہ پائے، آنے والا ہے، بڑا آنے والا ہے، جب وہ یہ کہہ دیں کہ اس کی صورت میری صورت، اس کی رفتار میری رفتار، اس کی ریش میری جیسی، اس کا چہرہ میرے جیسا، اب کیا میں کہوں، میں سراپا پر آ گیا ہوں، اردو ادب کا سب سے بڑا شعر پڑھ دوں امام پر، اس سے بڑا شعر ڈیڑھ سو برس میں اب تک نہیں کہا گیا اور نا ممکن ہے کہ کہا

جائے۔ سنا ہوا شعر ہے لیکن جتنی بار ڈوبو گے اتنی بار پڑھو گے تو سمجھ میں آئے گا کہ میر انیسؔ نے اس شعر میں کیا کہا ہے۔ بڑا مشکل تھا جسے دیکھا نہیں اس کا سراپا ایک شعر میں کیسے کہہ دیا جائے۔

تصوّر میں تصویرِ جاں کھینچتے ہیں
شبیہ اِمامِ زماںؑ کھینچتے ہیں

اب یہ تصویر کشی دیکھئے تصور، تصویر، تصویر جاں، ایک شعر میں ساتؔ مرتبہ نون آیا ہے اور جتنی بار کھینچ کر پڑھیں گے حُسن بڑھ جائے گا اور جتنی بار کھینچیں گے معنی نئے پیدا ہوں گے اب شعر کی کیا تعریف کروں ایک الگ گفتگو شروع ہو جائے گی، ادب کی گفتگو آ جائے گی مجھے آگے بڑھنا ہے اک عجیب بحث ہے اس شعر پر کہ میر انیسؔ نے اس سلام کو دو بحروں میں کہا۔ عجیب بات ہے بحر ایک ہی ہے لیکن اس کے زیر و بم کے ساتھ بحر بدلتی ہے اور شعر ناموزوں نہیں ہوتا ہے:-

شبیہ اِمام زماںؑ کھینچتے ہیں
تصّور میں تصویر جاں کھینچتے ہیں

یہ نفاست ہے نون کی بحث آئے گی نون کی، یہ امامؑ کی شان میں سراپا، تصور میں تصویر جاں کھینچتے ہیں امام جعفر صادقؑ اصحاب میں بیٹھے ہوئے ہیں کہا "امام مہدیؑ کا کتابی چہرہ ہوگا، ستواں ناک ہوگی جیسے ورقِ زر پر گلاب کی کلی رکھی ہوئی ہے، نازک پتلی ناک، بڑی آنکھیں، سیاہ دیدے، سفیدی آنکھوں کی ایسی جیسے سچے موتی بھرے، ہوئے ابرو کھنچے ہوئے لیکن آپس میں ملے ہوئے، دل نشیں عارض پر اک تل جیسے میرے (رسولؐ) کے رخسار پر، جیسے یوسفؑ کے رخسار پر تھا اور وہ تل یوں چمکے گا جیسے نجم السّحر عرش پہ چمکے۔ ایک روشنی اس تل سے نکلے گی کہ سارا راستہ منور ہو جائے، چہرے پر ایک مسکراہٹ، سفید دندانِ مبارک ہوں گے کہ ان کے درمیان میں تھوڑا

تھوڑا فاصلہ ہوگا جب ہنسیں گے لگے گا بجلی کوندگئی ہے رنگ ایسا ہوگا کہ گورا ہوگا لیکن ملاحت ہوگی۔ دو چیزیں ہیں اک صباحت ہے اک ملاحت ہے، صباحت کہتے ہیں مٹھاس کو، ملاحت کہتے ہیں نمکینی کو، امام جعفر صادقؑ کے سامنے راوی نے کہا یوسف بہت خوبصورت تھے کہا ہاں، کہا آپ کے جد نبیؐ آخر بہت خوبصورت تھے، کہا ہاں، کہا دونوں میں فرق کیا تھا، کہا یوسفؑ میں صباحت تھی میرے جد میں ملاحت تھی یعنی یوسفؑ میں نمک نہیں تھا۔ پھر میر انیس کو پڑھ دوں تا کہ بات سمجھ میں آ جائے

لاریب فیہ حسن میں یوسفؑ تھے بے مثال
لیکن نہ تھی ملاحتِ محبوبِ ذوالجلال

''پھیکا ہے پر وہ حُسن کہ جس میں نمک نہیں'' یعنی ملاحت، صباحت یوسفؑ میں، ملاحت امام مہدیؑ میں، وہ رنگ ہوگا سنہرا جس میں ملاحت ہوگی جسم اسرائیلی ہوگا

چوڑے شانے بنی اسرائیل والے، شجرہ کل پڑھ چکا کہ ننھیال بنی اسرائیل سے ہے آپ جب سلمانؑ پاک جائیں مدائن کی طرف زیارت کے لئے سلمانؑ کے روضے سے دس بیس قدم آگے تو ایک قدیم وطویل فلک بوس عمارت ہے، وہ کسریٰ کا محل کہ جب نبیؐ پیدا ہوئے تھے تو اس کے کنگرے گر گئے تھے، وہ جس کے آتش کدے کو قدرت نے بجھا دیا، پورا قصر تباہ ہوگیا لیکن وہ طاقِ کسریٰ ہزار برس پرانا طاق کسریٰ جہاں عبادت ہوتی تھی آگ بجھ گئی مگر وہ عبادت خانہ طاقِ کسریٰ اب تک بنا ہوا ہے۔ پوری عمارت تباہ ہوگئی وہ اب بھی باقی ہے، لوگ جا کر دیکھتے ہیں جب صفین کی لڑائی میں مولا علیؑ گزر رہے تھے اِدھر سے تو اس قصر میں پہنچے پورا لشکر ساتھ تھا مفاتیح میں پورا واقعہ موجود ہے۔ اس میں اعمال ہیں کہ جب طاقِ کسریٰ میں جاؤ تو کون سی نماز پڑھنا ہے، کون سی دعائیں پڑھی جاتی ہیں طاق کسریٰ میں مفاتیح میں، شیخ عباس قمی نے نماز لکھی ہے کہ وہاں جاؤ تو کافروں اور مشرکوں کے محل میں نماز پڑھو کیوں مفاتیح پڑھیے تو

پتہ چلے گا آپ کو کہ حضرت علیؑ پورے کسریٰ کا چکر کاٹتے اور اپنے ایک ایک امیر و وزیر کو بتاتے جاتے یہاں عدالت لگتی تھی، یہاں کسریٰ فیصلے کرتا تھا، یہاں نشست تھی، یہ خواب گاہ تھی وغیرہ، حیران ہو کر لوگ پوچھ رہے تھے، ہزار برس کی کہانی علیؑ یوں سنا رہے تھے جیسے دیکھا ہوا ہو۔ پہلی بار علیؑ آئے وہاں، علیؑ اس طاق کسریٰ پر آئے وہاں نماز پڑھی اس لئے جو بھی زائر جائے وہاں نماز پڑھے۔ یہ نماز کا راز کیا ہے یہ یزدوجرد ایران کا آخری بادشاہ یہ سب ریسرچ کی چیزیں ہیں انھیں محفوظ کریں آپ۔ جب یزدوجرد، جناب شہربانوؑ کا والد بھاگ رہا تھا تو جا کر اپنے طاق کسریٰ پر رُکا اور جھک کر اس نے سلام کیا کہ اے طاق کسریٰ ایران کے شاہ کا تجھے آخری سلام، تجھے اس وقت تک باقی رہنا ہے جب تک میری نسل میں مہدی نہ آ جائے گا۔ اب میں ابوطالبؑ کے ایمان پر کیا گفتگو کروں کسریٰ کا آتش پرست بادشاہ یہ جانتا ہے کہ میری نسل میں مہدیؑ آنے والا ہے شہربانوؑ کی نویں نسل میں، نو اماموں کی ماں ہیں شہربانوؑ، باپ کو معلوم ہے پتہ چلا جہاں پاکیزہ شجرے آتے ہیں وہاں الہام ہوا کرتا ہے تمھاری نظر میں وہ مشکوک ہوتے ہیں دل میں ایمان ہوتا ہے، تم آج تک تقیے اور نفاق کو نہ سمجھ سکے۔ نفاق کی تعریف یہ ہے کہ دل میں کفر ہو زبان پر ایمان ہو تقیے کی تعریف یہ ہے زبان پر کفر ہو دل میں ایمان ہو اسے بنی ہاشمؑ کہتے ہیں، ابو طالبؑ کہتے ہیں، ہاشمؑ کہتے ہیں، قصّی کہتے ہیں، کلاب کہتے ہیں، اسے خویلدؑ کہتے ہیں، اسے خدیجہؑ کا بھائی ورقہ بن نوفل کہتے ہیں جو خدیجہؑ کو دیکھ کر کہہ رہا تھا کہ میں گواہی دیتا ہوں خدیجہؑ تمھاری شادی جس سے ہو رہی ہے وہی نبیؐ آخر ہے، ورقہ بن نوفل جو چچا زاد بھائی ہیں خدیجہؑ کے کہتے ہیں کہ میں اسدؑ سے کہہ کر چچا سے کہہ کر تمھاری شادی طے کراتا ہوں لیکن مجھے کیا انعام ملے گا، کہا یہ تجارت کی دولت کا ڈھیر لگا ہے اگر تم نے شادی طے کرادی تو یہ ساری دولت خدیجہؑ تمھارے قدموں میں ڈال دے گی، ورقہ نے کہا دنیا میں نے چھوڑی

ہے، راہب بن کر میں بیٹھا ہوں دولت کی مجھے کیا تمنا، خدیجہؑ مجھے کوئی انعام چاہئے بے اختیار کہا مانگو کیا مانگتے ہو۔ ایک بار ورقہ نے کہا سنو مجھے معلوم ہے انجیل میں پڑھا ہے، توریت میں پڑھا ہے کہ تمھارا شوہر مقام محمود پر آ کے ساری کائنات میں بخشش کا فیصلہ کرے گا مجھ سے وعدہ کرو کہ جب شفاعت کی منزل پر ملکہؑ شفاعت تم ہوگی تو مجھے بھول نہ جانا، خدیجہؑ میں ان ہستیوں کی کیا تعریف کروں، ورقہ یہ بات کر لو اچھا تم اگر یہ کہتے ہو کہ یہ سب عرب میں تھے، کتابیں پڑھے ہوئے تھے تو پھر میں دعوت فکر دیتا ہوں۔ ہزاروں میل دور وہ دیکھو یوگینڈا ہے، وہ حبشہ ہے، وہاں کا نجاشی بادشاہ جو پشت ہا پشت سے توحید کی تلاش میں ہے وہ صبح کو باغ میں نکل کر اک اک پھول کو توڑ کر کہتا کوئی آنے والا ہے ایک ایک تنکے کو اٹھا کر کہتا وارث آنے والا ہے اور جب جعفرؑ طیار اس کے دربار میں آ گئے تو اس نے کہا آگے بڑھ کر بتاؤ کہ تمھارے نبیؐ کا پیغام کیا ہے جعفرؑ نے ''ک ھ یا ع ص، کھیٰعص'' سورہ مریم کی تلاوت کی، جب سورہ مریمؑ کی تلاوت کر چکے تو نجاشی سے ابو طالبؑ کے بیٹے نے فصاحتِ بنی ہاشمؑ کے ساتھ بڑھ کر کہا کہ عیسیٰؑ اللہ کا ایک کلمہ تھے جسے اللہ نے کنواری مریمؑ پر اِلقا کیا تھا یہ سننا تھا کہ نجاشیؒ نے ایک تنکا زمین سے اٹھایا اور کہا جو انجیل میں لکھا ہے اور جو جعفرؑ نے بتایا ہے ایک تنکے کے برابر بھی فرق نہیں پاتا۔ یہ نجاشی ہے جو سمندر پار کے ملک میں آباد ہے اور دل میں ایمان رکھتا ہے۔ نجاشی کے ایمان کی بات کرو مرتا ہے وہ تو مدینہ میں نمازِ جنازہ غائبانہ نبیؐ پڑھاتا ہے، نجاشی جو محمدؐ کو نہ دیکھے، کلمہ نہ پڑھے بیعت نہ کرے تاریخ اسے مسلمان لکھے اور ابو طالبؑ جس کی گود میں پل جائے محمدؐ، جس کی نسل میں آج بھی امامت باقی ہے یہ فخر ابو طالبؑ کو حاصل ہے کہ اس کا بیٹا زمانہ کا ہادیؑ ہے۔ اب پھر آپ کہیں گے موضوع تو نہ تھا آ کیسے گیا۔ میں کیا کروں؟ کیا خطّاب کی نسل میں ہے امامت یا ابو قحافہ کی نسل میں ہے امامت، یا عفّان کی نسل میں ہے امامت؟ کم از کم

مسلمان بھی فخر کریں کہ امامت ابوطالبؑ کی نسل میں ہے چار خلفا ہیں چار خلفا کی نسل میں کس کے باپ کی نسل میں امامت ہے۔ اب تو مانو یہ جو ابراہیمؑ سے گفتگو ہو رہی ہے یہ بے معنی نہیں ہے

وَقَالَ وَمِنْ ذُرِّيَّتِي قَالَ لَا يَنَالُ عَهْدِي الظَّالِمِينَ

ذرّیت میں ہے مگر ظالم کے پاس نہیں جائے گی، تو مانو کہ کچھ کے باپ ظالم ہیں اور ظالم کے معنی کافر ہیں کافر کی نسل میں امامت نہیں جاتی صاحبِ ایمان کی نسل میں امامت جاتی ہے۔ مہدیؑ جب تک ہیں ابوطالبؑ کے ایمان کا اعلان ہے اس سے بڑا کیا آپ کے پاس استدلال ہوگا ابوطالبؑ کے لئے اس لئے کہ ہر سنی ہر شیعہ یہ کہتا ہے، عجیب بات یہ ہے فیروز سنز کی بچوں کی کتاب یاجوج ماجوج پڑھ لیجئے باتیں لکھیں ہیں اس میں پڑھ لیجئے ابھی کتاب چھپی ہے پہلی بات رسولؐ نے فرمایا مہدیؑ بنی فاطمہؑ میں ہوگا طے ہوگئی بات یعنی بنی فاطمہؑ سے مہدیؑ الگ نہ جائے گا دوسری بات حضورؐ نے فرمایا اس کا نام میرا نام، میرا نام اس کا نام یہاں تک تو سچ لکھا اب آگے جملہ بڑھایا اس کے باپ کا نام عبداللہ ہوگا ماں کا نام آمنہؑ ہوگا" یہاں سے پھر صحیح حدیث بیان کی گئی کہ ایک دن بھی اگر قیامت میں رہ جائے گا تو اللہ مہدیؑ کو ضرور بھیجے گا۔ حضورؐ فرما رہے ہیں ہوتے ہوتے حدیثیں آٹھ تو آخر میں پانچویں نمبر پر آ کے کہا ہاں وہ ہکلاتے ہوں گے اور بات کرنا چاہیں گے زبان میں لکنت ہوگی تو جھنجلاہٹ میں بار بار اپنے زانو پر ہاتھ مارا کریں گے ساری حدیثیں صحیح آئیں، بیچ میں ایک ڈالی، نہ ڈالتے یہ ایک حدیث، کیوں ڈالی اس لئے کہ آدم سے لے کر جہاں تک مانا جب تک کہ عیب نہ نکال لیا مانا نہیں تو مہدیؑ کیسے بچ جائے جسے دیکھا نہیں ابھی آیا نہیں اس لئے کہ اہلِ سنت یہ کہتے ہیں ابھی پیدا ہوں گے تو ابھی پیدا ہوئے نہیں اور ایکشن معلوم ہوگیا جھنجلائیں گے، زانوں پہ ہاتھ! بڑے پہنچے ہوئے ہو یہ زانوں پہ ہاتھ یہ جھنجلاہٹ، خدا کے لئے

سمجھئے میں کیا کہہ رہا ہوں جہاں یہ ذہن میں ضعف آیا ہمارا جیسا ارے غنیمت تھا برا نہ مانو جب خبط ہو جاتا ہے تو امامؑ اپنے جیسا لگنے لگتا ہے، ولی اپنے جیسا لگنے لگتا ہے، وصی اپنے جیسا لگنے لگتا ہے ارے نبیؐ اپنے جیسا لگنے لگتا ہے یہاں تک غنیمت تھا خدا اپنے جیسا لگنے لگتا ہے جب جہنم پکارے گا اور اور تو ٹانگ ڈال دے گا اور کچھ نظر نہ آیا۔ عجب بات یہ ہے کہ جب سونے کی کرسی عرش پہ رکھی جائے گی اور اللہ اس پر آ کر بیٹھے گا تو دونوں طرف کے گوشت کرسی سے لٹکتے ہوں گے تو بس یہی حصہ نظر آتا ہے زانوں پہ ہاتھ چہرہ نظر نہیں آتا۔ چہرہ نظر نہیں آیا، جیسے کتابوں میں لکھ دیا موسیٰؑ کو لکنت تھی۔ یاد رکھو موسیٰؑ کو لکنت نہیں تھی کیا کہہ رہا ہوں یہ جھوٹ لکھا گیا نہ قرآن میں نہ حدیث میں ہے، موسیٰؑ نے یہ کہا تھا میری زبان کی گرہ کو کھول دے، میری کمر کو مضبوط کر دے کمر کیا ہے، علامت کنایہ زبان کیا ہے علامت زبان وحی کی علامت، کنایہ، کمر وزارت کی علامت پھر سمجھو "وزر" کے معنی ہیں بوجھ، وزارت کے معنی ہیں بوجھ کو کمر پہ لاد لینا موسیٰؑ نے کہا تھا میری کمر کو مضبوط کر دے، میری زبان کی گرہ کو کھول دے یعنی ایسا دے دے جو ساری نبوتؐ کا بوجھ اپنی کمر پر اٹھالے یعنی "وزر" لے کر وزیر بن جائے اور زبان سے بولے تو وہ وزیر فیصلہ کرے ہارونؑ جیسا وزیر دے کر بتایا یہ بوجھ بھی اٹھالے گا یہ بولے گا تو وہاں بھی بتایا صاحب نہج البلاغہ بولے گا اور کمر پہ بوجھ نبوت کا اٹھائے گا لکنت نہیں تھی موسیٰؑ کو کہنا تھا زبان کی گرہ کو کھول دے بولنے والا دے دے کہاں کہاں بولے ہیں علیؑ تاریخ تو پڑھو نبیؐ کہاں بولے اگر نبیؐ بولتے ہر مقام پر، کیا کہہ رہا ہوں، یہ علیؑ کی اولاد سے دشمنی کیوں ہوئی اس لئے کہ یہ کیوں بولتا ہے خود علیؑ نے کہا "سورۂ برأت پڑھتا جا رہا تھا اور میں کہتا جا رہا تھا کہ خبردار کوئی کافر کعبے میں نہیں آئے گا کوئی مشرک کعبے میں نہیں آئے گا، اب کوئی برہنہ ہو کر طواف نہیں کرے گا لیکن دانت پیس رہے تھے مشرک و کافر اور ان کا بس نہ تھا کہ میری بوٹیاں کر دیتے، ٹکڑے

ٹکڑے کر دیتے لیکن جب میں سورۂ برأت پڑھ رہا تھا تو میرا سیدھا ہاتھ ذوالفقار کے قبضے پر تھا کبھی وہ چہرہ پہ نظر ڈالتے کبھی ذوالفقار پر'' دشمنی اس کی تھی جو کربلا میں نکلی اب مصائب کا جملہ ہے سمجھا دوں کہ یہ جو بار بار علیؑ نے کہا جعفرؑ طیار کی شہادت پر میری کمر ٹوٹ گئی، حسینؑ نے کہا عباسؑ کی شہادت پر میری کمر ٹوٹ گئی یعنی جب بیٹا مرتا ہے تو آنکھ پر اثر پڑتا ہے، وزیر مرتا ہے تو کمر ٹوٹ جاتی ہے۔ قدرت نے علیؑ کو وزیر بنا کر شب ہجرت میں نئی زندگی قضا اور قدر کے مالک نے عطا کر دی اور کہا نسل چلے گی تمھاری نبیؐ تو اس کی اولاد میں اور اس کو جا کر رُکنا ہے وہاں کہ جہاں ہم عدل وانصاف سے اس دنیا کو بھر دیں گے۔ نسل چلی، نبیؐ بار بار کہہ رہا ہے ایک ایک کا نام بتاتا جا رہا ہے پہلا علیؑ ہے میرے بعد بارہ جانشین آئیں گے آخری مہدیؑ ایک نہیں ڈھائی ہزار حدیثیں اہلِ سنت والجماعت کے محدثین نے لکھی ہیں۔ سلسلۂ امامت کے آٹھویں امام جناب امام رضا علیہ السلام سے مامون رشید نے کہا میں بھی رسول خدا کے چچا عباس بن عبدالمطلب کی اولاد ہوں اور آپ بھی ایک چچا ابوطالب کی اولاد میں۔ پھر آپ کو فخر کس بات کا ہے، آپ نے فرمایا کہ ابھی رسولؐ خدا آ جائیں اور تجھ سے کہیں کہ اپنی بیٹی کی شادی مجھ سے کر دے کیا کرے گا تو کہا میری خوش قسمتی ہے کہ نبیؐ میری بیٹی کا پیغام دے میں شادی کر دوں گا فوراً۔ کہا سن تو کر سکتا ہے اپنی بیٹی کا عقد نبیؐ کے ساتھ محمدؐ تیری بیٹی لے بھی سکتے ہیں لیکن اگر محمدؐ مجھ سے آ کر کہیں کہ اپنی بیٹی کا عقد مجھ سے کر دو تو میری بیٹی محمدؐ پر حرام ہے اس لئے کہ دادا پوتی کی شادی نہیں ہوتی۔ ہوگا تو چچا کی اولاد آپ کو فخر کس بات پر ہے کیا صرف اس چیز پر فخر ہے وہ فخر دنیا کے کسی آدمی کے پاس نہیں کہا کیا، کہا بنی فاطمہؑ ہوں سید ہوں کہا سید ہونا فخر ہے کہا ہاں فخر اس لئے ہے کہ دنیا میں اتنی نسلیں ہیں کسی کی نسل میں ہم نے کبھی کسی کے شجرے میں گھسنے کی کوشش نہیں کی۔ دنیا سید بننا چاہتی ہے ہر ایک ہم سے رشتہ جوڑنا چاہتا ہے اسی لئے تو

آپ کو پڑھنا پڑتا ہے۔ ان کا عقد اُمّ کلثوم سے ہوگیا، چار بیٹیاں تھیں ان سے شادی ہوگئی، یہ رشتے کیوں بیان کیے جاتے ہیں۔ خدا کے لئے میری بات کو سمجھئے، اگر فرض کرو کہ مان بھی لیں ہم سب مل کر کہ نبیؐ کی چار بیٹیاں تھیں سب کی شادیاں ہوئیں، سب داماد، علیؑ نے بھی اپنی بیٹی کی شادی کر دی چلو تھوڑی دیر کے لئے مانے لیتے ہیں کہ اُمّ کلثوم کا عقد ہوا، اور بھی آگے جتنے رشتے ملا رہے ہو سب مان لیا لیکن تاریخ کے ہر مورّخ کو قسم ہے اور قیامت تک کے لئے دعوتِ فکر، شادیاں تو دکھائیں اولاد نہ دکھا سکے، رشتہ ہوتا کیوں ہے؟ نسل بڑھانے کے لئے نبیؐ کے نواسے تو دو ہی ہیں حسنؑ اور حسینؑ ہوں گی چار بیٹیاں ماننے سے فائدہ اگر ایک آدھ نواسے ہو جاتے تو چلو خوشی کی بات تھی۔ فخر تو ہم ہی کو حاصل ہے دنیا کا کوئی فرقہ بہتر فرقوں میں فخر نہیں کر سکتا کہ کسی فرقے میں کسی بیٹی کا بیٹا موجود ہے ہم کو فخر ہے کہ فاطمہؑ کے بیٹے ہمارے پاس اور آگے بڑھو اگر تمہیں فخر ہے کہ اُمّ کلثوم کی شادی ہوئی تھی اور علیؑ نے کی تھی تو علیؑ کا نواسہ ہے، کوئی بیٹا ہے؟ تو جب اولاد ہی نہیں، شجر میں پھل ہی نہیں لگا؟ یہاں کوثر ہے۔ جس اُمّ کلثومؑ کی شادی ہوئی ہوگی اس سے اولاد بھی ہوگی اس لئے کہ کوثر رُکا نہیں کرتا۔ ہر ایک کی نسل چل رہی ہے معصومینؑ میں عباسؑ کی نسل بھی نہیں رکی، زینبؑ کی نسل بھی نہیں رکی، اُمّ کلثومؑ کی نسل بھی نہیں رکی، زین العابدینؑ کی نسل بھی نہیں رکی، محمد باقرؑ کی نسل بھی نہیں رکی، جعفر صادقؑ کی نسل بھی نہیں رکی، موسیٰ کاظمؑ کی نسل بھی نہیں رکی، علی رضاؑ کی نسل بھی نہیں رکی، ارے دنیا پوچھتی ہے جب سب سید ہو تو عابدی کیوں لکھتے ہو؟ جعفری کیوں لکھتے ہو؟ زیدی کیوں؟ رضوی کیوں؟ تقوی کیوں؟ نقوی کیوں؟ اس لئے لکھتے ہیں کہ بتائیں کوئی امام بے اولاد نہیں تھا۔

بحث اٹھا دی بیٹی کی اولاد، بیٹی کی اولاد کیسے پائے گی ورثہ، کیسے پائے گی منصب، قدرت کو معلوم تھا کہ بیٹی ہم عطا کریں گے اپنے نبیؐ آخر کو، اولاد میں امامت جائے گی

دنیا پکار پکار کر کہے گی بیٹی سے نسل نہیں چلتی ایک بار قدرت نے آدمؑ سے نبوت کو شروع کیا عیسیٰؑ پر لا کر ختم کر دیا اور جہاں نبوت رُکی تو کہا عیسیٰؑ تم زندہ رہو گے یہ تمہیں سولی پر چڑھا دیں گے، ہم تمہیں زندہ اٹھالیں گے آجاؤ چوتھے آسمان پر، پروردگار نے شیثؑ کو زندہ کیوں نہیں رکھا، انوش کو زندہ کیوں نہیں رکھا، قینان کو زندہ کیوں نہیں رکھا، تارخؑ کو زندہ کیوں نہیں رکھا، نوحؑ کو زندہ کیوں نہیں رکھا، توجہ رکھئے گا تقریر کا حاصل سنانے جا رہا ہوں۔ پروردگار نے اسماعیلؑ کو زندہ کیوں نہیں رکھا، اسحٰقؑ کو زندہ نہیں رکھا، سلیمانؑ کو داؤدؑ کو، کسی کو بھی زندہ نہیں رکھ سکتا تھا، یحییٰؑ کو زندہ کیوں نہیں رکھا یہ عیسیٰؑ کو زندہ کیوں رکھا کہا اس لئے کہ بنی اسرائیل میں نبوت کو یہاں تمام کیا اور بنی اسماعیلؑ کی امامت کو مہدیؑ پر ختم کیا ہے۔ سارہ کی نسل میں سلسلۂ ہدایت عیسیٰؑ پر رکے گا، ہاجرہ کی نسل میں سلسلۂ ہدایت امام مہدیؑ پر رکے گا، بنی عباس و بنی امیہ نے یہ بحث اٹھائی تھی کہ بیٹی کی اولاد میں وراثت کیسے جائے گی؟ ہم نے زندہ رکھا جس کا باپ نہیں جو باپ کی طرف سے نبیؑ نہیں بنا جسے ماں سے نبوت ملی، اس کو روک لیا تا کہ جب مہدیؑ آئے تو میں عیسیٰؑ کو سورج کی کھڑکی سے بھیجوں اور وہ آئیں مُصلیٰ کعبے میں بچھ جائے اور ایک بار عیسیٰؑ سے مسکرا کر مہدیؑ کہیں آگے بڑھیئے نماز پڑھایئے آپ نبیؑ ہیں تو عیسیٰؑ چار قدم پیچھے ہٹ کر کہیں گے کہ میری کیا مجال کہ میں آپ کے ہوتے ہوئے نماز پڑھاؤں آپ آگے بڑھیئے میں نماز پڑھوں گا نبوتؑ نماز پڑھے گی امامت آگے ہوگی اب زمانہ نہ پوچھے کہ امامت افضل ہے یا نبوت افضل ہے۔ ہم سے نہ پوچھنا یہ عیسیٰؑ سے پوچھو ایک لاکھ چوبیس ہزار نبوتوں کا بار لئے ہوئے یہ ایک عیسیٰؑ سجدہ نہیں کر رہا یہ مہدیؑ کے پیچھے آدمؑ کا سجدہ، نوحؑ کا سجدہ، ابراہیمؑ کا سجدہ، اسماعیلؑ کا سجدہ، یہ اتنے سجدے، مہدیؑ کے پیچھے عیسیٰؑ نماز پڑھ رہے ہیں تو اللہ یہ کہے گا تم یہ کہتے تھے کہ بیٹی کا بیٹا وراثت نہیں پاتا، دیکھو میں نے مہدیؑ کی گواہی کے لئے اسے رکھا جو بیٹی والا ہے باپ کا سلسلہ

نہیں رکھا ورنہ شجرہ لگا لیتے، مریمؑ کا بیٹا گواہی دے فاطمہؑ کے بیٹے کے لئے تا کہ ہم بتائیں جیسے وہاں وراثت بیٹے نے ماں سے پائی مہدی نے فاطمہؑ کی وراثت محمدؐ سے پائی۔ گواہ عیسیٰؑ کو رکھا۔

ہاں امام زمانہؑ چالیس برس کے سن میں گئے تھے لیکن جب آئیں گے تو چھبیس سال کے جوان لگیں گے۔ چالیس ہی کے ہوں گے بوڑھے معلوم نہ ہوں گے سراپا بتا چکا، تفصیل پھر لیکن وہ جب پردے میں گئے اور تلاش کر رہے تھے دنیا کے بادشاہ تو پردے کے پیچھے سے آواز آئی، حکیمہؑ خاتون دسویں امام کی بہن، خمس وصول کرتیں، مسائل کا جواب دیتیں، آپ جواب لکھوا دیتیں خطوں کے جو مسائل پوچھے جاتے۔ مسلسل لوگ آتے پردے کے پاس گفتگو ہوتی کوئی آیا اور اس نے کہا اسلام میں کیا عورت قیادت کرسکتی ہے یہ بی بی آپ جو خمس لے رہی ہیں اور فقہ کے جواب دے رہی ہیں کیا امامت کی نیابت عورت کرسکتی ہے، کہا جاؤ جن جن کو اعتراض ہے ان کو بتا دو کہ کربلا میں حسینؑ نے اپنی نیابت زینبؑ کے سپرد کی تھی اس لئے کہ جب امامت کا تحفظ مقصود ہوتا ہے تو پھوپھی آگے آجاتی ہے، یہاں بھی امامت کی حفاظت کے لئے امامؑ کی پھوپھی تم سے بات کر رہی ہے یہاں پھوپھی نے حفاظت کی اور وہاں بھی 'سنو' حسینؑ کی شہادت اور زین العابدینؑ کے غش سے ہوش میں آجانے تک کے فاصلہ میں زینبؑ حجت خدا تھیں ولی خدا تھیں، اگر زینبؑ کو حجت خدا نہ قرار دیا جاتا تو زمین کا تختہ الٹ جاتا، قیامت آجاتی، زینبؑ نے زمین کی طنابوں کو تھاما ہوا تھا ہاں کیوں نہ زمین کی طنابوں کو تھامتیں بوترابؑ کی بیٹی تھیں۔ عرش رُکا تھا زینبؑ کے صبر سے، زینبؑ کا وقار سنیئے بیکسی تو آپ نے سنی ہے خیمہ جل رہا تھا آواز آئی کان میں اے شہزادی بعد تحفۂ درود و سلام کے پروردگار فرماتا ہے کہ اگر تیز آندھی آئے تو یہ آگ بجھ جائے اور سب کو بچا لیا جائے، کہا تو کون ہے؟ کہا میں فرشتۂ محمود ہوں، اللہ کی طرف سے ہواؤں پر

ماموروں، اللہ نے مجھے اذن دیا ہے کہ میں آپ کی نصرت کروں ایک بار فرمایا میرے مالک کو میرا سلام کہو پھر کہنا جیسے بھائی نے صبر کیا ہے زینبؑ بھی امتحان کی منزل پر تیار ہے میرے معبود تو امتحان لیتا جا۔ زینبؑ امتحان دیتی جائے گی اللہ اللہ، اس بی بی کا امتحان بڑا عظیم امتحان تھا خیمہ جل رہا تھا، جلتی ہوئی آگ کی طرف بڑھ رہی تھیں راوی کہتا ہے میں نے پوچھا بی بی کوئی دولت رہ گئی زر و جواہر رہ گئے کہا نہیں سب جل جائے اس میں میرا بھتیجا ہے امامت ہے امامت، زینبؑ نے مہدیؑ تک کی امامت کو یہ کہہ کے بچالیا میں جاؤں گی جلتی ہوئی آگ میں، فاتح خیبر کی بیٹی گئی امامت کو ہاتھوں پر اٹھا کر لائی، جلتی ہوئی کربلا کی ریت پر سیدِ ساجدین کو لا کر رکھ دیا اب ہر منزل پر بیمار کو سنبھالے ہوئے، گیارہ محرم کی صبح کو، عماری پر پردہ نہ تھا، سر کھل گیا تھا، بی بی عماری پر تھی، چاہیے تو یہی تھا کہ اپنی بے پردگی کو دیکھتیں لیکن سید سجادؑ کے چہرے پر نظر ہے، ایک بار دیکھا کہا بیٹا چہرے کا رنگ متغیر کیوں ہو گیا ارے میرے لال اپنے آپ کو سنبھالو ایسا لگتا ہے کہ تم گر جاؤ گے ناقے سے، کہا ہاں پھوپھی دیکھئے یہ کیسے ظالم ہیں اپنے کشتوں کو دفن کر دیا نبیؐ کا نواسہ بے گور و کفن پڑا ہوا ہے۔

بس دو چار جملے شہزادی کا ذکر آ گیا اسی منزل پر تقریر کو تمام کروں گا بھائی اور بہن کی محبت، یہ وہ محبت تھی کہ جسے قدرت نے پردے میں رکھا تھا۔ ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیا، اولیا، اوصیا سب آئے لیکن تاریخ میں کسی نبیؐ کی بہن کا پتہ نہیں چلتا۔ تاریخ آدم و عالم میں ہمیں ایک بہن نظر آئی نہ ایسا بھائی نہ ایسی بہن کیا محبت ہے میں کیا کیا آپ کو بتاؤں بھائی کی محبت کا یہ عالم کہ ایک دن بی بی صحن خانہ میں آرام کر رہی تھی ایک بار دھوپ بی بی کے چہرے پر پڑنے لگی آپ کا مظلوم امام ادھر سے گزرا، حسینؑ نے دیکھا زینبؑ پر دھوپ پڑ رہی ہے حسینؑ نے دوش سے عبا اُتاری، عبا اتار کر سایہ کر کے کھڑے ہو گئے اب جو چہرے پہ سایہ آیا بی بی نے آنکھیں کھول دیں دیکھا امام معصوم

استادہ ہیں عبا کا سایہ کئے ہوئے، کہا آپ معصومؑ ہیں آپ امامؑ ہیں، اتنی تعظیم، کہا ہاں ہاں زہراؑ کے بعد ہم تمہیں ثانی زہراؑ سمجھتے ہیں زینبؑ اس دن سے اٹھتے بیٹھتے فضہ سے کہتیں فضہ تم نے دیکھا میرا بھائی تعظیماً سایہ کرتا ہے عبا لے کر، اے فضہ کبھی کوئی ایسا موقع آئے کہ بھائی سو رہا ہو چہرے پر دھوپ آئے تو فضہ میں سر کی چادر اُتار کر بھائی پر سایہ کروں لیکن کبھی موقع نہ آیا گیارہ محرم کی صبح دھوپ بہت تیز تھی لاشہ بے گور و کفن تھا پکار کر کہا بھیا سایہ کرتی سر پہ چادر نہیں زینبؑ لُٹ گئی۔

مجلسِ سوم

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ؕ

ساری تعریف اللہ کے لیے دُرودوسلام محمدؐ وآل محمدؐ پر

عشرۂ چہلم کی تیسری تقریر آپ حضرات سماعت فرما رہے ہیں

ابھی تک جو گفتگو عنوان پہ ہے وہ عنوان کے ابتدائیے ہیں تقریظیں ہیں، حاشیئے ہیں، جزئیات ہیں تا کہ وہ جو اس موضوع سے متعلق معلومات ہیں، استدلال ہیں وہ ذہن نشین ہو جائیں تو اصل موضوع کا آغاز کیا جائے۔ کوشش یہی ہے کہ لوازمات جتنے ہیں ہم پہلے ان پر گفتگو کر لیں اس میں کوئی اختلاف نہیں شیعہ اور سنی میں کہ امام آئیں گے اور پوری دنیا کو عدل وانصاف سے بھر دیں گے۔ انتظار ہے سب کو اور دنیا کے ہر مذہب کی کتاب میں، داؤد کی زبور میں موجود ہے کہ جب وہ آئیں گے تو شیر اور بکری ایک گھاٹ سے پانی پئیں گے۔ یہ زبور کی آیات ہیں اور سلسلے کی آخری آیت یہ ہے کہ طفل شیر خوار اگر سانپ کے بل میں ہاتھ ڈال دے گا تو سانپ اس کو نہیں ڈسے گا، اسی طرح انجیل میں، عجیب بات یہ ہے کہ انجیل میں جہاں شہادت حسینؑ کی گفتگو ہے جناب دانیالؑ، لوقا اور حبوق باب (Chapter) میں، وہاں شہادت حسینؑ کے فوراً بعد امام ولیؑ عصر کا ذکر ہے اور انجیل میں بھی یہی ہے کہ وہ آئیں گے اور پوری کائنات کا اقتدار ان کے پاس ہوگا اسی طرح ہندوؤں کی کتابوں میں ابھی موضوع آیا نہیں تمہید کے طور پر بتا رہا ہوں کہ رامائن میں، مہا بھارت میں، پرانے ویدوں میں، مہاتما بدھ کی

کتابوں میں، زرتشت کی کتاب میں، جین یوں کی کتاب میں آنے کی خبر دے دی گئی تھی، تو ابھی یہ موضوع نہیں آیا تمہیداً ذکر کر دیا۔ بات اس وقت یہ ہے کہ جو مسلمانوں کے پاس کتاب ہے آیا مسلمانوں کو یہ یقین ہے یا نہیں اپنی کتاب سے کہ امامؑ کو آنا ہے اور اگر قرآن میں ہے تو پھر انکار کی گنجائش نہیں ہے اور انکار نہیں ہے صرف ہمارے عقیدے پر اتنا طنز ہے کہ تم انتظار کر رہے ہو وہ ہیں تو آتے کیوں نہیں مدد کیوں نہیں کرتے ان کا کام کیا ہے۔ اختلاف اس لئے ہے کہ مسلمان کہتے ہیں ابھی پیدا نہیں ہوئے پیدا ہوں گے ہم کہتے ہیں نہیں وہ پیدا ہو چکے ہیں وہ موجود ہیں۔ اگر قرآن گواہی دے دے کہ وہ ہیں، فطرت اور کائنات کی گواہی کل آپ نے سنی تھی کہ یہ عرش یہ فرش، یہ ماہتاب، یہ آفتاب، یہ تارے، یہ کہکشاں، یہ فضا، یہ ہوا، یہ گل ایک ایک پنکھڑی ایک ایک ذرّہ پکار کر کہہ رہا ہے کہ کوئی آئے گا، کوئی آنے والا ہے، ہم کسی کے انتظار میں ہیں تو اللہ کی ... نہیں ... زبور میں کہا، توریت میں کہا، انجیل میں کہا تو یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ قرآن میں خبر نہ ہو یہ بے خبری ہے، قرآن میں خبر ہے۔

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۝

اِنَّآ اَنْزَلْنٰهُ فِيْ لَيْلَةِ الْقَدْرِ ۝ وَ مَآ اَدْرٰىكَ مَا لَيْلَةُ الْقَدْرِ ۝ لَيْلَةُ الْقَدْرِ ۝ خَيْرٌ مِّنْ اَلْفِ شَهْرٍ ۝ تَنَزَّلُ الْمَلٰٓئِكَةُ وَالرُّوْحُ فِيْهَا بِاِذْنِ رَبِّهِمْ مِنْ كُلِّ اَمْرٍ سَلٰمٌ هِيَ حَتّٰى مَطْلَعِ الْفَجْرِ ۝

تاکید ہے پیغمبرؐ سے لے کر ہر معصوم تک کی کہ کیسے مومن نماز میں سورۃ القدر کو بھول جاتا ہے۔ نماز کی فضیلت بڑھ جاتی ہے اگر یہ سورہ پڑھا جائے کیوں ہے تاکید، کم از کم مغرب اور عشا کی نماز میں، اس لئے تاکید ہے کہ پڑھنے کے بعد ایک کیف طاری ہو جاتا ہے اور اس کیف سے تمہیں یہ علم ہو کہ ہے کوئی ہے اس لئے کہ سورہ کا جلال یہ بتا رہا ہے پروردگار عالم جب گفتگو کرتا ہے تو اس کی گفتگو کے انداز جدا جدا ہیں سورۂ نبی

اسرائیل پڑھئے شروع ہوا سورہ

سبحٰنَ الَّذی اَسریٰ بَعَبِدِہٖ لیلاً مِنّ المسجد الحرام اِلَی المسجِد الاقَصاَ

لے گیا اپنے بندے کو وہ سیر کرائی اس نے جو قابل تعریف ہے تو قابل تعریف تو ہے لیکن ایک چیز کو بیان کر کے پھر یہ کہنا کہ جو لے گیا اپنے بندے کو راتوں رات وہ قابل تعریف ہے تو یہ وہ منزل ہے کہ جہاں اختیار اور اقتدار جہاں منزل کمال پر ہو پھر منزل یقین پر لا کر بندوں کو یہ سمجھانا کہ سمجھو تو کون بول رہا ہے۔ اب میں ادب سے مثال دے کر سمجھا دوں۔ انیسؔ نے اٹھارہ برس کی عمر میں، ۲۰ برس میں، ۲۵ برس میں یہ نہیں کہا بلکہ جب ۷۰ برس کے ہو گئے تب آواز دی

نمکِ خوانِ تکلّم ہے فصاحت میری

یعنی وہ منزل ہے کہ اس یقین کی بلندی سے بول رہا ہے کہ جہاں یہ آواز دے رہا ہے کہ اردو شاعری میں جو دستر خوان سجایا گیا ہے ادب کا اگر اس دستر خوان پر میری شاعری کا نمک نہ ہوتا تو سارا ادب پھیکا ہو جاتا ہے یہ اختیار ہے، یہ اقتدار ہے، مرثیہ بول رہا ہے حسینی ادب بول رہا ہے، پتہ چلا کہ کائنات کے ادب کو کمانڈ کر رہا ہے حسینی ادب اب یہاں پر حسینی ادب آواز دے گا ہم ہیں قابل تعریف۔ یہ تعلّی کی منزل سے آگے بڑھ کر مابعد طبیعیات کی منزل پر شاعر جب آ جاتا ہے تو بولا کرتا ہے۔ الہام سے بھی آگے کی منزل ہے ہر ایک یہ بات نہیں کہہ سکتا کہ

جب تک یہ چمک مہر کے پرتو سے نہ جائے
اقلیم سخن میری قلمرو سے نہ جائے

یعنی آفتاب کی چمک اور یہ روشنی جب تک باقی ہے حکومت میرے قلم سے نکلنے نہ پائے۔ کتنا یقین ہے انیسؔ کو کہ حسینی ادب کا اختیار اور حکومت کمانڈ کر رہی ہے تو وہ تو

مالک کائنات ہے۔ صاحب کن فیکون ہے، سارا اختیار رکھتا ہے، قضا اور قدر کا مالک ہے وہی یہ کہہ سکتا تھا۔ اِنَّآ اَنْزَلْنٰهُ فِيْ لَيْلَةِ الْقَدْرِ ۝ سمجھو قدر کی رات کیا ہے ہم نے قدر کی رات میں نازل کیا۔ کیا کچھ پتا نہیں۔ آیت میں نہیں ہے اچانک ایسی آیت آگئی وَمَآ اَدْرٰكَ تمہیں تو ادراک ہی نہیں ہے، تمہیں تو فہم ہی نہیں ہے تم تو سمجھ ہی نہیں سکتے ہو کہ شب قدر کیا ہے۔ انداز دیکھا آپ نے دیکھئے سمجھئے بات کو تا کہ تمہید کی منزل سے گزر کر ہم موضوع کو سمجھا سکیں۔ سورہ کی تلاوت آپ روز کرتے ہیں، نماز میں پڑھتے ہیں، آپ کی نظر میں ہے ترجمہ بھی معلوم ہے تم کیا جانو تمہیں تو ادراک ہی نہیں ہے اچھا جب ہمیں ادراک نہیں تو تو نے کیوں کہا کہ شب قدر میں نازل کیا پتہ چلا یہ بتانا چاہتا ہے کہ وجود ہے، تم دیکھ رہے ہو، تم سمجھ رہے ہو لیکن ادراک نہیں ادراک نہیں یعنی معرفت نہیں ہے، درک نہیں ہے اس فہم تک پہنچ نہیں رہے ہو تجاہل عارفانہ برت رہے ہو سب کچھ معلوم ہو کر بھی تم انجان بننا چاہتے ہو وَمَآ ادراك تو تم کیا جانو شب قدر کیا ہے، نہیں میں ادب سے سمجھاؤں گا آپ کو تا کہ آپ آسانی سے سمجھ سکیں۔ کون نہیں جانتا کربلا کیا ہے، کوئی مسلمان یہ کہہ سکتا ہے کہ ہم کربلا کو نہیں جانتے سب جانتے ہیں، سب کو معلوم ہے۔ یاس یگانہ چنگیزی غزل میں شعر کہتے ہیں، یہ غزل کا شعر ہے جو پڑھ رہا ہوں وَمَا ادراك ما ليلة القدر تم کیا جانو کیا ہے شب قدر، بتا کر سمجھا کر کہ شب قدر میں نازل کیا لیکن اس کے بعد مگر تم کیا جانو اب یہ انداز دیکھا آپ نے یہ ادبی انداز ہے یگانہ نے کہا

ڈوب کر پار اُتر گیا اسلام
آپ کیا جانیں کربلا کیا ہے

آپ کیا جانیں۔ کیا مطلب ہے؟ کربلا کو تو سب جانتے ہیں، ادراک ہے "یہ کیا" بتا رہا ہے وَما ادراكَ تم کیا جانو کیا ہے شب قدر، یہ تو ہزار مہینوں سے افضل ہے۔ ۸۴

چوراسی برس بنتے ہیں الف شھر ایک ہزار مہینوں کے۔ جب جوڑا گیا تو کل چوراسی برس بنتے ہیں بنی اُمیہ کی حکومت کے، کیا مطلب یعنی جس اقتدار پر، جس اختیار پر، جس تزک واحتشام پر، جس شوکت پر، جس دبدبے پر، جس زروجواہر پر، جس زمین کے خِطّوں پر ناز تھا خلفا کو اللہ نے کہا اس سے کہیں زیادہ افضل ہے شب قدر۔ اب ذرا سمجھئے یعنی شب قدر کی ضد کیا ہے؟ حکومت۔ حکومت کی ضد کیا ہے؟ شب قدر۔ اب قیمتی جملہ دے رہا ہوں بہت ہی قیمتی، کسی نے آ کر امام حسنؑ مجتبیٰؑ سے کہا، حکومت چھن گئی آپ سے، اقتدار چلا گیا، کہا جاؤ جا کر ساری دنیا سے کہہ دو باہر، عرب والوں سے، کیا حکومت، کیا اقتدار، کیا اختیار، کیا خلافت، جا کر پوچھو اُن سے، تمام امرا روؤسا سے کسی کے پاس شب قدر بھی ہے۔ امامؑ فرماتے ہیں جاؤ جا کر پوچھو اور دوسری بار امام محمد باقر صلواۃ اللہ سلام علیہ نے فرمایا جاؤ جا کر پوچھو بادشاہوں، خلفاء مسلمانوں سے شب قدر کے مالک ہم ہیں کسی کے پاس شب قدر ہے؟ پتہ چلا سارے زمانے کے خزانے ایک طرف، اقتدار واختیار ایک طرف، تخت وتاج ایک طرف، شب قدر ایک طرف وہ ہمارے پاس ہے وما ادراك تم کیا جانو تم تو خزانوں کو جانتے ہو، تم تو لشکر کو جانتے ہو، تم تو بادشاہوں کے اختیار کو جانتے ہو یہ بتا رہے ہیں کہ ہمارے پاس شب قدر ہے، جب شب قدر ہمارے پاس ہے تو پھر شب قدر کا مالک کون قرار پائے گا ہاں وہی رات آتی ہے، ہر سال آتی ہے، جب آتی ہے تو ملائکہ اور روح نزول کرتے ہیں اس کے پاس، اس کے اوپر، رات بھر آنے کا سلسلہ رہتا ہے، رات بھر نزول ہے، رات آئی، سلسلہ شروع ہوا، ملائکہ چلے، روح چلی روح اور ہے ملائکہ اور ہیں ''واؤ'' بیچ میں نہ ہوتا اگر روح بھی ملک ہے تو الگ سے کہنے کی ضرورت نہ تھی پتہ چلا ملک آ رہے ہیں ملک کے ساتھ روح آ رہی ہے اس لئے کہ آدمؑ سے لے کر عیسیٰؑ اور خاتمؐ تک تم نے بھی سنا ہے کہ ملک آیا اور گیا، ملک آیا اور گیا، ملائکہ بھی اور روح بھی ہر سال شب قدر

میں اور آکر کیا کرتے ہیں، کام کیا ہے ان کا، نزول ہو رہا ہے کام کیا ہے؟ **سلام ھی حتّی مطلع الفجر** سلامتی ہو رات بھر وہ یہی کہتے رہتے ہیں تم سلامت رہو۔

تم سلامت رہو ہزار برس
ہر برس کے ہوں دن پچاس ہزار

غالبؔ نے کہا سلامتی، جہاں روح اور ملائکہ یہ کہیں **سلامٌ**، **سلامٌ** جب تک کہ صبح، فجر نمودار نہیں ہو جاتی وہ سلام کرتے جاتے ہیں آپ پر سلام، آپ کے لئے سلامتی تو اب تو مانو ملائکہ اور روح جسے سلام کریں شب قدر میں آکر اسے رضی اللہ تعالیٰ عنہ نہیں کہتے علیہ السلام کہتے ہیں۔ آ رہے ہیں تو کس پر آ رہے ہیں کعبے کی چھت پر آ رہے ہیں؟ دیوار کے پاس؟ در کے پاس؟ مدینے میں؟ کسی بادشاہ پر؟ کسی رئیس پر؟ کسی ملک کے سربراہ پر؟ اس پر آ رہے ہیں کہ جس کے لئے اللہ نے کہا وہ آتے ہیں

ہمارا امر لے کر، جس پر امر آئے ربّ کا، جو امر کا مالک ہوا سے کہتے ہیں "صاحبِ امر" ہر سال رات وہ آتی ہے، امر لے کر ملائکہ آتے ہیں، کس کے پاس "صاحبِ امر" کے پاس اسی لئے تو ہم ادب سے جھک جاتے ہیں جیسے ہی لقب، خطاب، کنیت آئی، ہم جھکے اور سلام کیا، نام لینے کا تو سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ پیغمبرؐ نے فرما دیا تھا میرا نام، میری کنیت اور قیامت تک کوئی اگر میرے نام کے ساتھ میری کنیت کو اپنی اولاد پر جمع کرے گا تو اس پر حرام ہے تو اب تو سمجھو امت اور ہے، اولاد اور ہے اس کا نام اس کی کنیت میری لیکن اس کا نام لینے کا حکم نہیں نام نہیں لیا جا سکتا اس لئے قدرت نے اتنے القاب عطا کر دیئے یوں پکارنا، یوں پکارنا، قائمؑ کہنا، منتظرؑ کہنا منصورؑ کہنا، ولیؑ کہنا، ولی عصرؑ کہنا، امام عصرؑ کہنا، حجتؑ کہنا جتنے الفاظ سے چاہو یاد کرو ہر ایک کی تشریح ہو گی جو شرح ہر لفظ اور نام کی معصومؑ نے کی لیکن یہ احترام کہ دنیا حیران ہوتی ہے کہ نام آیا کھڑے ہو گئے، زیارت پڑھ رہے ہیں کھڑے ہو گئے، اعمالِ شب قدر میں ان کے

نام پر کھڑے ہو گئے کیوں یہ احترام کس بات کا۔ احترام اس بات کا کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام والصلاۃ کی بزم میں ذکر آ گیا سرکار کا تو راوی کہتا ہے ہم نے دیکھا کہ جیسے ہی نام لیا۔ کتنا فاصلہ ہے ابھی پیدا نہیں ہوئے پانچ آئمہ کا فاصلہ ہے، ۲۵۶ میں پیدا ہوں گے اور چھٹے امام کا دور کون سا ہے منصورؒ دوانقی، بنی عباس کی حکومت کا آغاز ہو رہا ہے بنی امیہ کی حکومت ختم ہو گئی ہے کتنا فاصلہ اور اس فاصلے میں راوی کہتا ہے کہ جیسے ہی نام آیا ایک بار امام صادقؑ اٹھ کر کھڑے ہو گئے اور سلام کیا ''مہدیؑ پر میرا سلام'' چھٹے امام نے پیدائش سے پہلے کھڑے ہو کر بتایا کہ آنے والے دور میں جب میرے اس بیٹے کا نام آئے، نام لیا جائے تو احترام کرنا اس لئے کہ وہ دیکھ رہا ہے، وہ سن رہا ہے، سمجھ رہا ہے، وہ حجّت ہے، کائنات کا اقتدار اور اختیار اس کے پاس ہے۔ آنے والی تقریروں میں جس جس امامؑ نے پہلے سے لے کر گیارھویں تک آپؑ کے بارے میں جو جو فرمایا ہے وہ ایک دن بیان کروں گا ابھی آٹھویں امامؑ کی مجلس آ رہی ہے اس حوالے سے عرض کروں گا، آج کی حد تک ملائکہ آ رہے ہیں، سلام کرتے ہیں، سلامتی ہو، نازل ہو رہے ہیں تو کبھی یہ شب قدر پہلی بار بھی آئی ہو گی اور کب آئی سورہ رسولؐ کے سامنے آیا فیصلہ یہ کرنا ہے کہ صاحب امر وہی ہوتا ہے جس کے پاس اللہ کا امر لے کر ملائکہ آئیں۔ آپ نے کہا انبیا کے پاس ملک آتا ہے مان لیا کہ ملائکہ انبیا پر آتے ہیں اور آتے رہیں گے۔ آپ نے کہا نبیؐ کے بعد سلسلۂ نزولِ ملائکہ تمام ہوا اس سورۂ قدر کو منسوخ ہو جانا چاہئے تھا، کہنا چاہئے تھا کہ یہ راتیں پہلے آتیں تھیں اب شب قدر نہیں آئے گی، پھر ہر سال شب قدر منا کیوں رہا ہے مسلمان ۲۷ رمضان کو، اس کے معنی ہیں شب قدر ہے اور جب شب قدر ہے تو نزول ملائکہ مٹی پہ نہیں ہے، خاک پہ نہیں ہے کسی انسان پر ہے جسے صاحب امر کہتے ہیں تو اب کیوں کہہ رہے ہو کہ اب ملائکہ کسی پر نہیں آتے پتہ چلا ملائکہ آتے ہیں نبیؐ کے علاوہ بھی کچھ لوگوں پر آتے

ہیں تلاش یہ کرنا ہے کہ جب پہلی بار شب قدر آئی تھی تو صاحب امر کون تھا رسولؐ کے سامنے جب یہ سورہ نازل ہوا۔ اگر رسولؐ پر نازل ہوئی اور کہا یا رسولؐ اللہ یہ شب قدر آپ کے لئے آئی ہے اور یہ امر لے کر ملائکہ اور روح آرہے ہیں تو نئی بات کیا ہے جبرئیلؑ تو ہر وقت آتے جاتے تھے۔ اطلاع کیا دی گئی ہے کہ آرہے ہیں، ہر سال آئیں گے، یہاں رات کا انتظار نہیں ہوتا تھا۔ جبرئیلؑ جب بے قرار ہوئے، جب دل چاہا، معبود نے کہا جاؤ، جاؤ اچھا بہانہ ڈھونڈتے تھے ظاہر ہے کہ ہر وقت تو پیغام یا وحی نہ تھی۔ جبرئیلؑ سوچتے تھے پتہ نہیں کب اللہ لوح سے آیت اتارے گا، کب حکم ہوگا، کب جاؤں گا۔ ان کا عالم یہ دن میں چوبیس چکر لگائیں، بار بار جائیں بلکہ بس چلے تو یہیں رک جائیں بلائے ہی نہ رب لیکن جانا پڑتا تھا، فرضِ منصبی تھا۔ ایسی جگہ دیکھ لی تھی کہ بار بار آنے کو دل چاہتا تھا تو اب ہر وقت تو آیتیں، سورے نہیں تھے، بہانہ بنایا جبرئیلؑ نے حسنؑ سو نہیں رہے جھولا جھلانے جاؤں، حسینؑ رو رہے ہیں بہلانے جاؤں، زہراؑ سو گئیں چکی چلانے جاؤں تو جب بچوں کو کھلانے آسکتے ہیں، جھولا جھلانے آسکتے ہیں، چکی پیسنے آسکتے ہیں تو اب حیرت کیا ہے کہ ایک رات میں سب آئے وہ تو سید الملائکہ ہیں نا، جب سید آرہا ہے خادم بن کر تو سارے ملائکہ ہر سال آرہے ہیں اگر تو اس میں حیرت کیا۔

کس پر آرہے ہیں صاحب امر پر آرہے ہیں پہلی بار کس پر آئے؟ رسولؐ پر؟ رسولؐ کے پاس تو آتے ہیں جبرئیلؑ تو اب کون سی پہلی رات شب قدر کی آئی اور یہ سورہ نازل ہوا اور رسولؐ کو بتایا گیا کہ جب یہ رات آجائے گی تو ملائکہ اور روح صاحبِ امر پہ نازل ہوں گے جب رسولؐ سے پوچھا گیا کہ جب یہ سورہ نازل ہوا تو پہلا صاحب امر کون تھا کہا میری بیٹی فاطمہ زہراؑ۔

رسولؐ کے پاس جب پہلی شب قدر آئی تو ملائکہ روح امر الٰہی لے کر زہراؑ کی طرف

چلے پہلی "صاحب امر" زہراؑ دوسرے علیؑ پھر حسنؑ، پھر حسینؑ، اب اختیار و اقتدار فاطمہؑ کے جانی کے پاس، نرجسؑ کے لال کے پاس، دُرِ عسکریؑ کے پاس وہ رات آتی ہے، ملائکہ آتے ہیں، تمام دنیا کے انسانوں کے نامۂ اعمال کا ڈھیر لگا دیا جاتا ہے پوچھا ابن عباسؓ سے آپ تو علیؑ کے شاگرد ہیں شب قدر ہے کس تاریخ میں؟ کہا دیکھو لو قدر کا لفظ تین بار آیا ہے ایک رات میں نہیں ہے۔ پتہ چلا ایک رات نہیں تین راتوں کا تسلسل ہے۔ راوی نے پوچھا تین راتیں کیوں؟ واحد آپ ہیں جن کے یہاں رمضان میں تین شب اعمال کرنا ہوتے ہیں، تین راتیں کیوں؟ معصومؑ سے پوچھا کہا ایک رات امر آیا دوسری رات کو امامؑ نے ملاحظہ کیا پوری رات ملاحظہ کرنے میں گزری اور پھر حکم ہوا نفاذ کر دیا جائے تیسری رات آئی نفاذ ہو گیا۔ اب وہ چاہے تیئسویں ۲۳ ہو یا ستائیسویں کوئی بھی ہو آخری رات میں نفاذ ہو جاتا ہے۔ کس بات کا نفاذ ہو جاتا ہے؟ کس امر کو

دیکھتے ہیں؟ امر کیا ہے؟ امر صرف یہ ہے سمجھئے گا اللہ نے اپنے امر، اپنے ارادے کا اختیار ان کو دے دیا پہلی بار اللہ نے امر اور ارادے کا اختیار کس کو دیا تھا زہراؑ کو کیونکہ آپ صاحبِ امر تھیں اس لئے جب قدرت کے ارادے اور اختیار کی مالک زہراؑ ہو گئیں تو تصرف کا حق ہے ارادہ اُنہیں مل گیا جس کی چاہیں عمر گھٹا دیں جس کی چاہیں بڑھا دیں، جسے چاہے رزق دیں، جسے چاہیں اولاد دیں، اسی لئے کہتے ہیں آقائے بروجردی کہ ساری کائنات کی طرف سے مایوس ہو جاؤ اور یہ مایوسی ہو جائے کہ اب دعا قبول نہ ہوگی، دعا کا دروازہ بند ہو گیا تو تین بار پکارو یا زہراؑ یا زہراؑ یا زہراؑ اس لئے کہ زہراؑ کے در پہ تقدیر اپنا فیصلہ بدل کر سجدہ کرتی ہے۔

صاحب امر کا اختیار ہے دیکھنا نامۂ اعمال اضافہ کر دو، بڑھا دو، اسے دے دو اختیار، ان کے پاس اختیار ہے جیسے چاہیں تصرف کریں کیا پریشانی ہے اختیار ہے اتنا اختیار، اس قدر اختیار کہ صحابی نے آ کر امام جعفر صادقؑ سے کہا کہ مولا نیت تھی کہ شب

قدر کے اعمال کریں گے لیکن تسبیح ہاتھ میں لے کر استغفار پڑھتے پڑھتے سو گیا نیند آ گئی قدر کریں اپنی، اپنی قدر کرنا سیکھیں، حسینؑ کے عزادار پہلے اپنے آپ کو تو پہچانیں، جس نے اپنے آپ کو نہیں پہچانا اس نے رب کو کب پہچانا۔ تو پہلے اپنے آپ کو پہچانو کہ اس فرشِ عزا پر بیٹھنے کے بعد تم کیا ہو جاتے ہو، آنکھ سے تمھارے ایک آنسو کا قطرہ ٹپک جاتا ہے تو تم کتنے قیمتی ہو جاتے ہو کم از کم ان مجالس کے ذریعے سے اگر امام کی معرفت نہیں حاصل کر سکتے تو اپنی معرفت تو حاصل کر لو۔

اس نے کہا میں اعمال کرنا چاہتا تھا، ارادہ تھا نیت تھی، غسل کیا تھا سب کچھ تھا سو گیا تسبیح پڑھتے پڑھتے، آنکھ کھلی صبح کو، امام مسکرائے کہا ہاں سب نامۂ اعمال رات میں میرے پاس پیش ہوئے تھے ہم نے تیرا نامۂ اعمال دیکھا تھا اس میں تو شب قدر کے سارے اعمال درج ہیں تھے، اختیار یا تصرف، صاحب امر، سارے اعمال درج

تھے گھبرا گیا کہا مولاؑ سو گیا تھا کیسے درج ہو گئے کہا حکم الٰہی سے درج ہوئے ہیں ہم نے تیرا نامۂ اعمال دیکھا کہا مولاؑ کیسے، کہا تجھے یاد نہیں، یاد کرے گا تو تجھے یاد آئے گا تو سو رہا تھا۔ اب یاد رکھیۓ گا جو روزہ رکھتا ہے اسے پیاس زیادہ لگتی ہے۔ تو سو رہا تھا رات میں پیاس کی شدّت سے تیری آنکھ کھلی تو اٹھا جام بھر کر تو نے پانی پیا جیسے ہی تو نے پانی پیا چونکہ تیری عادت تھی اس لئے نیند کی غفلت میں بھی تو نے کہا ہائے حسینؑ کی پیاس اور پھر تو جا کر سو گیا۔

اِدھر تو سویا اللہ نے حکم دیا سارے اعمال درج کر دو۔ کیا کہا تھا میں نے اپنی قدر کیجئے ایسے ہی نہیں سبیلیں لگائی جاتیں، یوں ہی نہیں پانی پلایا جاتا، اگر معلوم ہو جائے دنیا کو کہ یہ جو سبیل رکھ کر کٹورے سجا کر یہ جو بچے دو دو آنے جمع کر کے کٹورے سجاتے ہیں اس کی عظمت کیا ہے فتویٰ دے دینا اور ہے کہ سبیل حرام ہے سبیل توڑ دینا اور ہے۔ رسولؐ اور معصومؑ کی زبان سے اس کی عظمت سننا اور ہے، یاد رکھو کہ یہ حسینؑ کی سبیل

ہے۔ ایک بار اپنے اصحاب میں علیؑ نے آواز دی تم میں سے کسی کو یہ علم ہے کہ جب قیامت میں نامۂ اعمال دیا جائے گا تو سب سے اوپر کون سی نیکی لکھی ہوگی، اصحاب نے کہا مولا نہیں معلوم۔ بتایئے، کہا سب سے اوپر کوئی بھی ہو کافر ہو، مشرک ہو ہر ایک کے نامۂ اعمال پر اگر اس نے یہ عمل کیا ہوگا تو نامۂ اعمال کی پیشانی پر جہاں اللہ کا نام لکھا جاتا ہے وہاں یہ لکھا جائے گا کہ اس نے کسی پیاسے کو پانی پلایا تھا اب دوسری بار پھر مولاؑ نے فرمایا کیا تمہیں معلوم ہے جزا اور سزا سے پہلے میزان نصب کی جائے فیصلہ ہو کہ کس کے گناہ زیادہ ہیں اور کس کے ثواب لیکن اس سارے اعمال سے پہلے ایک نیکی ایسی ہے جس کی جزا محشر کے میدان میں پہنچتے ہی ہر ایک کو دے دی جائے گی، اصحاب نے پوچھا کون سی نیکی، فرمایا، پانی پلانا۔ اب میں کیا کیا بتاؤں آپ کو امر ان کے پاس صاحب امر ہیں اختیار ان کا ہے یہ بتا رہے ہیں کہ ہم نہیں لکھوا رہے اللہ لکھوا رہا ہے۔ پانی پلانے کی نیکی کتنی حقیر سی خدمت ہے، حسینؑ نے کتنی قیمتی بنا دی۔ صاحب امر ہیں، امر کے مالک ہیں جہاں چاہیں تصرف کریں اور وہ کام کریں جو رب کر رہا ہے۔ امر آ رہا ہے روح کے ساتھ، ملائکہ نزول کر رہے ہیں، شب قدر آ رہی ہے، آئی وہ رات آئی ۲۵۶ھ پندرہ شعبان کی رات کو آئی جیسے ہی وہ رات آئی نمازِ مغرب پڑھ کر ملکہؑ تہذیب و ادب، ملکۂ امامت حکیمہؑ خاتون امامؑ کی بہنؑ، امامؑ کی بیٹی، امامؑ کی پھوپھی امامؑ کی دادیؑ چاہتی تھیں کہ اپنے حجرے کا رخ کریں آواز آئی امام حسن عسکری علیہ السلام کی جایئے نہیں پھوپھی قیام کیجئے آج رات نہ جایئے کہا کیوں، کہا آج ہمارے گھر ایک چاند اترنے والا ہے۔ میں بہت تہذیب کے دائرے میں پڑھتا ہوں، میں لفظوں کو تلاش کرتا رہتا ہوں بولنے سے پہلے، میرے گھر ایک خورشید ظہور کرنے والا ہے، وہ آنے والا ہے جو کائنات کی آخری حجتؑ ہے۔ وہ آنے والا ہے جو کائنات کو ظلم کے بعد عدل و انصاف سے بھر دے گا، وہ آنے والا ہے جو فخرِ انبیا ہے پھوپھیؑ جایئے گا

نہیں، رک گئیں لیکن بے اختیار بھتیجے کا چہرہ دیکھا، کہا بیٹا کس زوجہ سے ظہور ہوگا، کہا نرجسؑ سے، کہا نرجسؑ کو تو میں روز دیکھتی ہوں آثار ظہور نہیں پاتی۔ کہا پھوپھی گھبرائیں نہ، جب فرعون نے ماؤں کو قتل کرنا شروع کیا کہ موسیٰؑ پیدا نہ ہونے پائیں تو اللہ نے مادرِ موسیٰؑ پر وحی کر دی کہ آثار ظاہر نہ ہوں گے آخر وقت تک مادرِ موسیٰؑ کو علم نہ تھا کہ موسیٰؑ کی ولادت ہونے والی ہے۔ آثار نہ تھے نرجسؑ مادرِ موسیٰؑ کا فخر ہیں۔ بیٹاؑ جو آنے والا ہے فخرِ موسیٰؑ ہے۔ حکیمہ خاتون کہتی ہیں میں رک گئی نمازِ شب کے لئے آدھی رات کو بیدار ہوئی۔ میں نے دیکھا کہ نرجسؑ بھی بیدار ہوئیں نرجسؑ نے وضو کیا نماز میں مشغول ہوئیں۔ میں بار بار نرجسؑ پر نظر ڈالتی تو میرے دل نے کہا آثار تو نہیں ہیں جیسے ہی دل میں یہ سوچا حجرے سے حسن عسکریؑ کی آواز آئی پھوپھی پریشان نہ ہوں وقت قریب ہے۔ ادھر جملے آئے بی بی کہتی ہیں کہ ایک بار میں نے دیکھا کہ نرجسؑ کو اضطراب ہوا مُصَلّے سے اٹھیں، بستر پر آئیں۔ میں نے چاہا کہ آگے بڑھوں ایک بار میرے اور نرجسؑ کے درمیان ایک نور کی چادر کھنچی، میں نرجسؑ کو نہ دیکھ سکی نور کی چادر ہٹی تو بس حکیمہؑ خاتون کہتی ہیں:-

''حجرہ تمام مطلعِ انوار ہو گیا''

کیسے پڑھوں، کیسا انیس کا مصرع کام آیا مرثیے کا مصرع کام آ گیا

حجرہ تمام مطلعِ انوار ہوگیا

کہتی ہیں بی بی کہ تمام نور پھیل گیا اور اب جو میری نظر گئی تو سجدے میں تھا وہ معصوم زبان پہ یہ آیت تھی

إِنَّا أَنزَلْنَاهُ فِي لَيْلَةِ الْقَدْرِ ٥ وَ مَا أَدْرَاكَ مَا لَيْلَةُ الْقَدْرِ ٥

اسی منزل کے لئے زحمت دی تھی۔ اُدھر سے آواز آئی پھوپھی آپ بھی اسی سورہ کی تلاوت شروع کر دیجئے پتہ چلا شبِ قدر سال میں ایک بار نہیں ہر سال آتی ہے اسی

لئے چھپا دیا ہے شب قدر کو، میں کیا کہہ رہا ہوں، غیب کے معنی معلوم ہیں نہ آپ کو، قرآن کہاں سے شروع ہوتا ہے وہ جو غیب پر ایمان رکھتے ہیں قرآن کو شروع ہی کیا غیب پر ایمان سے اگر غیب پر ایمان نہیں تو کچھ نہیں اور اگر کوئی کہے کہ بھئی یہ غیب پر کیسا ایمان، جو غائب ہے اس پر کیسا ایمان تو پھر جنت پر کیوں ایمان ہے دیکھی ہے کسی نے جنت، جبرئیلؑ پر کیوں ایمان ہے، ملائکہ پر کیوں ایمان ہے جو ملائکہ پر ایمان نہ رکھے وہ مسلمان نہیں ہے تو اتنے غیب پر تو اتنے ایمان عجیب بات ہے روح پر ایمان ہے غائب ہے، ہوا کو کسی نے دیکھا، خوشبو کو کسی نے دیکھا، جنات کو کسی نے دیکھا جملہ کہہ دوں آپ سے، ضرورت کیا تھی کہ ہدایت کو غیب میں رکھا جائے جملہ کہہ دوں شاید سمجھ میں آجائے ہو سکتا ہے نہ سمجھ میں آئے، ہے تو بہت قیمتی، غیب میں کیوں رکھا، راہِ گمراہی والا لیڈر یعنی وہ رہنما جسے شیطان کہتے ہیں وہ غیب میں رہ کر بہکاتا ہے اس لئے ایسے کو ہادی رکھا جو غیب میں رہ کر رستہ دکھائے اور رہبری کرے۔

حضرت میثم تمّار کے پروتے علی بن اسماعیل بن شعیب بن میثم تمّار مشہور متکلم، یگانۂ روزگار، عالم و دانشور تھے۔ خاندانِ میثم تمّار کے اس چشم و چراغ نے مذہب اہلِ بیت کا دفاع قانونِ علم کلام سے کیا۔ مناظرے بھی کئے اور کتابیں بھی تالیف کی ہیں۔ کوفے سے ہجرت کر کے بصرے چلے گئے تھے۔ شہید ثالث قاضی نور اللہ شوستری نے مجالس المومنین میں اُن کا یہ واقعہ لکھا ہے کہ مسلمانوں کے ایک عالم ابوالہذیل علاف سے ایک مرتبہ علی بن اسماعیل نے پوچھا۔

کیا تم جانتے ہو کہ شیطان ہر نیکی سے منع کرتا ہے اور ہر برائی کی ترغیب دیتا ہے؟

ابوالہذیل نے کہا، جی ہاں! یہ بات بالکل سچ ہے۔

علی بن اسماعیل نے کہا، تو اس کا مقصد یہ ہے کہ شیطان کو ہر نیکی اور ہر برائی کا پورا پورا علم ہے؟

ابوالہذیل نے کہا، جی ہاں! ایسا ہی ہے۔

علی بن اسماعیل نے کہا، تو کیا تم جس امام کی پیروی کرر ہے ہو اُسے بھی ہر نیکی اور ہر برائی کا پورا پورا علم ہے؟

ابوالہذیل نے کہا، نہیں ایسا نہیں ہے۔

علی بن اسماعیل نے کہا، تو ثابت ہوا کہ شیطان تیرے امام سے بڑا عالم ہے۔

یہ سُن کر ابوالہذیل سخت شرمندہ ہوا آخر کار اس سے کوئی جواب نہ بن پڑا۔

ماشاءاللہ آپ سمجھے میں ڈرر ہا تھا نہیں سمجھ پائیں گے اگر شیطان ظاہر ہو جاتا تو میرا امامؑ بھی ظاہر میں ہدایت کرتا اب کون کاٹ کر سکتا ہے۔ اس لئے کہ وہی چھپ چھپ کر چھپے رہنے والے کو دیکھتا جائے اور شیعوں کو بچاتا جائے۔ شیطان کو کسی نے چائے پر بلایا تھا، پارٹی میں آیا تھا کسی کے یہاں، کسی کانفرنس میں ملاقات ہوئی ہے، کہاں ہوئی ہے ملاقات، کام اپنے سب کرر ہا ہے دیکھا کسی نے نہیں تو اس مردود پر تو یقین ہے کہ اس کے سارے کام جاری ہیں اور چھپا ہوا ہے اور یہ جو اللہ کا نمائندہ ہے، اس پر یقین نہیں! حیرت کی بات ہے کہ وہ اپنے کام کیئے جار ہا ہے، سب کو معلوم ہے کہ وہ اپنے کام کیئے جار ہا ہے، ڈرر ہا ہوں کہیں تقریر کا رخ نہ مڑ جائے لیکن مانوں گا نہیں، دل نہیں مان رہا، طبیعت نہیں مان رہی، آپ کہیں گے کیسی ہدایت، ہمیں کچھ پتہ نہیں کیسی ہدایت کرتے ہیں سمجھا دوں؟ موضوع کو آگے جانا تھا ولادت پر تقریر روک دی ہے لیکن اگر آپ سمجھنا چاہتے ہیں تو موضوع کل پر اٹھا رکھوں اور اس کو سن لیجئے کہ ہدایت کیسے دیکھیئے پورے مجمعے پر میری نظر رہتی ہے۔ یہ جو میرے بھائی اورنگی سے آتے ہیں سنی سے شیعہ ہوئے ہیں! مسلسل میری تقاریر سن رہے ہیں بارہ برس سے، یہ ابھی ابھی آئے ہیں دیکھیئے ان کا انداز، کیوں نہ ہو جیسے حرؑ کا انداز تھا تو آپ کا بھی انداز، آپ تو پرانے ہیں سُست کیوں ہو جاتے ہیں ذرا درود صلوٰۃ کچھ پڑھیئے تو بات آگے بڑھے۔

امامؑ بچا رہے ہیں، ہدایت کر رہے ہیں، تم ہم سے پوچھتے ہو وہ ہدایت کیسے کر رہے ہیں، لو سن لو ہدایت کیسے کر رہے ہیں، ان کی ہدایت کیسے جاری ہے، ایک بڑا عجیب مسئلہ ہے جناب یہ شیعہ جو ہیں یہ نمازیں نہیں پڑھتے، روزے نہیں رکھتے، حج پہ تو جاتے ہی نہیں فروع سے ان کا کوئی تعلق ہی نہیں۔ رونا پیٹنا، مجلسیں، ماتم اور ذرا وہاں دیکھئے مسجدیں آباد اتنی اکثریت سے مسجدیں پھر بھی بھری ہوئی سارے فرقوں کی اہلِ حدیث، وہابی سب، جو بھی ہو کتنی نمازیں پڑھتے ہیں، کتنے روزے رکھتے ہیں، کتنا قرآن پڑھتے، شیعہ کہیں قرآن پڑھتے ہیں، ان کے یہاں تو قاری بھی نہیں ہوتا بتاؤ کوئی شیعوں میں قاری ہے ہمیشہ سوال آیا ارے بھئی کہاں سے قاری آئے؟ قاری وہ بنے جو آنکھیں کھوئے تو اب شیعہ آنکھیں کھونا نہیں چاہتے اس لئے کہ وہاں آنکھ بند کر کے رکھنا پڑتا ہے اچھا جب قرآن سے آپ نے نظریں پھیریں تو اب وہ بھی کام نہیں آتا تو اب قاری کون بنے آنکھوں کی قربانی دے کر، اچھا نہیں پھر بھی ہونا تو چاہئے قاری ہمارے یہاں دیکھئے رات بھر تراویح پڑھتے ہیں، کھڑے کھڑے پورا قرآن ختم کرنا ہے تیزی کے ساتھ آپ نہیں کر سکتے بالکل نہیں کر سکتے۔ سارے نیک اعمال کریں اور ان کو دیکھو سمجھا ہوا ہے رونا پیٹنا بس یہی جنت دلا دے گا حالانکہ سب بدعت ہے اس سے کیسے جنت ملے گی۔ اچک پھاند، بے کار تفریحات اس سے کیسے جنت مل جائے گی اللہ نے جو حکم دیا ہے نماز روزے، حج زکواۃ وہ تو نہیں کرتے، یہ شیعہ اچھا نہیں کرتے، سب کرتے ہیں تو اچھا ٹھیک ہے سب جنت میں چلیں جائیں۔ بھئی ایک ایک جملے کی قدر کیجئے ورنہ بعد میں مزا نہیں آئے گا۔ اب چھڑ گئی ہے بات۔ اکہتر (۷۱) جو ہیں وہ سب نیک اعمال کرتے ہیں اور یہ ایک جو ہے کافر نہ نماز پڑھتا ہے نہ روزہ رکھتا ہے۔ بھئی سمجھو ناں۔ بہتر (۷۲) فرقے روزے دار، حاجی، نمازی، سارے نیک کام کرنے والے اور یہ ایک جو ہے کافر کچھ نہیں کرتا۔ رسولؐ اللہ کہہ رہے ہیں ایک جنت

میں جائے گا بہتر (۷۲) جہنم میں۔

اچھا حدیث پہ یقین بھی ہے بیان بھی کر رہے ہیں پھر کہہ رہے ہیں فیصلہ تو ہو گیا جانا ایک کو ہے سب ایک طرح کے اعمال کر رہے ہیں، سب کا عقیدہ ایک طرح کا وہ سب بہتر اور ایک کا عقیدہ بالکل الگ اور جانا ایک کو۔ اب آگے میں کیسے پڑھوں فیصلہ تو ہو گیا تو اب پلٹوں پھر بات کو۔ نہیں صاحب غلط کرتے ہیں شیعہ نمازیں پڑھنا چاہئیں، روزے رکھنے چاہئیں، حج کرنا چاہئے، زکواۃ دینا چاہئے، مسجدیں آباد رکھنی چاہئے، اچھی اچھی مسجدیں بنانا چاہئیں کیسے کیسے نقشے امریکہ سے بن کے آرہے ہیں، امریکن انجینئر بنا رہے ہیں مینار ہیں پتہ چلا راکٹ چلا جا رہا ہے، جیسے اسکیموز کے خیمے ہیں گویا۔ آپ کے یہاں وہی گنبد، وہی مینار، ارے بھائی قرآن میں نہ حکم مینار نہ حکم گنبد اور بنا دیئے آپ نے تو بعد میں ہم نے یہ سوچا کہ اب ایک بدعت جاری ہو گئی ہے دمشق سے چلی ہے یہ بدعت کہ مینار بھی ہیں اور گنبد بھی ہیں تو ہم نے یہ کیا مینار دو کر دیئے اور گنبد تین کر دیئے تا کہ دور سے پانچ نظر آئیں، آپ سمجھ گئے تو آپ نے نقشے بدل دیئے یوں اور یوں اور یوں گنبد بھی غائب، مینار بھی غائب ہم نے تو ایک راہ دکھائی تھی کہ بدعت کو نیک راہ پر ڈال دیا آپ نے وہ بھی ختم کر کے گرجا نما مسجدیں بنائیں، نہیں بنا رہے آپ وہ بنا رہے، آباد بھی نہیں کر رہے آپ، جتنی جماعت ہونا چاہئے صبح میں اور ظہرین میں نہیں ہے، ہونا چاہئے بالکل ہونا چاہئے سوال یہ ہے کہ یہ کمی کیوں ہو گئی اتنے پڑھے لکھے ہیں، اتنی مجلسیں سنتے ہیں، بچپن میں دینیات پڑھا دی جاتی ہے اس کے باوجود یہ بے نمازی یہ بے روزہ دار، دل ہی نہیں آتا نماز میں روزے میں دل ہی نہیں لگتا فروع میں، اتنا اتنا پیسہ ہے پھر بھی حج پہ نہیں جا رہے، آخر کیا بات ہے کیوں ہے ایسا۔ انھوں نے کہا بھائی بات دراصل یہ ہے کہ شیطان نے بہکایا ہے، انھیں شیطان عبادت سے بہکا رہا ہے سب سے زیادہ بہکا ہوا کافر فرقہ، شیطان انھیں

بہکا رہا ہے چلیئے مان لیا یہ پورا فرقہ شیطان کے بہکائے میں آ گیا کوئی نیک کام نہیں کرتا نہ تلاوت کرتا، نہ تراویح، نہ نماز، نہ روزہ، نہ صبح کو الصلوٰۃ خیر من النوم کہتا ہے، یہ سب شیطان نے کیا ہے، تو یہ جو بہتر ہیں شیطان ان کے پاس نہ گیا اور اُن کو نہ بہکایا بھئی ایک بات طے کر لیجئے ایک پورے فرقے کو نماز سے ہٹا دیا، روزے سے ہٹا دیا، تلاوت سے، حج سے، تراویح سے ہٹا دیا اور دوسرے فرقوں کو نمازوں پہ لگا دیا انھیں روزوں پہ لگا دیا، کس نے اللہ نے؟ نہیں، آپ کیا سمجھے، نہیں اللہ نے نہیں شیطان نے ان کو بہکایا ہے اب ہم کو شیطان کا انٹرویو لینا ہے کیوں ہمیں بہکایا ہے، کیوں پیچھے پڑ گیا بتا وہاں کیوں نہیں جاتا ان کی عبادتیں کیوں نہیں برباد کرتا۔ انٹرویو ہو رہا ہے شیطان کا۔ ایک بار شیطان نے مسکرا کے کہا تمام فرقوں کو اوّل روز سے بہکا چکا۔ ایک ایک جملہ سنتے جاؤ۔ شیطان اوّل روز سے بہکا چکا، کہاں بہکایا، شیطان نے کہا بہکا دیا تمہیں پتہ ہی نہیں۔ بنیاد تو اصول دین ہیں۔ اوّل توحید، دوسرے عدل، تیسرے نبوت، چوتھے امامت، پانچویں قیامت۔ شیطان نے کہا کہ مسلمانوں کے دیگر فرقوں نے اللہ کو عادل نہ مانا بہکا دیا، نبیؐ کو معصوم نہ مانا بہکا دیا، نبیؐ کے بعد علیؑ کو خلیفہ نہیں مانا بہکا دیا، اب قیامت تک جائیں گے تو کیسے جائیں گے؟ بہکا چکا، ڈیوٹی ختم ہو گئی، ہم نے کہا تو یہ نمازیں، یہ عبادتیں، شیطان نے کہا پڑھا کریں جب اصول درست نہیں تو فروع بے کار۔ ہم نے کہا اچھا انھیں بہکا چکا اُنھیں جہنم کے دہانے پر پہنچا چکا، شیطان نے کہا ہاں اب اطمینان ہے اب پلٹ نہیں سکتے، اب یہ پلٹ کے غدیر کی طرف نہیں آ سکتے اس لئے بہتر فرقوں کے پاس نہیں جاتا۔ ہم نے کہا کہ یہاں ایک جگہ کیوں جم کے بیٹھ گیا ہے، شیطان نے کہا اس لئے کہ یہ بنیاد میں نہیں بہک سکتے، یہ معصوم نبیؐ مانتے ہیں، یہ اللہ کو عادل مانتے ہیں، یہ بارہ امام کو مانتے ہیں تو کیوں نہ نماز میں نمبر کم کرا دوں، روزے میں نمبر کم کرا دوں پتہ ہے کہ یہ بنیاد میں تو بہکیں گے نہیں تو ذرا نمبر کا پی

میں کم کرواوں۔ پریکٹیکل میں کم کرادوں اگر تھیوری میں زیادہ نمبر ہو بھی جائیں تو پریکٹیکل میں تو فیل ہو جائیں، ہم نے کہا اچھا تو پریکٹیکل میں فیل کرنے کے لئے ساری فوج تو نے ادھر لگا دی ہے۔ نماز نہیں پڑھنے دیتا، روزہ نہیں رکھنے دیتا، اچھا تو کر لے یہ بھی کر لے جب بنیاد میں تو بہکا نہیں سکتا، اصول سے تو ہٹا نہیں سکتا فروع میں نمبر کم کرا رہا ہے، اچھا تو سن میرے صاحبِ امر کے جملے سُن، آپ کو جملہ یاد ہے نا، جب چھپ کر بہکانے والا بہکائے تو ایسا ہادی بھی ہو غیب میں جو شیطان کی کاٹ کرتا جائے سمجھو کہاں آ گیا۔ اب میری ذمہ داری نہیں سامنے کتاب بِک رہی ہے، دو سو روپے کی کتاب ہے "علل الشرائع" شیخ صدوق کی کتاب ہے، وہ علتیں شریعت کی جو سمجھ میں نہ آئیں ان علتوں کو معصومؑ کے ذریعے شیخ صدوق نے سمجھایا مثلاً کسی نے کہا آدمؑ اور حواؑ کی نسل کیسے آگے بڑھی لوگوں نے کہا بھائی اور بہن میں شادی۔۔۔۔۔۔، امامؑ نے فرمایا غلط یعنی اس علت کو سمجھایا شریعت کیونکہ ایسا نہیں ہوتا شریعت الٰہی اوّل سے آخر تک ایک رہتی ہے اگر آج حرام ہے بہن بھائی کی شادی تو اس وقت بھی حرام تھی جہاں پہ مسائل حل کرنا ہے کتاب پڑھتے جائیں۔

امامِ صادقؑ سے پوچھا گیا یہ آپ کے شیعہ بہت گناہ کرتے ہیں، مجھ سے نہ پوچھے گا امامؑ بیان کر رہے ہیں، صدوق لکھ رہے ہیں اعلم ہیں صدوق ۳۵۰ کتابوں کے مصنف ہیں، امام زمانہ کی کی دعا سے پیدا ہوئے تھے بابویہ قمی نے امامؑ کو خط لکھا تھا میرے یہاں کوئی فرزند ہوگا امامؑ نے جواب دیا دو بیٹے ہوں گے بڑا بیٹا شیخ صدوقؒ چھوٹا حسین، بہت بڑا عالم بنے گا۔ ہمارے مذہب و شریعت کی ترویج کرے گا خط چھپا ہوا موجود ہے۔ اب اس سے زیادہ میں کیا بتاؤں کہ شیخ صدوق کیا ہیں وہ لکھ رہے ہیں امامؑ کے حوالے سے، راوی نے پوچھا آپ کے شیعوں کی نمازیں کم، روزے کم، حج کم، جب وہ محشر میں آئیں گے تو دوزخ میں جائیں گے کہ جنت میں؟ امامؑ نے فرمایا

عقیدہ اگر مستحکم ہوگا اگر ولایت کو مانتے ہوں گے تو وہ جنت میں جائیں گے کہا جو فروع کم ہوں گے نامۂ اعمال میں، امامؑ نے فرمایا وہ بہتر جو جہنم میں جائیں گے ان کی نمازیں ضائع نہیں ہوں گی، ان کے روزے ضائع نہیں ہوں گے ان کے حج ضائع نہیں ہوں گے ترازو میں اٹھا اٹھا کے رکھ دیئے جائیں گے۔ اب دعائیں دیا کرو خوب پڑھو نماز، خوب روزے رکھو، ہر سال حج کیا کرو۔ کم ہو رہے ہیں ادھر۔ فرشتے اٹھا کر اُدھر سے اِدھر ترازو میں نماز روزے رکھ دیں گے۔ موضوع نکل آئے گا، اپنی حقیقت حال اپنے پیکر میں محشر کے دن آئے گی نماز، نماز روح ہے اپنی اصلی شکل میں آجائے گی، جب اصلی شکل میں آئے گی تو خود بخود چلتی ہوئی اس پلّے میں جائے گی جہاں دیکھے گی ولایت ہے۔ نماز جاتی ہی وہیں تھی، رُک جاتی تھی ہر ایک کے پاس نہیں رکتی وقت گیا تو گیا، وقت گیا تو گیا ہر ایک کا انتظار نہیں کرتی لیکن علیؑ کے زانو پر نبیؐ کا سر تھا نماز کھڑی تھی کب پڑھو گے یا علیؑ کب پڑھو گے۔

اب آفتاب پلٹے، پڑھی جائے تو جائے، لوگ نماز کے وقت کا انتظار کرتے ہیں نماز ان کا انتظار کرتی ہے تو وہاں کی طرف ارادہ ہے، وہاں کی طرف سفر ہے ایک منزل اور پھر اس کے بعد دوسری منزل جب تک بات کامل نہ ہو جائے۔ سوال بہت سارے ذہن میں اٹھیں گے ابھی تو بہت لطف لے رہے ہیں لیکن اسی مجمع سے ہوگا کہ دیکھیے کیا نماز روزے کے خلاف پڑھ گئے، ایک لفظ بھی خلاف نہیں کہا نہ منکرِ نماز ہوں میں، نہ منکرِ روزہ۔ سب سے بڑا رکن ہے اسلام کا نماز، عمل میں نماز سے بڑا کوئی ثواب نہیں۔ اعلان کر رہا ہوں منبر سے اس سے بڑی عبادت کوئی نہیں، لیکن خیال رہے، ذہن میں رہے، یہ مسئلہ کیا ہے معصومینؑ نے کہا شفاعت کی منزل پہ ہم ہوں گے، ہم بخشوائیں گے، رسولؐ نے، علیؑ نے کہا گھبرانا نہیں میں ہوں گا صراط پہ، میزان پہ، فاطمہؑ نے کہا گھبرانا نہیں میں شفاعت کروں گی تو کس کی شفاعت کریں گی آپؑ؟ کس بات

کی سفارش کریں گے آپؐ یارسولؐ اللہ؟ یہ سب نمازی ہیں، روزے دار ہیں مولویوں نے انہیں عادی بنایا ہے نماز کا، ان کی عبادتیں نہیں جاتیں، نہیں چھوٹیں یہ سب متقی ہیں جب متقی ہیں، تو بس جائیں گے سیدھے دروازہ کھولو تمہیں کسی سے مطلب نہیں یہ سیدھے گئے جنت میں۔ اب شفاعت کس کی کریں گے رسولؐ اللہ آپ، علیؑ آپ کسے بخشوائیں گے؟ یہ وعدہ یہ بتا رہا ہے کہ کچھ کمی رہ جائے گی تو میں ہوں، شفاعت آواز دے رہی ہے گھبراتا نہیں۔ معنی یہ نہ لینا کہ اب تو سب چھوڑ کر بیٹھ جاؤ شفاعت تو ہو ہی جائے گی نہیں بھول سے جو رہ جائے گا۔ ہاں تو وہ کہیں گے ہاں ہم ہیں شفاعت کی منزل پر ہم لے کر جائیں گے۔ آیا راوی چھٹے امامؑ کے پاس کہا آپ کو پتہ ہے آپ کے شیعہ، شرابی جواری ہیں یہ غیبتیں کرتے ہیں ارے کون سا عیب ہے جو آپ کے شیعوں میں نہیں، امامؑ سر جھکائے بیٹھے ہیں، بولتا جا رہا ہے، بولتے بولتے جب چپ ہو گیا اب امامؑ نے سر اٹھایا، کہہ چکا قدر کرو اپنی قدر کرو شبِ قدر کے ذکر پہ قدر کرو کیسے رہنما مل گئے ہیں، نصیب نہیں دنیا کو، عیسیٰؑ کو اس لئے بھیجا جائے گا کہ یہ جو بھٹک گئے اُنھیں راہِ حق دکھاؤ، آتے ہی سب سے پہلا کام یہ کریں گے کہ عیسائیوں کو اسلام پہ لائیں گے۔ سب سے پہلے دنیا سے سؤر کا خاتمہ کریں گے، دجال کو قتل کریں گے اس کے بعد بیٹھ کر گفتگو کریں گے امام مہدیؑ بیعت کرو تم سب غلط تھے، تمھارا دین غلط تھا، یہ وہ قوم ہے جو مجھے زندہ مانتی ہے اور تم مجھے مردہ مانتے رہے، عیسیٰؑ کہیں گے امام زمانہؑ کے سامنے اور جنرل ہوں گے فوج کے، نبوت جہاں بادشاہِ امامت کے لشکر کو کمانڈ کرے گی، یہ دکھائے گی قدرت اچھا تو پھر اختیار کو تو سمجھو۔ امام صادقؑ نے فرمایا کہ تو کہہ چکا، راوی نے کہا ہاں کہہ چکا اچھا تو پھر باہر جا کر سب سے کہہ دو جن کا نمائندہ بن کر آیا ہے ان سے جا کر کہہ دے وہ یہ سب کرتے ہیں میرے شیعہ پھر بھی، اس کے باوجود وہ میرے ہیں میں ان کا ہوں کیوں اس لئے کہ شیطان عقیدے میں ان کو بہکا

نہ سکا۔ عقیدے پہ ثابت قدم رہنا بڑا مشکل تھا اس لئے پہلا سورہ، سورۂ الحمد پڑھیئے **صراط المستقیم، صراط الذین، انعمت علیھم** یہ بار بار جو کہا جارہا ہے صراطِ مستقیم، صراطِ مستقیم، یہ میرے اپنے اس لئے ہیں کہ صراطِ مستقیم پر ہیں، جو صراطِ مستقیم سے ہٹ گئے کیا انھیں اپنا کہوں، جو صراطِ مستقیم پر ہیں وہی میرے اپنے ہیں اور میں ان کا ہوں تو گھبرانے کی کیا بات ہے کیا یہ کم بات ہے کہ دنیا سے لڑ کر یہ کہنا کہ امام زمانہؑ ہیں، ساری دنیا سے ہم لڑ رہے ہیں اور کہہ رہے ہیں امامؑ موجود ہیں، ساری دنیا کہہ رہی ہے کہاں ہیں؟ اور ہم کہہ رہے ہیں کہ امام ہیں، جگہ بھی ہے آتے بھی ہیں تاریخ نے اُن کی لکھتے لکھتے خود ہی لکھ دیا ۳۰۷ھ میں حجرِ اسود اٹھالے گئے راوی کہتا کہ میں چلا اطلاع ملی حجر اسود واپس لے لیا گیا ہے کعبے میں نصب کیا جائے گا میں چلا ایک خط لے کر ایک عالم کا، خط کی تفصیل پھر بیان کروں گا اس لئے کہ معصومؑ نے فرمایا کہ اگر حجرِ اسود اپنی جگہ سے ہٹ جائے تو جب صحیح جگہ پر نصب کیا جائے گا تو سوا معصومؑ کے کوئی نصب نہیں کرسکتا۔ راوی کہتا ہے کہ مجھے اطلاع ملی چلا اور کعبے پہنچا۔ امرا آئے، رؤسا آئے، شہزادے آئے حجر اسود کو جب بھی اٹھاتے لرز کر گر جاتا ایک بار ایک خوبصورت نوجوان نمودار ہوا ایک طرف سے، وہ آگے بڑھا حجر اسود کو اس نے اٹھایا اور اپنی جگہ پہ رکھ دیا وہ جم گیا آج تک رکا ہوا ہے۔ راوی کہتا ہے وہ چلے میں پیچھے چلا میں نے خط دیا امام زمانہؑ نے خط کو پڑھے بغیر جواب دیا کہ یہ کہہ دینا۔ اب وہ مسلسل خطوط علما اور نائبین کے نام، پہلے نائب آپ کے عثمان بن سعید اسدی پھر محمد بن عثمان بن سعید اسدی پھر حسین بن روح پھر علی بن محمد سمری آخری نائب ہیں۔ بہتر سال نائبین کا سلسلہ رہا۔ آخری نائب کو لکھا ۶ دن تمھاری موت میں رہ گئے ہیں بہتر واں سال ہے بس اب تم نہ مل سکو گے اب ہم جب چاہیں، جس سے چاہیں گے ملیں گے گھبرانا نہیں چاہنے والوں سے کہہ دو غفلت نہیں برتی جائے گی۔ سب پہ نظر رہے گی ہم جہاں

چاہیں گے ہجرتیں کروائیں گے حفاظت ہم کریں گے جگہ بدلتی رہے گی۔ تم پریشان نہ ہونا لیکن نیابت ختم ہو رہی ہے، اب ہم جو عریضہ پھینکتے ہیں حسین بن روح کے نام پہ پھینکتے ہیں۔ یہاں تک وہ علما کا دور بہت سی ملاقاتیں ہیں آج کی حد تک یہ بیان کردوں کہ۔ مجلسی نے اور حلّی نے بہت سے مسائل پوچھے علامہ حلّی کا یہ عالم دل میں سوچ بھی لیں کوئی مسئلہ اور راستے میں نکل جائیں ساتھ میں کوئی آجائے یہ سوچ رہے تھے یہ ہے جواب بتایا اور چلے گئے کہا کہ مولا یہ بار بار سوال پوچھتے ہیں لوگ، حسینؑ نے گھر لٹا دیا تھا سب لٹا دیا ربّ نے، انھیں کیا ملا، حسینؑ کو دیا کیا ربّ نے، علاّمہ حلّی سوچ رہے ہیں گھوڑے پر سوار صحرا میں قریب ایک گھوڑے سوار کا چہرہ دیکھا حلّی کیا سوچ رہے ہو جواب سنو گے جاؤ جا کے سمجھا دو، مثالوں سے بات قرآن میں بھی سمجھائی گئی ہے بس یوں سمجھو ایک شہزادہ شکار کھیلتا جنگل میں نکل گیا لشکر چھوٹ گیا، راستہ

بھٹک گیا ہرن غائب ہو گیا پلٹ کے دیکھا نہ لشکر نہ وہ جگہ صحرا بیابان، پیاس لگی، بھوک لگی وہاں نہ آدم نہ آدم زاد شہزادہ چلا سامنے ایک خیمہ، جھونپڑا تھا۔ قریب آیا گھوڑے سے اترا دیکھا خیمے میں ایک بوڑھی عورت بیٹھی ہے۔ کمر جھکی ہوئی ضعیف، شہزادے نے جاتے ہی کہا میں پیاسا ہوں، میں بھوکا ہوں اس بوڑھی عورت نے اس کو دیکھا اور کہا یہاں پانی اور کھانے کا سامان کہاں میرے پاس ایک بکری ہے میں بکری کے دودھ اور جنگل کی جڑی بوٹیوں پر گزارا کرتی ہوں یہاں کھانا کہاں ہاں تم میرے مہمان ہو، چلو یہ بکری حلال کرلو اس کے کباب تمھیں کھلاتی ہوں، دودھ پہلے دوہتی ہوں تاکہ کھانے کے بعد پیاس بجھانے کے لئے کام آئے، بکری حلال کی، گوشت کھایا سیر ہوا دودھ پیا واپس لشکر سے جاملا۔ لشکر کو خوشی ہوئی شہزادہ واپس آگیا محل میں پہنچ کر دربار کیا سارے امیروں اور وزیروں کو بلایا۔ وزیر کو قریب بلایا وزیر بڑا دانا ہوتا ہے ایک سوال پوچھا یہ بتاؤ مجھ پہ واقعہ گزرا۔ اگر وہ بوڑھی عورت اپنی بکری اور اس کے دودھ سے میری سیرابی

نہ کرتی تو مر جاتا۔توجہ ہے ناں کون بول رہا ہے ہدایت کیسے ہوتی ہے۔ بہکانے والا اپنا کام کرے ہادی اپنا کام کیئے جا رہا ہے اسی لئے تو مجلسیں باقی ہیں،عقیدہ بدلتا نہیں ہم چھوڑتے نہیں گولیاں چلنے کے باوجود، بموں کے باوجود اب تک تو چھوڑ دینا چاہیے تھا، یہ کس نے روکا ہوا ہے۔ شہزادے نے کہا کیا دے دوں اس عورت کو، وزیر نے کہا خزانے سے کچھ درہم دینار بھجوادیجئے، شہزادے نے کہا تم وزیر ہو کر یہ کہہ رہے ہو تم بتاؤ تم بتاؤ کسی نے کہا اتنا دیجئے۔ کہا تم سب احمق ہو، بے وقوف ہو اس عورت کی پوری کل کائنات ایک بکری تھی اس بکری کے سہارے اپنی دنیا لئے بیٹھی تھی اس نے اپنی پوری دنیا مجھ پر قربان کردی اب میرے اوپر واجب ہے کہ اپنی پوری سلطنت اس کے بدلے میں دے دوں، حسینؑ نے اپنی کُل دنیا اللہ پر سے لٹا دی اللہ نے کُل خدائی حسینؑ کو دے دی اب کیا پریشانی ہے کائنات کا مالک حسینؑ ہے

ایسے ہی نہیں کائنات کے مالک بن گئے مرزا دبیرؔ کہتے ہیں:۔

بے جاں ہوئے جو رن میں مددگارِ پنجتنؑ کوثر پہ تشنہ لب گئے انصارِ پنجتنؑ
تاراج دفعتاً ہوا گلزارِ پنجتنؑ اک دوپہر میں لٹ گئی سرکارِ پنجتنؑ
تدبیر فوج میں ہوئی قتلِ امامؑ کی
پیاسے پہ دوپہر کو گھٹا چھائی شام کی

وہ پیاس کا عروج وہ خورشید کا زوال بے چتر و سایہ دھوپ میں تھا نورِ ذوالجلال
سینے میں داغ پیاروں کے دل کو غم وملال خالق سے عرض کرتے تھے یوں شاہِ خوشخصال
ابنِ بتولؑ و سبطِ رسالتؐ پناہ ہوں
مولا گواہ رہیو کہ میں بے گناہ ہوں

واقف ہے تو کہ تارکِ دنیا ہوں اے کریم بچپن سے بہرِ ذبح مہیا ہوں اے کریم
مہماں ہوں اور نہر پہ پیاسا ہوں اے کریم قاتل ہیں چار لاکھ میں تنہا ہوں اے کریم

شوقِ وصال میں مرا دِل سب سے سیر ہے
میں مستعد ہوں وقتِ شہادت میں دیر ہے

سب فوج قتل ہوگئی اک میں جیا تو کیا　　اب ظالموں نے رحم بھی مجھ پر کیا تو کیا
پہلے تو پانی بند کیا اب دیا تو کیا　　کنبہ ترس کے مرگیا میں نے پیا تو کیا

بیچارگی کے وقت میں تو چارہ ساز ہے
بندہ نیاز مند ہے تو بے نیاز ہے

سب نورِ چشم سامنے آنکھوں کے مرگئے　　عباسؑ خاتمہ مرے لشکر کا کر گئے
قاسمؑ کو ماں پکار رہی ہے کدھر گئے　　اکبرؑ بھی نامراد جہاں سے گذر گئے

شش ماہا سو رہا ہے مرا قتل گاہ میں
اچھی کمائی تھی کہ لٹی تیری راہ میں

آگاہ ہے تو حال سے بندے کے اے خدا　　بھائی بھتیجے بھانجے بیٹے ہوے جدا
شکرِ خدا کہ بندے نے شکوہ نہیں کیا　　امیدوار ہوں کہ صلہ اس کا ہو عطا

جو مجھ پہ اشکبار ہوں ان کو گہر ملیں
جنت میں اہلِ بیتؑ کے شیعوں کو گھر ملیں

معبود پہ کھل جائے گا بندے کا نیاز آج　　محراب میں خنجر کے پڑھوں گا میں نماز آج
پُرخوف ورجا ہے بہت اے بندہ نواز آج　　توشہ نہیں اور ہے سفرِ دُور و دراز آج

الفت میں سکینہؑ کی کہیں دھیان نہ ہٹ جائے
سر کٹنے کی ساعت بھی تری یاد میں کٹ جائے

ناگاہ ندا پردۂ قدرت سے یہ آئی　　شاباش کہ تسلیم و رضا خوب دکھائی
بندے تجھے ہم نے کیا مختار خدائی　　خاصانِ خدا کرتے ہیں یوں عقدہ کشائی

پیارے بھی مصاحب بھی فدا کر دیئے تو نے

اقرار تھا یک سر کا بہتر دیئے تو نے

بس بس کہ خدا اب ترا شرماتا ہے شبیرؑ کیوں میرے حضور آنے سے تھراتا ہے شبیرؑ

طالب ہوں میں جس ہدیہ کا تو لاتا ہے شبیرؑ بندوں کا مجھے عجز پسند آتا ہے شبیرؑ

تو عذر کو تحفہ میرے درگاہ کا سمجھا

میں رتبہ ترا سمجھا تو اللہ کا سمجھا

کل حشر کی شاہی تمہیں ہم بخشیں گے شبیرؑ دیکھو گے جو کچھ عز و حشم بخشیں گے شبیرؑ

آپ اپنے غلاموں کو اِرم بخشیں گے شبیرؑ خُلد اپنی کنیزوں کو حرم بخشیں گے شبیرؑ

یک نور کے منبر پہ جلوس آپ کریں گے

اور گرد وہ ہوں گے جو محبت میں مریں گے

لو ختم ہوئی تقریر، چھوٹے سے تھے نانا نے محضر پڑھ کر کہا حسینؑ گھر لٹے گا، کہا نانا منظور، بیٹا علی اکبرؑ مارا جائے گا کہا منظور، اصغرؑ کے گلے پر تیر لگے گا، منظور، عباسؑ مارے جائیں گے کہا منظور ایک بار نانا نے آواز دی حسینؑ بہن زینبؑ کے سر سے چادر چھنے گی چھوٹا سا بچہ سر جھکا کر چپ ہو گیا بے اختیار جبرئیلؑ نے کہا جلدی پوچھئے اگر منظور نہیں تو کربلا سے یہ واقعہ ہٹا دیا جائے ایک بار نانا نے پوچھا حسینؑ اللہ چاہتا ہے یہ واقعہ کربلا سے ہٹا دے کہا نہیں نانا بس اتنا بتایئے یہ واقعہ میری زندگی میں ہوگا کہ میرے بعد، کہا بیٹا جب تیرا لاشہ پامال ہوگا تو زینبؑ کی چادر چھنے گی کہا نانا منظور زینبؑ کی چادر بھی چھن جائے۔

مجلسِ چہارم

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ؕ

ساری تعریف اللہ کے لیے دُرود و سلام محمدؐ وآل محمدؐ پر

عشرۂ چہلم کی چوتھی تقریر آپ حضرت سماعت فرمارہے ہیں

بانیانِ عشرہ رضا برادران میں سے جناب کمال رضا صاحب کا پیغام ہے آپ کے لئے کہ بارش کے آثار ہیں لیکن اس کے باوجود مجالس جاری رہیں گی اور سترہ صفر کو اگر بارش ہوئی بھی تب بھی تابوت امام رضا علیہ السلام ضرور برآمد ہوگا۔

عنوان تقریر کا علم ہے آپ کو اور ہم نے کل جس مقام پر اپنی گفتگو کو روک کر ایک دوسرا رخ اختیار کیا تھا ہم پھر اسی مقام سے اپنی گفتگو کا آغاز کرتے ہیں۔

محمد بن ادریس راوی ہیں، امام کے معتمد ہیں، صحابی ہیں کہتے ہیں کہ میں اس ارادے سے گیا کہ اپنی سیّد و سردار ملکہ عصمت حضرت حکیمہؑ خاتون سے دریافت کروں گا کہ اب گیارھویں امام کے بعد حجت خدا کون ہے؟ وہ کہتے ہیں کہ جب میں نے دربان کو اطلاع کی تو اندر سے پیغام ملا کہ شاہزادی پردے کے پیچھے ہیں تم گفتگو کر سکتے ہو، ''بحارالانوار'' میں علامہ مجلسی نے پورا واقعہ تفصیل سے لکھا ہے۔ کہتے ہیں کہ میں نے پوچھا کہ اب اس زمین پر حجت الٰہی کون ہے وہ فرماتی ہیں'' پیغام دو میری قوم کو، امت کو کہ اگر زمین حجت الٰہی سے خالی ہو جائے تو قیامت آجائے لازمی ہے کہ ہر دور میں حجتِ خدا اس ارض پر موجود رہے، میری بات غور سے سنو اور یاد رکھو میں بول رہی

ہوں امام کی بیٹی، امام کی بہن، امام کی پھوپھیؑ امامت سوا حسنؑ و حسینؑ کے اب کبھی دو بھائیوں میں نہیں ہوگی، حسنؑ و حسینؑ دو بھائیوں کو امامت اس لئے ملی کہ فضیلتوں میں دونوں برابر تھے اس لئے اللہ نے دونوں بھائیوں کو امام قرار دیا۔ گفتگو کا پس منظر سمجھانے کی ضرورت نہیں ذہن میں رکھئے کہ گیارھویں کے بعد لوگوں کی توجہ ہوگئی ہوگی امام کے بھائیوں کی طرف کہ ہوسکتا ہے کہ دوسرا بھائی امام بنے۔ جب حجت پردے میں ہے اس لئے گفتگو کا آغاز بی بی نے یہاں سے کیا کہ سوائے حسنؑ و حسینؑ کہ اب امامت کبھی دو بھائیوں میں یک جا نہ ہوگی، فضیلتوں میں دونوں برابر تھے اس لئے دونوں نے امامت پائی لیکن اللہ نے، قضا اور قدر کے مالک نے حسینؑ میں اس فضیلت کو قرار دیا کہ ان کی اولاد میں امامت جائے اور حسنؑ کی اولاد سے حسینؑ کی اولاد افضل قرار پائی اس لئے امامت حسینؑ کی نسل میں قیامت تک رہے گی'' اس کے بعد فرماتی ہیں تفصیل سے کہ کون کس کے بعد امام ہوا اور کہتی ہیں کہ پندرہ شعبان کی رات تھی کہ جب میں اپنے گھر کا ارادہ کر چکی تھی کہ جب میرے بھتیجے نے مجھ سے کہا کہ آج کی رات مت جایئے اور اسی حجرے میں قیام کیجئے میں نے پوچھا کیوں کہا اس لئے کہ آج کی رات اس گھر میں ایک چراغ روشن ہونے والا ہے جملہ آ گیا تشریح کر دوں حضرت امام جعفر صادق سلام اللہ علیہ والصلوٰۃ بزم میں تشریف فرما ہیں کہ ایک بار ذکر چھڑ گیا حضرت حجت کا ذکر فرماتے فرماتے اصحاب سے کہا سنو'' جس رات مہدیؑ پیدا ہوں گے مدینے کے محلہ بنی ہاشم کے ایک مکان میں، جس مکان کا نام ''بیت الحمد'' ہے اس رات ایک چراغ روشن ہوگا اللہ اس رات سے لے کر قیامت تک وہ چراغ کبھی بجھے گا نہیں، مدینے کے محلہ بنی ہاشم میں مکان موجود ہے چراغ جل رہا ہے چراغ بھی غیب میں مکان بھی غیب میں''۔

امام کے گھر کا نام ہے ''بیت الحمد''، مکان محلۂ بنی ہاشم میں مدینے میں ہے۔

ڈھونڈو تلاش کرو اللہ چاہے تو مکان کو چھپا دے، صاحب مکان کو بھی چھپا دے۔ آدمؑ سے جب کہا اللہ نے کعبے کا طواف کرو تو آدمؑ کہنے لگے کعبہ کہاں ہے کعبہ تو ابراہیمؑ نے بنایا ہے اور اللہ آدمؑ سے کہہ رہا ہے کہ کعبے کا طواف کرو تو پتہ چلا غیب میں مکان ہو تب بھی طواف کا حکم ہوتا ہے اللہ حکم دیتا ہے تو مکان نظر نہیں آتا لیکن مکان موجود تھا، مکان کا آدمؑ نے طواف کیا، مکان پانچ ہزار برس کے بعد بنا طواف پہلے کیا گیا تو مکان بھی غیب میں جاتا ہے صاحبِ مکان بھی غیب میں جاتا ہے۔ جب لامکان خود غَیب میں ہو تو مکان اور صاحبِ مکان کی غَیبت پر کیا حیرت ہے۔

حکیمہ خاتون فرماتی ہیں ''ایک چراغ روشن ہوگا میں رک گئی اس لئے کہ ایک برس پہلے جب مجھ سے میرے بھائی نے کہا تھا کہ اب وہ وقت قریب ہے اس لئے آپ نرجسؑ خاتون کو دلہن بنا کر رخصت کیجئے حسن عسکریؑ کے ساتھ تو میں نے اپنے ہاتھ سے دلہن بنا کر نرجسؑ کو رخصت کیا تھا، سال کامل ہو رہا تھا کہ اس رات مجھے رکنے کا حکم دیا گیا جب میں نرجسؑ کو رخصت کرنے کے بعد پہلی مرتبہ ان کے گھر گئی تو جب تک نرجسؑ میرے پاس تھیں میری خدمت کرتی تھیں لیکن جب رخصت ہوگئیں اور جب میں پہنچی پہلی بار اور عادت کے مطابق جب میں اپنے موزے اُتارنے لگی تو نرجسؑ آگے بڑھیں تاکہ میرے موزے اتاریں پیروں سے تو میں نے نرجسؑ کے ہاتھوں کو پکڑ کر کہا اب تم ملکہ ہو اس لئے کہ پیشانی کا نور یہ بتا رہا ہے کہ وہ دن قریب آگیا اور وہ رات آئی''۔

وہ رات آئی کل یہاں تک بیان کیا تھا کہ:-

حجرہ تمام مطلعِ انوار ہو گیا

پردہ نور کا سامنے سے ہٹا تو امامؑ کو حکیمہؑ خاتون نے امام زمانہؑ کو سجدے میں دیکھا، آیات پڑھتے ہوئے پایا بچہ گود میں اٹھا کر امام کو دیا گیا امامؑ نے پیشانی کو بوسہ دیا اور

جیسے ہی پشت پر نظر گئی تو سورۂ بنی اسرائیل کی آیت پشت پر لکھی ہوئی تھی:-

جاءُ الحق و زھق الباطل اِنّ الباطلُ کان زھوقاً

حق آ گیا باطل مٹ گیا اور باطل تو مٹنے ہی کے لئے ہے

آیت لکھی ہوئی ہے آپ کے ممدوح کی پشت پر وہیں پر مہر امامت لگی ہوئی ہے، جس طرح خود فرماتے ہیں سرکار دو عالم کہ میری شکل، میری صورت، میری قامت، میرا قد، میری رفتار، میری گفتار جس طرح میری پشت پر مہر نبوت ہے میرے آخری کی پشت پر مہر امامت ہوگی۔ بخاری، مسلم یہ وہ تمام کتابیں، یہ جو کچھ بھی پڑھا جا رہا ہے اس کا ایک ایک لفظ شیعہ سنّی کتب میں متفق ہے۔ امام مہدیؑ ایک ایسا موضوع ہے جس میں کوئی اختلاف نہیں، کسی فرقے میں ایک لفظ کا بھی فرق نہیں یہ عجیب بات ہے کہ آپ انتظار میں بیٹھے ہیں کہ وہ آئیں گے اور دوسرے اس انتظار میں ہیں کہ پیدا ہوں گے یہ فرق کتنا ہے بس اتنا فرق ہے کہ آپ کہتے ہیں راستے پر قائم رکھ، مسلمان کہتے ہیں راستہ دکھا'' بس اتنا فرق ہے اب چونکہ دیکھئے بات آ گئی مُہرِ امامت کی اور مُہر نبوت کی ایک نکتہ آپ کو سنا دیں شاید آپ لطف اندوز ہوں اور جس کی بات ہے اس کو بھی ثواب پہنچے چونکہ یاد آ گئی تو اب سنا ہی دیں۔

مولانا ابن حسن نونہروی اعلی اللہ مقامہ' خطیب اعظم تھے کیا کہنا اکثر ذکر کیا ہے میں نے ان کا معراج پڑھ رہے تھے دیکھئے معراج میں، اب کہاں مہر نبوت، کہاں مہر امامت اور کہاں معراج کتنی دور ہے موضوع لیکن اچانک معراج پڑھتے پڑھتے عجیب نکتہ پیش کیا کہ اس مقام پر نبیؐ پہنچ گئے کہ جہاں جبرئیلؑ امیں رُک گئے تو حضورؐ نے فرمایا رُک کیوں گئے کہا اب ایک قدم بھی آگے بڑھا تو جل جاؤں گا تو اب یہاں جملہ دیتے ہیں کہ نبیؐ کا مقام وہ ہے کہ اگر ملک بھی وہاں چلا جائے تو جل جاتا ہے تو اگر عرب کا بدّو چلا جائے تو کیا ہو۔ نکتہ، جملے سنتے جائیے، ایک بار جبرئیلؑ رکے کہا یہ مقام

آپ کا ہے، آگے بڑھا تو جل جاؤں گا جبرئیلؑ رکے نبیؐ آگے بڑھ گئے سب جملے انھیں کے ہیں سنتے جایئے اس جملے تک پہنچانا ہے جہاں تقریر کو روکا ہے، کہتے ہیں نبیؐ تو گیا، نظروں سے اوجھل ہو گیا، نبیؐ غیب میں گیا جبرئیلؑ رکے ہیں تو چلئے ذرا جبرائیلؑ سے باتیں ہو جائیں، جبرئیل امین نبیؐ تو گئے غیب میں تم یہاں کیوں رکے ہو کہا آئیں گے، آئیں گے، آئیں گے؟ انتظار کر رہا ہوں جب تک وہ آنہ جائیں میں اپنی جگہ نہیں چھوڑوں گا۔ ہم انتظار کر رہے ہیں جب تک وہ آنہ جائیں، تو ہم نے جبرئیلؑ سے کہا اچھا تم بھی انتظار کرتے ہو ہم بھی انتظار کرتے ہیں، جو نام اس کا ہے وہی نام اس کا بھی، تم بھی محمدؐ کے انتظار میں ہو ہم بھی محمدؐ کے انتظار میں لیکن دونوں میں فرق ہے ذرا سا، تم جس محمدؐ کا انتظار کر رہے ہو اس کی پشت پر بھی مہر نبوت ہے ہم جس کا انتظار کر رہے ہیں اس کی پشت پر بھی مہر امامت ہے بس فرق یہ ہے کہ تم جس کا انتظار کر رہے ہو اس کی مُہر نبوت پر کسی نے قدم رکھے ہیں۔ اور ہم جس کا انتظار کر رہے ہیں اس کی مہرِ امامت پر کوئی قدم نہیں رکھ سکتا۔ وہاں کسی کے قدم نہیں جاسکتے آیت لکھی ہے:۔

جاءُ الحق و زھق الباطل اِنّ الباطلُ کان زھوقاً

امام نے بوسے دیئے اور ایک بار جبرئیلؑ امین نازل ہوئے۔ بچے کو جبرئیلؑ نے گود میں لیا شہید اوّل شہید ثانی دونوں کے حوالے موجود ہیں علما کے، کہ امامؑ کی مہر ثبت روح القدس نے کی دیکھیئے میں منزلوں کو جلدی جلدی طے کر رہا ہوں کل سے میرے پاس بے قراری کے عالم میں دن بھر فون آتے رہے وہ سب موضوع کب شروع کیجئے گا، وہ جزیرہ خضرا، وہ ظہور، وہ لڑائی بھئی جلدی کیا ہے؟ انتظار کرتے کرتے چودہ سو برس ہو گئے آپ پانچ تقریروں کا انتظار نہیں کر سکتے زیادہ تر لوگ وادیٔ خضراء کی فرمائش کر رہے ہیں، تقریر ہوگی انشاءاللہ شاید آج ہی ہم شروع کر دیں۔ موضوع کامل تو نہیں ہوگا چونکہ جلدی ہے دیکھیئے سب موضوع آئیں گے ایک ترتیب کے ساتھ، اگر

بچوں کو پوری حیات ذہن نشیں ہو، پہلے دن جملہ کہا تھا کہ جس نے زمانے کے امامؑ کو نہ پہچانا مر گیا جہالت کی موت مر گیا تو ہم چاہتے ہیں کہ پہچان محفوظ رہے ذہنوں میں۔ چالیس دن مسلسل جبرئیل امین امامؑ کو لے جاتے تھے اور دودھ پینے کے لئے امام ماں کے پاس واپس آتے تھے جب پہلے دن جبرئیل لے گئے تو نرجسؑ خاتون کے چہرے پر بچے کی جدائی کا ملال نمایاں ہوا تو اس مقام سے قرآن کی آیت پڑھی امامؑ نے کہ جب مادر موسیٰؑ سے اللہ نے کہا کہ بچے کو نیل دریا کے حوالے کر دو اور اس کے بعد اللہ نے کہا گھبرانا نہیں اُمّ موسیٰؑ ہم جلدی بچے کو تم سے ملا دیں گے اور پھر کہا نرجسؑ گھبراؤ نہیں بچہ بغیر تمھارے دودھ کے رہ نہیں سکتا جملہ بھی وہیں سے اُٹھا رہا ہوں کہ موسیٰؑ نے بھی دودھ سوائے ماں کے کسی کا پیا نہیں، گیارھویں منزل پر بھی بتا دیا کہ کبھی یہ نہ کہنا کہ نبیؐ نے حلیمہ کا دودھ پیا تھا، معصومؑ صاحب عصمتؑ کا ہی دودھ پیتا ہے، گھبراؤ نہیں، پریشان نہ ہو لیکن ایک ہفتہ میں اتنا بڑا ہوتے تھے جتنا ایک مہینے میں عام بچہ بڑھتا ہے اور ایک مہینے میں اتنا بڑھتے تھے جتنا عام بچہ ایک سال میں بڑھتا۔ پانچ سال کی عمر میں راوی کہتا ہے کہ اچھے خاصے لگتے تھے۔ امامؑ نے فرمایا کہ امامؑ کی باڑھ عام دنیا کے بچوں سے زیادہ ہوتی ہے اور اس کو پہلے ہی حضورؐ نے فرما دیا تھا اپنی بیٹی کے بارے میں جناب فاطمہؑ کی باڑھ کے بارے میں تفصیل لکھی ہے کہ جناب سیدہؑ کی باڑھ کیا تھی، اپنی ہم عمروں میں شہزادی نمایاں معلوم ہوتی تھیں یہ عصمت کی شان کہلاتی ہے اور عصمت کی پہچان میں سے ایک یہ بھی ہے۔ اب یہ تربیت ہے، یہ تعلیم ہے اب اس کے بعد، جس رات پیدا ہوئے اس کی صبح کو سامرے کے ہر گھر میں امامؑ نے کھانا بٹوایا ایک طرف حجت کو چھپانا بھی ہے، ایک طرف یہ بتانا بھی ہے کہ ظہورِ نور ہو گیا۔ یہ کھانا بٹوانا یہ بتا رہا ہے کہ پتہ چل جائے کہ آج کی رات چاند اُترا ہے ہمارے گھر میں انکار نہ کر دینا کہ گیارھویں امامؑ کے کوئی اولاد نہ تھی اور عجیب بات یہ ہے کہ امامؑ نے، خود نبیؐ

نے حسنؑ و حسینؑ کا ایک عقیقہ کیا لیکن اس امامؑ کے ۳۰۰ تین سو عقیقے ہوئے، یعنی تین سو بار کھانا کھلایا گیا ہے سامرے والوں کو سن لو، سن لو، سن لو، سن لو کہ آج آ گیا، آ گیا جو دنیا کو عدل و انصاف سے بھر دے گا، گھر سے باہر نہیں آتے جو خاص معتمد ہیں، قریبی اصحاب صرف وہ آ سکتے ہیں اور وہ دیکھ سکتے ہیں، چند لوگ ہیں جنھوں نے یہ بتایا کہ ہم گئے تو غلام کو حکم دیا کہ بچے کو لاؤ تو ہم نے بچے کو دیکھا چادر میں لپٹا ہوا بچہ لایا گیا، چہرے سے جب چادر کو ہٹایا تو ہم نے زیارت کی جن لوگوں نے زیارت کی۔ ان لوگوں نے پورا واقعہ بیان کیا کہ ہم نے کب کب دیکھا، کس طرح دیکھا، حکیمہؑ خاتون نے پوری تفصیل بتانے کے بعد یہ فرمایا کہ ''سنو ہر حکم جو میں تمہیں دیتی ہوں اور جو مسائل تم مجھ سے پوچھتے ہو میں ان کے حکم سے جو وہ کہتے ہیں، جو وہ بتاتے ہیں وہ میں تم تک پیغام پہنچا دیتی ہوں، تمہیں سارے مسائل سمجھا دیئے جاتے ہیں اور جو خمس کی رقم آتی ہے وہ ان تک پہنچا دی جاتی ہے۔ پریشانی کی بات نہیں وہ ملتے ہیں، وہ ملاقات کرتے ہیں بہتّر برس تک نائبین رہے، ان کے ذریعے سے بات چیت ہوتی رہی، پیغامات آتے رہے سب سے پہلے نائب عثمانؒ بن سعید اسدی ان کے انتقال کے بعد ان کے صاحبزادے دوسرے نائب ہوئے محمد بن عثمان اسدی ان کے بعد تیسرے نائب حسین بن روح، چوتھے علی بن محمد سمری اور ان کو اطلاع دی گئی کہ ''چھ دن کے بعد تمھارا انتقال ہو جائے گا اب کوئی نائب اپنا میں مقرر نہیں کر رہا ہوں اس لئے کہ غیبت کبریٰ کا دور شروع ہو رہا ہے میرا یہ خط سنا دو سب کو کہ گھبرانا نہیں، پریشان نہ ہونا تم سب پر میری نظر رہے گی میں تمھاری مدد کرتا رہوں گا، مسائل سمجھاتا رہوں گا، ملاقاتیں کرتا رہوں گا جب مصلحت ہوگی میں خود آؤں گا جس سے ملنا چاہوں گا ملوں گا'' خط آ گیا لوگوں کو اطلاع ہو گئی، پوچھا گیا امامؑ سے کہ جب مہدیؑ غیب میں چلے جائیں گے تو لوگوں کو فائدہ کیسے پہنچائیں گے تو امامؑ نے فرمایا آفتاب دیکھا ہے، تو نے

کبھی دیکھا کہ بادلوں میں آفتاب چُھپ جاتا ہے؟ ہاں چُھپ جاتا ہے، تو کیا رات ہو جاتی ہے؟ نہیں روشنی باقی رہتی ہے تو کہا جب تو نے دیکھا کہ آفتاب پردے میں ہے، پھر بھی روشنی باقی ہے اسی طرح امامؑ پردے میں ہے لیکن امامت کی روشنی پھیلی ہوئی ہے، اندھیرا نہیں چھا سکتا، ظلمت نہیں چھا سکتی، مہدیؑ پردے میں رہ کر اسی طرح ہدایت کرتے رہیں گے، ہدایت پانے والے ہدایت پاتے رہیں گے جہاں بھی کوئی ایسا مسئلہ آگیا دعائیں موجود ہیں، استغاثہ موجود ہے اگر چاہتے ہو ملاقات کرنا طریقہ موجود ہے، کوئی بنے تو اتنا متقی، کوئی پیدا تو کرے اتنا تقویٰ۔ بحرین کے بادشاہ کو اس کے وزیر نے چند انار پیش کیئے بادشاہ کو یہ تازہ انار باغ سے آئے ہیں دیکھئے ان پر لکھا ہے **لَا اِلٰہ اِلا اللّٰہ محمّد رسولُ اللّٰہ** اس کے بعد خُلفاً کے نام لکھے تھے وزیر نے بادشاہ سے کہا دیکھئے دین یہ حق ہے، فطرت کی طرف سے، قدرت کی طرف سے اناروں پر لکھا ہے حکمِ الٰہی ہے۔ بادشاہ خوش ہوا کہا اب یہ جو ہمارے ملک میں خارجی ہیں رافضی ہیں ان کو بتاؤ میں تو یہ کہتا ہوں کہ ان کو سب کو قتل کر دو اس لئے کہ ان کا دین ناقص ہے دین حقا یہ ہے قتل کا حکم ہو گیا اب کیا کریں یہ دور تو آتا ہی رہا ہے۔

محمد بن عیسیٰؒ نے کہا دس مومنین آئیں اور جنگل میں چلیں ہم استغاثہ کرتے ہیں قتل ہے، قتل ہے بلانا ضروری ہے، امامؑ تو موجود ہے یہی سوچ کے بحرین والوں نے کہا دس مومنین آئیں دس میں تین کو چنا گیا تین میں ایک محمد بن عیسیٰ کو۔ سجدے میں گر گئے استغاثہ بلند کیا ابھی سجدے سے سر نہیں اُٹھا تھا کہ امامؑ عصر آگئے، شانے پر ہاتھ رکھا کہا محمد بن عیسیٰ سجدے سے سر اٹھاؤ ہم آگئے کیا پریشانی ہے کہا مولاؑ وہ انار کا مسئلہ ہے، کہا جاؤ امیر بحرین سے کہو کہ وزیر کے گھر چلو جب وزیر کے گھر پہنچو تو ایک حجرہ بند ہوگا کہنا اس کا تالا کھلواؤ، یہاں پہنچیں گے تو ہم اس انار کا راز بتائیں گے جب اس حجرے کے اندر جانا تو الماری میں ایک تھیلی رکھی ہے اس تھیلی میں مٹی کے سانچے دو حصے میں بنے

ہوئے اندر کی طرف نام الٹے کندہ ہیں جب درخت میں انار چھوٹے تھے سانچوں کو اناروں پہ چڑھا دیا گیا انار بڑھتے گئے سانچے کے حروف انار پر چھپ گئے اور وہ انار وزیر نے بادشاہ کے سامنے رکھ دیئے، محمد بن عیسیٰ سلام کر کے واپس آئے امیر بحرین سے کہا وزیر کے گھر میں فلاں حجرے میں چلیئے تھیلی منگائی گئی اس میں تین سانچے مٹی کے ان پر سب کچھ لکھا ہوا ہے یہ انار پہ چڑھائے گئے تھے امامؑ نے جاتے جاتے کہا محمد بن عیسیٰ جا کر امیر بحرین سے اور وزیر سے کہہ دینا کہ اب اس امامؑ زمانہ کا معجزہ دیکھو یہ انار جو پیش کیے گئے ہیں انھیں توڑ کر تو دیکھو توڑ کر دیکھو اب جو انار توڑے گئے تو اندر سے دھواں نکلا اگر نام بھی پھل پر چھپ جائے تو پھل جہنم کا دھواں بن جاتا ہے۔ کتنی عجیب بات ہے لا الہٰ بھی لکھا تھا محمد رسولؐ اللہ بھی لکھا تھا پتہ چلا اگر علیؑ نہ ہو تو دونوں Withdraw ہو جاتے ہیں، ہم ہیں ہی نہیں یا تم نہیں یا ہم نہیں اگر علیؑ نہیں۔

محمد بن یعقوب کلینیؒ نے امام زمانہؑ کا ایک خط کا تذکرہ کیا ہے، اس خط کو شہید ثالث نے ''مجالس المومنین'' میں شامل کیا ہے۔

امام سے پوچھا گیا تھا کہ غَیبت کے زمانے میں لوگ امامؑ سے کس طرح فیض یاب ہوں گے؟

امام مہدی علیہ السلام جواب میں ارشاد فرماتے ہیں:۔

''اور تم نے دریافت کیا ہے کہ میری غَیبت میں لوگ مجھ سے فائدہ کیسے حاصل کر سکیں گے تو لوگ میری غَیبت میں بھی میرے وجود سے اسی طرح فائدہ حاصل کریں گے جس طرح سورج بادلوں کی اوٹ میں چھپا ہوا ہو تو بھی لوگ سورج کی روشنی سے محروم نہیں ہوتے۔ اسی طرح میری غَیبت کے دوران میں بھی لوگ میرے وجود کی پاکیزہ کرنوں سے فائدہ حاصل کرتے رہیں گے اور میں اہلِ زمین کے لیے اسی طرح سے باعث امان ہوں جیسا کہ ستارے اہلِ آسمان کے لیے باعث امان ہیں''

شہید اوّل، شہید ثانی، شہید ثالث، شہید رابع پر میری کتاب آئی ہے چاروں شہداء پر اسے دیکھئے گا تو آپ کو اندازہ ہوگا کہ کیسے ان علماء نے کام کیئے اور کیسے مدد ہوئی یہ سلسلۂ گفتگو کا جاری رہے گا میں چاہتا تھا چونکہ بہت فرمائشیں ہیں اس لئے اس سلسلے کی ایک کڑی آپ کو سنا دیں جدید یعنی یہ تو پچھلی صدیوں کا واقعہ تھا Latest ابھی حال کی بات بتاتے ہیں آپ کو، نیو یارک ٹائمز بڑا اخبار ہے امریکہ کا اس کا ایک تراشہ سناتے ہیں ہم آپ کو۔

بڑے بڑے بازار ہیں نیو یارک میں، ایسی بھی مارکیٹ ہے کہ جس میں مختلف تجارتی کمپنیوں کے درمیان ایک لمبی چوڑی دکان ہے کفنوں کی، بعض دکانیں ایسی ہیں کہ جس میں دنیا کے ہر ملک، ہر قوم کا کفن مل جاتا ہے، ترقی یافتہ ملک ہے ایک ایسا دکان دار بیان دے رہا ہے اخبار کو، کہتا ہے میری دکان میں پیچھے صابون کی بھٹی اور ایجنسی تھی آگے کفن کی، دکان میں ایک آدمی آیا بہت خوبصورت شکل وشمائل کا میں نے اس کا سراپا دیکھا اس نے آتے ہی کہا عربی کفن دو، میں نے اسے عربی کفن دیا پوچھا اس نے تم عرب کے تو نہیں لگتے تم ایران وعراق کے بھی نہیں لگتے کس ملک سے تمھارا تعلق ہے۔ کہا، نہیں ہم عرب، ایران، عراق کے نہیں ہیں تو اس نے کہا تم ہمارے ملک کے بھی نہیں لگتے۔ کہا نہیں ہم یہاں کے بھی نہیں، تو اس نے کہا پھر کہاں کے ہو۔ کہا، ہم گرین لینڈ کے رہنے والے ہیں۔ کہا، وہ تو چھوٹے چھوٹے جزیرے ہیں، ان میں سے کس جزیرے کے ہو۔ کہا، نہیں ہم جزیروں کے نہیں خاص گرین لینڈ کے ہیں۔ کہا، وہاں تو کوئی جا نہیں سکتا شاید وہاں کوئی آبادی بھی نہیں۔ کہا، ہم وہیں رہتے ہیں تو اس نے کہا وہاں کس کی حکومت ہے کہا ہمارے امام کی کہا، کون ہے تمھارا امام۔ کہا، امام مہدیؑ ہمارے امام ہیں۔ کہا، کفن یہاں لینے کیوں آئے ہو۔ کہا، امامؑ کا حکم۔ کہا، آئے کیسے۔ کہا، ساحل پر ہمارا جہاز کھڑا ہے۔ کہا ہم وہاں سیر کے لئے جا سکتے ہیں۔ کہا، نہیں

بغیر اجازت تم وہاں نہیں جا سکتے۔ کہا، اِذن تم دلا سکتے ہو۔ کہا، ہم پوچھ سکتے ہیں ساتھ چلو، جہاز دیکھا تو اس دکان دار نے کہا، یہ جہاز کیسا ہے پورا سفید رنگ کا جہاز کسی ملک کا ایسا جہاز نہیں ہے اتنا خوبصورت، جہاز۔ کہا ہم تو ہفتے میں کئی بار اسی پر آتے ہیں تمھارے ملک میں۔ کہا، تو پھر ہم کیسے جائیں کہا تم ٹھہرو ہم کفن پہنچا کے آتے ہیں ابھی اور پھر اگر اجازت ہوئی تو ہم تمہیں لے جائیں گے۔ جہاز چلا گیا، غائب ہو گیا دوکان دار کہتا ہے کہ میں انتظار میں تھا کہ تھوڑی دیر کے بعد آیا وہی شخص جہاز سے اترا۔ کہا، ہم نے پوچھا تھا وہاں سے تمھارے آنے کی اجازت نہیں ملی۔ کہا کیوں کہا اس لئے اجازت نہیں ملی کہ تم جب یہ کہہ کر چلے کہ ہم ان کی حکومت میں جائیں گے زبان سے تو تم نے یہ کہا اور دل میں یہ سوچتے ہوئے آئے کہ دکان تو ملاقات کے اشتیاق میں چھوڑ آیا ہوں کہیں ایسا نہ ہو کہ صابون کی بھٹی جل جائے کسی کو سپرد کر کے نہیں آیا تو زبان پہ تو اشتیاق تھا اور دل میں تجارت اور دولت کی لالچ تھی، گھبراہٹ تھی۔ اس حکومت میں وہی جا سکتا ہے جو زبان پر ہو وہی دل میں ہو اس لئے تم واپس جاؤ اور اطلاع کے لئے عرض ہے کہ تمھاری صابون کی بھٹی جل چکی۔ کیا بتایا گیا اس واقعے میں کہ امام زمانہؑ سے ملاقات کی نیت خالص ہونا چاہیئے۔ اخبار نے واقعہ چھاپا امریکہ کے بڑے اخبار نے تو اب یہ تو یقین ہے امریکہ، روس، چین کو کہ وہ ہیں اور تیاریاں ہیں زبردست ان سے مقابلے کی پوری دنیا کو، یہ معلوم ہو چکا ہے کتابوں کے ذریعے، حقیقت حال سامنے آ چکی ہے کہ ایک قوم ان کا انتظار کر رہی ہے اب آپ سچ سچ بتایئے کہ مسلمانوں کے کسی فرقے کا دشمن امریکہ نہیں ہے سوا شیعوں کے، کیا بگاڑا ہے امریکہ کا شیعوں نے، بس اتنی خطا ہے انتظار کیوں کر رہے ہیں آپ سے زیادہ پڑھتے ہیں وہ آپ پڑھتے کہاں ہیں ابھی جب ہم پڑھیں گے تو آپ کو معلوم ہوگا کہ کہاں کہاں، کس طرح حملہ کریں گے۔ پہلا حملہ ترکی پر، دوسرا روس پر، عرب تو قبضے میں پہلے کر ہی لیں گے پھر

اس کے بعد ایران سے قبضہ کر کے شام سے ہوتے ہوئے فلسطین پر قبضہ کرتے ہوئے نیویارک پر قبضہ ہونا ہے سب پتہ ہے انھیں کیا ہونا ہے، چاروں طرف سے گھیراؤ ہے، جب برمودا پڑھوں گا تو آپ کو پتہ چلے گا کہ جزیروں کو گھیرا ہوا ہے بھئی جب یہ کہہ رہے ہو کہ جزیرے میں کوئی نہیں تو توپوں کا رخ جزیرے کی طرف کیوں ہے۔ ابھی آپ کی سمجھ میں کچھ نہیں آئے گا جب گرین لینڈ پڑھوں گا، جب برمودا پڑھوں گا، جب تفصیل بتاؤں گا کہ کہاں کہاں کیا ہو رہا ہے۔

پتہ ہے کہ حق کو آنا ہے، پتہ ہے کہ ظالم حکومتوں کو مٹنا ہے لیکن تیاری تو دیکھو ہم تیاری کریں گے، ہم مقابلہ کریں گے جو تیاریاں ہیں مقابلے کی تو پھر ادھر سے بڑی تیاریاں ہیں اور تیاری کرنے والا وہ ہے اس کا وعدہ ہے ہم بھیجیں گے، ہمارا نمائندہ آئے گا اور پھر ہم دکھائیں گے کہ اللہ کی حکومت کیا ہوتی ہے۔ یہ پتہ ہے آپ کو کیوں یہ وعدہ کیا ہے۔ اب چونکہ بار بار میں موضوع کو تبدیل کر رہا ہوں تا کہ جو پریشانیاں ہیں ذہنوں میں کہ پتہ نہیں کب کیا پڑھیں گے تو اس میں سے کچھ کچھ سنا دوں۔ کیوں؟ یہ کیا وعدہ ہے؟ کیوں روکا گیا ہے؟ یہ کیوں آنا ہے؟ یہ کیوں بھیجا جائے گا؟ اس لئے بھیجا جائے گا کہ ہم نے بھیجا اپنے نبیؐ کو، ہم نے بھیجا علیؑ کو، ہم نے بھیجا حسنؑ و حسینؑ کو، ہم نے بھیجا زین العابدینؑ کو، ہم نے بھیجا محمد باقرؑ کو، جعفر صادقؑ کو، موسیٰ کاظمؑ کو، ہم نے بھیجا علی رضاؑ کو، محمد تقیؑ کو، علی نقیؑ کو، ہم نے بھیجا حسن عسکریؑ کو تم نے علیؑ کو قتل کر دیا، تم نے حسنؑ کو زہر دے دیا، تم نے حسینؑ کو کربلا میں ذبح کر دیا، عبدالملک بن مروان نے زین العابدینؑ کو بکری کے گوشت میں زہر دے دیا، ہشام بن عبدالملک نے محمد باقرؑ کو اس زین پر بٹھا دیا جس میں زہر تھا، منصور دوانقی نے جعفر صادقؑ کو زہر دے دیا، ہارون رشید نے موسیٰ کاظمؑ کو قید کر کے زہر دے دیا، مامون نے انار میں امام علی رضاؑ کو زہر دے دیا، معتصم عباسی نے محمد تقیؑ کو زہر دے دیا، معتز باللہ نے علی نقیؑ کو زہر دے دیا معتمد

نے حسن عسکریؑ کو قتل کر دیا، سوال یہ ہے کہ علیؑ نے کسی کا کیا بگاڑا تھا۔ علیؑ تو لڑائی لڑتا ہے میدان جنگ میں تو اعلان کرتا ہے خبردار دشمنوں کے بچوں کو مت مارنا، بچوں کو اسیر مت کرنا، خبردار پانی مت بند کرنا، بھاگنے والوں کا تعاقب نہ کرنا، اسیر نہ بنانا، علیؑ تو اتنا اہتمام کرتا ہے، جو مقابل میں لڑ رہا ہے اسے احترام سے مدینے پہنچاتا ہے، پردے میں پہنچاتا ہے علیؑ اپنے دشمن پر عتاب نازل نہیں کرتا۔ مقابل پر کرم کرتا ہے ارے اب اس سے بڑا اکرم کیا ہوگا کہ (۱۹) اُنیس رمضان کی شام کو شربت کا جام دیا جائے تو کہا جائے حسنؑ بیٹا پیاسا تو نہیں ابن ملجم جاؤ یہ شربت اسے دے دو ہے دنیا میں کوئی مثال ایسی تو علیؑ نے کسی کا کیا بگاڑا تھا اچھا حسنؑ سے حکومت چاہئے تھی تو ٹھوکر ماری کہا لے جاؤ پھر کیوں زہر دے دیا۔ یہ حسینؑ دس سال سے مدینے میں گوشہ نشین ہیں نہ کسی سے مل رہے ہیں نہ کسی پر حملہ کر رہے ہیں نہ حکومت کا مطالبہ نہ کسی کا حق چھین رہے ہیں

کیوں مارا اور پھر یہ زین العابدینؑ چالیس برس کالے کپڑے پہنے بابا کو رو رہے ہیں گھر سے نکلتے ہی نہیں روئے جا رہے پھر بھی مار دیا یہ محمد باقرؑ مسجد نبوی میں بیٹھے ہیں، پڑھا رہے ہیں شاگردوں کو، علم پہنچا رہے ہیں، کیوں مارا یہ امام جعفر صادقؑ دنیا کے تمام علوم مسلمانوں تک پہنچا رہے ہیں کیوں شہید کیا اور یہ مدینے میں ایک خاموش امامؑ رہتا ہے کیوں قید میں ڈالا اس کو ساری زندگی قید میں بھئی کسی کا کچھ نہیں بگاڑا نہ کسی کی زمین چھینی نہ جائداد نہ کسی کو بے خطا قتل کیا نہ کسی کی جائداد لی نہ کسی کے بچوں کو پریشان کیا پھر کیوں مارا، یہ کیوں گیارہ کو قتل کیا۔ یہ ساری لائٹ چلی جائے، اندھیرا ہو جائے اندھیرا ہونے سے پہلے دو چار چور یہاں آئے ہوں ایک چور ادھر کونے میں بیٹھا ہو چوری کرنے کچھ آیا ہو کیمرہ وغیرہ اور اندھیرا ہو جائے تو گویا اُس کی مراد آئی، اندھیرے سے فائدہ اٹھائے گا اب وہ بڑھا کوئی چیز اٹھانے کے لیے کہ ایسے میں کسی صاحب نے ماچس نکالی دوسرے صاحب نے موم بتی دی کہا لیجئے شمع لیجئے انھوں نے

جلائی شمع، مجرم اپنے ارادے سے بڑھ چکا تھا جیسے ہی شمع جلی اس کی نظر چہروں پہ تو گئی نہیں سب سے پہلے روشنی کہاں سے آئی، یہ چراغ کہاں سے روشن ہوا، یہ شمع کہاں سے جلی پہلا کام یہ کرے گا کوئی شئے موم بتی پر مارے گا تاکہ اندھیرا ہو جائے اور میں نہ پہچانا جاؤں، تو چراغ پہلے بجھائے گا، ادھر چراغ امامت جلا چہرے نظر آئے، جرم کھلنے لگا، نقابیں ہٹنے لگیں کہا چراغ بجھاؤ چراغ کی خطا نہیں ہوتی چہروں کو بچانا ہوتا ہے، ہمارا کردار کھل جائے اس لئے علیؑ کا چراغ بجھایا گیا تھا اس لئے حسنؑ کو زہر دیا گیا تھا اب قدرت نے کہا ہم چراغ روشن کرتے چلے تم بجھاتے چلے، لو تمھاری باری گیارھویں منزل پر ختم ہوئی اب جو چراغ جلا رہا ہوں فانوس الٰہی میں رکھ کر، آؤ بجھاؤ۔

يُرِيدونَ اَن يطفِوانُور اللّٰهِ بافواههِم ويابى اللّٰهُ الّا ان تيّم نورهُ ولوكرِهِ الكافرونَ (سورۂ توبہ آیت ۳۲)

''یہ لوگ چاہتے ہیں کہ نور خدا کو اپنے منھ سے پھونک مار کر بجھا دیں حالانکہ خدا اس کے علاوہ کچھ ماننے کے لیے تیار نہیں ہے کہ وہ اپنے نور کو تمام کر دے چاہے کافروں کو یہ کتنا ہی ناگوار کیوں نہ لگے''۔

یہ مشہور آیت حضرت امام مہدیؑ کی شان میں نازل ہوئی ہے مشہور مرثیہ نگار میر مونس نے اِس آیت کا ترجمہ کیا خوبصورت کیا ہے:-

فانوس بن کے آپ حفاظت ہوا کرے
وہ شمع کیا بجھے جسے روشن خدا کرے

امام مہدیؑ موسمِ حج میں ہر سال خانۂ کعبہ میں آرہے ہیں، کیا سمجھ رہے ہو حج شروع نہ ہو اگر پہلا ہاتھ حجر اسود پر امامؑ زمانہ نہ رکھ دیں وہ آیا ہے روکو۔ نقلی مہدی آ جائیں تو اسے گولیوں سے بھون دو گے اصلی کو پکڑ کے دکھاؤ ۳۰۰ مہدی آئیں گے جھوٹے جب

تک اصلی مہدیؑ نہ آجائے، آچکے کئی مہدی اور ابھی آتے رہیں گے لیکن اصل کو گرفتار کر کے دکھاؤ، حملہ کر کے دکھاؤ، ڈھونڈ کے دکھاؤ، آس پاس ہیں ہر ملک کا دورہ ہے سواری نکلتی ہے، بارش ہو رہی ہو اور اچانک دھوپ نکل آئے، سورج نظر نہ آئے، پھوار پڑ رہی ہو کبھی یہ منظر دیکھا ہے، عجیب منظر ہوتا ہے بارش ہو رہی ہے سورج نظر نہیں آ رہا، دھوپ نکلی ہوئی ہے کہتے ہیں بارش میں جب دھوپ نکل آئے تو وہ سورج کی روشنی نہیں ہوتی ادھر سے امامؑ زمانہ کی سواری گزر رہی ہوتی ہے خوش قسمت ہیں وہ جنھوں نے بارش میں دھوپ دیکھی ہے ادھر سے سواری گزری ہے جانے کہاں کہاں سے سواری گزرتی ہے؟ جانے کون کون ملا ہے؟، حدیث ہے کہ مرنے سے پہلے ہر مومن ایک مرتبہ زیارت کر کے مرتا ہے، عمر میں ایک مرتبہ ہر مومن کو زیارت ہوتی ہے اللہ کرے سب کو زیارت ہو۔

خط آیا حسینؒ ابن روحؒ کے پاس کہ امامؑ سے پوچھ کر بتایئے، سوال کی شان دیکھیے گا اور جواب کی شان دیکھیے گا حسین ابن روح نے خط کو امامؑ کے پاس پیش کیا سوال یہ آیا۔ سوداگر یوسفؑ کو لے کر بیچنے کے لئے مصر چلا راستے میں یوسفؑ اپنی ماں کی قبر پہ چلے گئے سوداگر نے دیکھا بچہ بھاگ گیا ڈھونڈتا ہوا قبرستان میں پہنچا دیکھا قبر سے بچہ لپٹا ہے کافی دیر سے تلاش کر رہا تھا غصے میں تھا سمجھا تھا کہ بچہ بھاگ گیا اب جو تھک ہار کے یہاں تک پہنچا غصہ میں تھا قبر سے یوسفؑ کا بازو پکڑ کر کھینچا اور ایک طمانچا یوسفؑ کے منہ پر مارا سات سال کا معصوم بچہ اور سوداگر نے منہ پر طمانچہ مارا جیسے ہی یوسفؑ کے منہ پر طمانچہ پڑا زمین ہلنے لگی، آثارِ طوفان آئے، آندھی اٹھی اگر یوسفؑ معاف نہ کر دیتے تو عذاب آگیا تھا، اگر یوسفؑ سوداگر کو معاف نہ کر دیتے تو عذاب آگیا تھا حسین ابن روح ہمارے امامؑ سے پوچھ کر بتاؤ، کہ یوسفؑ اک نبیؑ کے بیٹے تھے، ایک ایسا ظلم ہوا نبیؑ کے بیٹے پر کہ اللہ نے فوراً عتاب بھیج دیا کہ معصومؑ پر ظلم ہوا ہے۔ نبی آخر

اللہ کے محبوب تھے اور حسینؑ محبوب الٰہی کے محبوب تھے، کربلا میں تین دن کے پیاسے تھے، بھوکے تھے گھر لٹا رہے تھے، جوان بیٹا مر رہا تھا، بھائی قتل ہو رہا تھا، اصغرؑ کے گلے پر تیر لگ رہا تھا اللہ خاموش تھا نہ عذاب آ رہا تھا نہ عتاب آ رہا تھا، نہ زمین ہل رہی تھی نہ طوفان آ رہا تھا اللہ کیوں خاموش تھا؟ اس سوال کا کیا جواب ہے حسین ابن روح امامؑ سے پوچھو۔ امامؑ نے کہا حسین ابن روحؒ ہمارے چاہنے والوں کو جواب دے دو انھیں بتا دو کہ جنگ نہروان میں ہمارے دادا علیؑ کے مقابل میں نو ہزار کا لشکر آیا ابھی نہروان کو پار نہیں کیا تھا کہ لشکر نے راستہ روک لیا، علیؑ کے لشکر والوں نے کہا ایک سال کی لڑائی ہم لڑ کر آ رہے ہیں تھکے ہوئے ہیں یہ تازہ دم ہیں ہم ان سے جیت نہ سکیں گے یہ ہم پہ فتحیاب ہو جائیں گے، علیؑ نے کہا۔ نہیں، گھبراو مت، لڑائی ہوگی ہم لڑیں گے ان سے اور ان کے نو ہزار میں سے کل نو بچیں گے ایک ایک لفظ پہ غور کیجئے گا امام لکھوا رہے ہیں

جواب، پوتا دادا کی مدح کر رہا ہے اور جب معصومؑ کی زبان سے معصومؑ کی مدح ہوا کرے تو جھوم جھوم کر سنا کریں، مورخین کی، راویوں کی باتیں اور ہیں، جب امامؑ، امامؑ کی تعریف کرے تو اس کی شان کچھ اور ہوتی ہے۔ ایک بار کہا علیؑ نے کہ نو ہزار میں سے سب مارے جائیں گے کل نو بچیں گے اور ہمارے لشکر سے کل نو مارے جائیں گے اور سنو لکھ لو ہمارے جو نو مریں گے ان کے نام یہ، ان کی ولدیت یہ، ان کا قبیلہ یہ۔ دشمن کے لشکر کے نو جو بچیں گے ان کا نام یہ، ان کی ولدیت یہ، ان کا قبیلہ یہ، نام لکھے گئے لڑائی شروع ہوئی، علیؑ نے تلوار کھینچی ایک دم میں تلوار کو روکا نہیں، نو ہزار کو قتل کیا تلوار یہ کہہ کر روکی وہ نو بچے، یہ نو مرے، لڑائی ختم ہوگئی ابن ابی الحدید معتزلی نے اس واقعے کو لکھ کر شرح نہج البلاغہ میں لکھا، جو معتزلہ فرقے کا امامؑ ہے مصر کا بہت بڑا عالم ہے کہتا ہے کہ اگر علیؑ کے سارے معجزوں کا انکار کر دیا جائے تو یہ تو تاریخ ہے اب اگر اس کو معجزہ نہ کہا جائے تو کیا کہا جائے کہ دنیا نے دیکھا کہ نو ہزار کاٹ کے پھینک دیئے

کل نو بچے اور اس کے بعد علیؑ نے مڑ کر کہا جس نے نام لکھے ہیں جاؤ ان نو سے پوچھو ان کے نام کیا ہیں، ان کی ولدیت کیا ہے، ان کے قبیلے کیا ہیں اور جو نو مرے ہیں ان کے نام کیا ہیں، ان کی ولدیتیں کیا ہیں ایک بار کاغذ سے ملاتے چلے، جو جو نام تھے وہی مرے تھے ان نو کو دوڑ کو پکڑا کہا تمھارا نام، تمھارا نام، پرچہ دیکھتے گئے وہی ولدیت وہی قبیلہ ایک بار وہ نو چاہتے تھے کہ دریا پار کر کے بھاگ جائیں، جب دیکھا کہ علیؑ کے لوگ پیچھا کرتے ہوئے آرہے ہیں تو ان نو کا جو سردار تھا نصیر اس نے کہا اب جان بچانے کا ایک ہی طریقہ ہے، ہم بھی نہ بچیں گے، وہ سب پلٹے سب سے آگے نصیر آیا علیؑ کے قدموں پر گر کر کہنے لگا آج پہچانا تو ہی خدا، تو ہی خدا ہے، پہچان گئے علیؑ تو ہی خدا ہے، تو ہی خدا ہے۔

اے حسین ابن روح کہہ دو چاہنے والوں سے، نصیر قدموں سے لپٹ گیا سب نے کہا علیؑ خدا ہیں بات دب گئی تھوڑے سے لوگ تھے خدا کہنے لگے علیؑ کو، صحراؤں میں فرقہ آباد ہو گیا حسین ابن روح کہو میرے چاہنے والوں سے ۶۱ ھ میں پورا اسلام سمٹ کر کربلا میں آ گیا تھا یہاں فیصلہ یہ ہونے والا تھا کہ جو بات یہاں سے چلے گی وہی بات قیامت تک رہے گی، جو فیصلہ یہاں ہوگا وہی قیامت تک جائے گا اگر حسینؑ اشارہ کر دیتے کہ عذاب آ جائے حسینؑ کے ایک اشارے پر آسمان پھٹ جاتا، آفتاب ڈوب جاتا، ستارے ٹوٹ کر گر تے، ہوائیں آتیں، طوفان آتا، آندھی آتی، زمین لرزتی حسینؑ اشارہ کرتے فرات کا پانی بڑھتا، طوفانِ نوح آ جاتا، سب غرق ہو جاتے حسینؑ کے خیام سفینہ بن کے پانی پر تیرتے رہتے حسینؑ بچ جاتے، لشکر بچ جاتا لیکن جیسے ہی عذاب آتا زمین لرزتی، آسمان لرزتا ایک بار مسلمان یہ دیکھتا کہ اب نہیں بچیں گے حسینؑ نے بددعا کر دی ہے اب اپنی جان بچانے کے لئے، چونکہ پچاس برس ہوئے تھے ایمان لائے ہوئے ایمان کچا تھا، موت سے شناسائی نہ تھی جان بچانے کے لئے

طوفان کو دیکھتے تو کہتے حسینؑ طوفان لائے، حسینؑ کے کہنے سے آسمان لرزا، حسینؑ کے کہنے سے زمیں لرزی۔ سب سمٹ کر آتے، کہتے پہچان گئے، قدم سے حسینؑ کے لپٹ کے کہتے تو ہی خدا ہے، تو ہی خدا ہے۔

ایک ایک جملہ سمجھو، جان نکل رہی ہے میری کہتے ہوئے کاش کہ ذہنوں میں اتر جائے، ہر مومن اتنا سچا عقیدے والا ہو جائے کہ اس کا یہی عقیدہ ہو اور اس کو یاد رکھو، تعویذ بنا کر گلے میں ڈال لو، امامؑ زمانہ کا پیغام ہے حسین ابن روح کو لکھوا رہے ہیں، قوم کو خط سنایا گیا۔ اگر اس دن پورا عالم اسلام خدا مان لیتا تو قیامت تک حسینؑ خدا رہتے، اذان نہ ہوتی، نماز نہ ہوتی، مسجد نہ ہوتی، اسلام نہیں ہوتا۔

ظہور امامؑ زمانہ کا عنوان سمجھ میں آیا، یہ ہے عنوان۔ خط آ رہے ہیں، مسائل سمجھا رہے ہیں۔ اگر کربلا میں حسینؑ کو خدا کہہ دیا جاتا پھر کہہ دوں جملہ، امام کا خط تمام ہوا، اب میں اپنا جملہ کہہ دوں تشریح کے لئے، تاکہ سمجھ میں آجائے، دنیا کو ٹھکرایا ہے تو حسینؑ بنائے لا الٰہ بنے ہیں۔ کیا دور تھی خدائی ایک اشارہ کرتے عذاب آ جاتا کہاں ہوتا یزید۔ جھگڑا ہی نہ ہوتا خلافتوں کا، کیا بادشاہت کیا ملوکیت حسینؑ خدا ہیں مان رہے ہوتے مسلمان، ٹھوکر ماری اب سمجھو جو خدا بننا پسند نہ کرے وہ یزید کا تخت و تاج کیا کرتا اسے معلوم تھا کہ یہ خدائی مجھ ہی کو ملنے والی ہے، میں ہی تو اس خدائی کا مالک بنوں گا موضوع سے نہیں ہٹا حضرت امام جعفر صادق سلام اللہ علیہ فرماتے ہیں اپنے اصحاب سے جیسے ہی عصر عاشور ہوئی پہلے آسمان سے لے کر آخری آسمان تک ایک ایک ملک نے عبادت چھوڑ دی، جو سجدے میں تھا، جو رکوع میں تھا، جو قیام میں تھا۔ امامؑ کی حدیث بحار الانوار مجلسی سے پڑھ رہا ہوں، وہ جلد جو امامؑ زمانہ پر ہے اس سے پڑھ رہا ہوں۔ ہر ملک نے عبادت چھوڑ دی، عاشور کے دن اور گریہ و بکا سے پہلے آسمان سے آخری آسمان تک لرز گیا اور ایک ایک ملک نے پکار کر کہا پروردگار حسینؑ قتل ہو گئے اور تو

دیکھتا رہا۔گھبرانے کی بات نہیں ہے اگر یہ ملائکہ آدم کے پتلے پر یہ کہہ سکتے ہیں کہ اس کو بنا رہا ہے ہمیں بنا تو کیا آج یہ ملائکہ، جس کو جھولا جھلایا ہے سید الملائکہ نے، جس کا بچپن دیکھ چکے، نبیؐ کے دوش پر دیکھا بڑا پیار ہے ملائکہ کو حسینؑ سے تو کیوں نہ شکوہ کریں پروردگار حسینؑ قتل ہو گیا، یہ حسینؑ کا لاشہ ہے تو چپ ہے۔جملوں کی قدر کرو امامؑ کی حدیث اور مجلسیؒ لکھ رہے ہیں ایک بار تمام ملائکہ کا شور سن کر پروردگار نے آواز دی سامنے دیکھو ایک نور کا پیکر سامنے آیا ملائکہ روتے روتے رک گئے کہا خدایا یہ حسین شہزادہ کون ہے کہا یہ مہدیؑ ہے اس کو اس لئے پیدا کریں گے کہ آج جو حسینؑ مارا گیا ہے اس کے خون کا انتقام یہ لے گا۔آؤ مہدیؑ حسینؑ کے قاتلوں کا بڑا زور ہے انتقامِ خونِ حسینؑ لینے آؤ، امامؑ کا ایک نام منتقم بھی ہے، وہ آئیں گے خون کا انتقام باقی ہے ابھی۔کسی نے نہیں لیا مختارؒ نے انتقام نہیں لیا تھا مختار نے تو اس ظلم کو ختم کیا تھا جو بڑھتا جا رہا تھا اور پھر کسی امامؑ نے پلٹ کر پوچھا نہیں کہاں ہے لشکر؟ کہاں ہے ظالم؟ کہاں ہے اس کا ملک؟ عجیب انتقام لیا معصومینؑ کا انتقام کچھ اور ہی ہے۔

حضرت سیدِ سجادؑ حج سے واپس آ رہے تھے، اصحاب، غلام ساتھ ہیں، خیمے لگے تھے، ابھی ابھی تو کعبے پر حملہ ہوا کعبے کو یزید نے جلایا، لشکر کی سرداری حصین ابن نمیر کے پاس تھی۔عبداللہ ابن زبیر سے لڑائی تھی لشکر بھاگا حصین ابن نمیر بھی بھاگا لشکر نکل گیا۔یہ بھٹک کے صحرا میں نکل گیا جنگل کی خاک چھانتا ہوا بھوکا پیاسا سواری کا گھوڑا نہیں، پیدل چل رہا ہے، پیاس لگی ہے، بھوک لگی ہے چلتے چلتے دیکھا کچھ خیمے لگے ہیں سوچا دل میں کوئی مسافر ہے پانی ملے گا خیمے کے قریب گیا دیکھا خیمے کے در پہ امام کھڑے دیکھتے ہی واپس ہوا کہ یہ تو حسینؑ کے بیٹے کا خیمہ ہے کہیں مجھ کو پہچان نہ لیں، جیسے ہی مڑا آواز آئی جانے والے آیا کیوں تھا رک جا۔کیا بات ہے پیاسا ہے؟ رک گیا۔بھوکا ہے؟ مسافر ہے؟ بیٹھ جا بٹھا دیا بیٹھ گیا غلاموں کو آواز دی کہا دسترخوان بچھا دو،

دسترخوان بچھ گیا، کھانا لاؤ کھانا لگ گیا، پانی کے جام اس کے سامنے رکھو۔ پانی آیا کھانا کھا رہا ہے پانی انڈیل بھی دیتے پانی پی لے پیاسا بہت ہے۔ کھانا کھایا پانی پیا امام خیمے میں چلے گئے کئی دن کا بھوکا پیاسا تھا سیر ہوا تو نیند آئی سو گیا آنکھ کھلی کچھ دیر بعد، دل میں سوچا انھوں نے مجھے کھانا بھی کھلایا، پانی بھی پلایا پہچانا نہیں اس سے پہلے کہ یہ پہچان لیں یہاں سے نکل چلیں کہیں ایسا نہ ہو کہ قتل کر دیں بھاگا۔ جیسے ہی دوڑا پھر آواز آئی جلدی کیا ہے صحرا میں کہاں جائے گا گھوڑا تو لے لے غلام سے کہا گھوڑا ایک تازہ دم لا دو، گھوڑا آیا کہا یہ لے لے اور کچھ کھانا پانی ہم اور تیرے ساتھ کرتے ہیں اس جنگل میں جانے کہاں پھر کھانا پانی ملے، کھانا پانی ساتھ کیا اب برداشت نہیں ہوا لرزنے لگا لرز کر حصین ابن نمیر قدموں پہ لوٹنے لگا، کہا اصل میں آپ نے ہم کو پہچانا نہیں اگر آپ ہمیں پہچان لیتے تو نہ آپ ہمیں کھانا دیتے نہ پانی، بے اختیار اطمینان سے کہا حصین ابن نمیر ہم تجھے اچھی طرح پہچانتے ہیں، کہا آپ ہمیں پہچانتے ہیں ہم کون ہیں؟ کہا تو ہی تو تھا جس نے علی اکبرؑ کا کلیجہ سناں پہ نکال کر میرے بابا سے کہا تھا یہ تمھارے لال کا کلیجہ ہے۔

ماتم، ماتم، ماتم، کیا سنا رہا ہوں۔ یہ ہیں ہمارے معصومؑ ہم تجھے اچھی طرح پہچانتے ہیں رونے لگا قاتل، کہا پھر پانی کیوں پلایا، کھانا کیوں دیا۔ کہا، ہم مہمانوں کے ساتھ برا سلوک نہیں کرتے آج تو ہمارا مہمان ہے کل بابا تیرے مہمان تھے یہ تمھارا سلوک تھا، کہا کہنا میرے مظلوم سید سجادؑ۔ تقریر ختم ہو گئی مجھے نہیں معلوم کہ میں پڑھ پاؤں گا کہ نہیں لیکن آخری جملے سن لو، وہ امام جو علی اکبرؑ کے قاتل کو پانی پلا دے، کھانا کھلا دے وہی مظلوم امامؑ قاتلِ علی اصغرؑ کو پوچھتا ہے۔ ایک بار منہال آ گئے کہا، منہال کہاں سے آ رہے ہو؟ کہا کوفے سے، کہا واپس کہاں جاؤ گے؟ کہا کوفے۔ کہا کوفے میں کیا حال ہے؟ کہا مختارؒ کی حکومت ہے آپ کے بابا کے قاتلوں کو چن چن کر مار رہا ہے، ایک بار

منہال سے پوچھا منہال حرملہ پکڑا گیا بس جناب تقریر ہو گئی اب اس کے آگے میں کچھ نہیں پڑھ سکتا۔ ایک بار منہال نے کہا مولا عباسؑ کے قاتل کو نہیں پوچھا؟ اپنے بابا کے قاتل کو نہیں پوچھا؟ عونؑ و محمدؑ کے قاتل کو نہیں پوچھا؟ علی اکبرؑ کے قاتل کو نہیں پوچھا؟ کہا کیا کریں منہال حرملہ کا وہ ایک تیر جو چلا تھا اس نے جنت میں فاطمہ زہراؑ کے سینے کو چھیدا قیامت تک کے لئے آلِ محمدؐ کے سینے پر حرملہ کا وہ تیر ہے۔

پیارے صاحب رشیدؔ کہتے ہیں:-

باغِ جنت میں دلِ فاطمہؑ بے تیر چھدا
حلق اصغرؑ کا چھدا بازوئے شبیرؑ چھدا

مجلسِ پنجم

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ؕ

ساری تعریف اللہ کے لیے دُرود و سلام محمدؐ و آلِ محمدؐ پر

عشرۂ چہلم کی پانچویں تقریر آپ حضرت سماعت فرما رہے ہیں۔

گفتگو اُس معصوم ممدوح کی ہے جو دیکھ رہا ہے، نگرانی کر رہا ہے، کوشش یہی ہے کہ دیکھنے والا سننے والوں کو دیکھے کہ کیسے سنتے ہیں، زندہ کا تذکرہ اور کچھ اگر قبول ہو جائے

بارگاہ میں تو شاید ہمارے لئے بھی کوئی راہ نکل آئے کہ ہم نے دس روز کوشش کی ہے کہ جس کا آج پانچواں دن ہے حق ادا کرنا تو بہت مشکل ہے۔ کچھ تمہیدی طور پر باتیں ہو جائیں جہاں تک دلائل اور نکات کا سوال تھا وہ گفتگو کل تمام ہوئی اب جو منزلیں شروع ہو رہی ہیں جس کی فرمائش ہو گئی قبل از وقت تو بس اب تو ہمیں سنانا ہے آپ کو سننا ہے اب ہمیں نہ داد ملے گی نہ فریاد اس لئے کہ اب نکتوں کی باتیں نہیں ہیں اب مبہوت کر دینے والی باتیں ہیں، اب ذہن انسانی کو حیران کر دینے والی باتیں ہیں یعنی اگر کوئی غیر آ جائے جو اس ذکر کے مزاج کو سمجھتا نہ ہو تو وہ کہے گا دیوانے ہیں۔ کیا باتیں ہو رہی ہیں یہ؟ ہم نے تو نہیں سنیں یہ کیسے بیٹھے سن رہے ہیں؟ باتیں جو اب شروع ہوں گی انھیں وہی سمجھے گا جو معرفت کی منزل تک پہنچا ہو، جو وِلا میں ڈوبا ہو۔ کہاں سے شروع کروں تلاش کر رہا ہوں کہ بات کیسے شروع کی جائے اس لئے کہ ارادہ یہ تھا کہ ولادت، تربیت، پھر شباب، پھر غیبت صغریٰ، پھر غیبت کبریٰ، پھر یہ چودہ صدیوں کا

سفر اس طرح ہم اپنی منزل تک آئیں گے لیکن بے قراری دیکھ کر سننے والوں کی سب چھوڑا اور کئی منزل آگے ہم بڑھ گئے ہیں آج یہ بتانے کے لئے کہ اگر وہ ہیں تو ہیں کہاں؟ کس شہر میں ہیں، مکان کہاں ہے، کب آتے ہیں، کب جاتے ہیں اور روز و شب کیا ہیں، چودہ صدیاں کیسے گزاری ہیں، ظاہر ہے کہ جب سب غیب ہو تو ہم کیا بتائیں سب غیب ہے، غیب ہے، غیب ہی غیب لیکن غیب اس کے لئے شہود بن جاتا ہے، اس کے لئے ظہور بن جاتا ہے جو دل میں ان کی محبت رکھتا ہے۔ دل کی آنکھیں انھیں دیکھتی ہیں اگر دل کی آنکھیں انھیں نہ دیکھ رہی ہوتیں تو ہم جھک جھک کر یہ سلام کیوں کرتے۔ یہ کون سا عقیدہ ہے یہ کون سا یقین ہے کہ وہ ہیں، آثار بتاتے ہیں کہ وہ ہیں، ہمارا یقین بتاتا ہے کہ وہ ہیں جاتے جاتے گیارھواں معصومؑ جب کہے سب کو نہیں بتانا ہے سب کو نہیں جو خاص تھے انھیں بتایا ایک سو سات من کی روٹیاں بانٹیں ہیں اس رات جس رات بیٹا پیدا ہوا گھر گھر بٹیں جو جو چاہنے والے تھے کل بتایا ۳۰۰ بار عقیقہ ہوا گوشت بھیجا گیا اور جو دور کے، سامرے کے باہر کے لوگ تھے ان کے لئے جانور بھیجے گئے کہ تم خود ذبح کرنا میرے بیٹے کی طرف سے عقیقہ کرو۔ صرف شیعہ نہیں یہ کہہ چکا جو لفظ بھی میری زبان سے نکلے گا شیعہ کتب میں بھی سنی کتب میں بھی کہ یہی ایک عقیدہ عجیب و غریب ہے کہ جس پر شیعہ و سنی متفق ہیں اور صرف شیعہ و سنی نہیں مجبوری تھی مسلمانوں کی جو متفق ہو گئے اس لئے کہ اس عقیدے پر عیسائی، یہودی، پارسی، زرتشت سب متفق تھے اس لئے انکار نا ممکن تھا حد یہ ہے کہ آج کی سائنس، آج کا ترقی یافتہ ہر ملک پکار کر کہہ رہا ہے، ان کے مضامین ان کے مقالے، ان کے رسالے آنا تو ہے کسی کو، آنے والا آئے گا جو پورے نظامِ کائنات کو درست کرے گا اسی لئے سپر مین کا تصور نکلا۔ اب تو بات اتنی آگے بڑھ گئی کہ جن عقائد کو ہم چودہ سو برس سے پیش کر رہے تھے ان پر سلائیڈ بنا دیں گئیں وہ بچوں کو بنا کر دی جا رہی ہیں ہمارے ہی عقائد کو ان میں

دکھایا جارہا ہے، نوری انسان، نور کی شعاع پر سفر کرنے والا انسان یہ سب کیا ہے He Man میں تو جانتا نہیں اس لئے کہ میں تو دیکھتا نہیں سنتا رہتا ہوں، یہ جو بھی انسانی طاقت کا مظاہرہ میڈیا پر کیا جارہا ہے ابھی کسی انسان میں یہ طاقت آئی تو نہیں یہ تمثیل میں کہاں سے تخیل آ گیا ہے، زمانہ اسے قبول کیسے کرتا جارہا ہے، ایسا ہو سکتا ہے تو قدرت کا انتظام ہے کہ جب وہ وقت آئے تو انسان کا کہیں ہارٹ فیل نہ ہو جائے، کہیں وہ سب دیکھ کر اس لئے خود ہی یہ سائنس داں اپنے انسانوں کو عادی بنا رہے ہیں اُدھر نہ جانا، خوف زدہ نہ ہو جانا، کہیں اسے دیکھ کر خدا نہ کہہ دینا دادا کو کہہ چکے ہو پوتے کو کہہ دو۔ ہیں کہاں، رہتے کہاں ہیں، ہمیں کیا پروا کہ وہ کہاں رہتے ہیں اس لئے کہ ہمیں منع کر دیا گیا ہے خبردار نام مت لینا، نام اور کنیت کو ایک جگہ کر کے کبھی مت پکارنا، حرام قرار دیا گیا کہ مجمعے میں ان کا نام پکارا جائے یہ علامہ مجلسی تک سارے علما نے اس بات کو لکھا معصومؑ کے حوالے سے کہ مجمعے میں پکار کر ان کا نام لینا حرام قرار دیا گیا ہے آہستہ سے نام لو لیکن اب ایران سے فتویٰ جو آیا اور آج کے علما نے مثلاً ناصر مکارم نے جو تفسیر نمونہ کے مفسر ہیں انھوں نے کہا کہ وہ بنی امیہ اور عباسی دور میں ممانعت تھی اب نام لو، اب پکارو اب آپ نام لے کر پکار سکتے ہیں۔ بہر حال اس لئے فتویٰ آ بھی جائے تب بھی اس لئے نہیں پکار سکتے کہ احترام بھی تو کچھ ہے القاب ہی کیا کم ہیں کہ نام لینے کی ضرورت پڑے بھئی حضوؐر کا نام کون لے کر پکارتا ہے حضورؐ، سرکار، ختمی مرتبت، پیغمبرؐ اسلام، آنجناب، آنحضرت ایک ادب بھی تو ہے، ایک احترام بھی، فتووں کا کیا کریں۔ فتووں کی کیا ضرورت ہے پہچان نہ ہو؟ ادھر کہا قائم کوئی اور بھی ہے، ادھر کہا صاحب آخر الزماں کوئی اور بھی، ادھر کہا ولی عصر کوئی اور بھی ہے تو جس کے القاب اتنے مشہور ہو چکے ہوں کائنات میں تو کیا ضرورت ہے کہ جب معصومؑ نے کہا ہو کہ نام لے کر نہ پکارنا تو کیوں پکاریں۔ بعض فتوے علما کے میری سمجھ میں نہیں آتے، اس لئے

کہ جہاں مومنین کا دل چاہتا ہے ایسا ہو اس کے خلاف فتویٰ آ جاتا ہے، جہاں دل یہ گواہی دے کہ یہاں ایسا ہو تو اس کے خلاف فتویٰ آ جاتا ہے آج تک میں یہ بات علما کی سمجھ نہیں پایا اور دیکھئے علما کا مزاج سمجھنا بڑا مشکل کام ہے۔ مجمع، عوام، مسلمان، اتنا الجھے اقبالؔ کہ ملاؤں کے خلاف شاعری شروع کر دی، اتنا الجھے شعرا میرؔ سے لے کر غالبؔ اور جوشؔ تک کسی نے کبھی علما کی حمایت نہیں کی، کسی شاعر نے فارسی، عربی یا اردو کے کسی شاعر کا ایک مصرع دکھایئے کسی عالم یا ملاّ کی حمایت میں، پتہ نہیں کیا لڑائی ہے شعر و ادب والوں کو عالموں سے، ہے، یہی وجہ ہے کہ جو کیف معصومینؑ کے قصیدوں میں ہے وہ فتووں میں نہیں ہے۔ جب یہ فتویٰ آ جائے کہ زنجیر کا ماتم کرنا حرام ہے ماتم داروں پر کیا گزر جاتی ہے بھئی جسے شوق نہیں ڈرتا ہے وہ تو زیادہ خوش ہوگا لیکن جو کرتا ہے ماتم اس کے لئے تو فتوے جو ہیں، یہ لوگوں کو پتہ نہیں کہ فتویٰ فروع میں تو ہے اصول میں فتویٰ نہیں ہے اور نہ کوئی لگا سکتا ہے تو اصول دین میں فتویٰ کام نہیں دے گا۔ امامت اصول دین میں ہے، امامت میں فتویٰ کام نہیں دے گا، یہ تمہید اس لئے پیش کر دی کہ ذرا ذہن تیار رہے کہ جب امامؑ آئیں گے تو پہلی لڑائی نہ روس سے ہے نہ امریکہ سے (ایک مولانا کی داد)۔ سب چپ رہے دیکھئے عالم بولا ظاہر ہے کہ عالم کو خبر ہے کہ کس سے لڑائی ہے۔ پہلی لڑائی نہ انگریزوں سے نہ یہودیوں سے اس کو سن لیجئے پوری لڑائی پڑھوں گا میں، ظہور کے بعد، امام مہدیؑ کی پہلی لڑائی علما سے ہے، کڑوے گھونٹ ہیں پینے پڑیں گے۔ سب سے پہلے چالیس علما سیاہ عماموں والے، بڑے بڑے عمامے سر پہ سجدوں کا نشان، قاریٔ قرآن، دوش پہ عبائیں اور وہ چالیس کے چالیس آ کر راستہ روکیں گے اور امامؑ کے سامنے کھڑے ہو جائیں گے اور چالیس کے چالیس جو فقیہ ہوں گے، مجتہد ہوں گے وہ پکار کر کہیں گے ابھی آپ کیوں آ گئے، ابھی آپ کے آنے کی کیا ضرورت تھی، ابھی ہم سب ہیں واپس جایئے پردے میں، ہم سب خمس کا

نظام سنبھال لیں گے جائیے جائیے ابھی کیوں آ گئے۔ صدیاں بیتیں ہیں کہتے کہتے آؤ وہ آئے تو یہ عمامے والے بیچ میں آ گئے، کہتے ہیں جاؤ، جاؤ، کہہ رہے ہیں جاؤ، واپس جاؤ، آئے کیوں پردے سے، ابھی تو ہم سب موجود تھے، مستند ترین سنا رہا ہوں معصومؑ کی زبان سے کہ میرے فرزند کی راہ روکنے والے چالیس علما، فقیہ مجتہد، قاریِ قرآن، ہم نے کب کہا شیعہ ہیں یا سنی دم کیوں نکلا ہے، کیا پریشانی ہے اب ہم کیا کریں کہ عمامے کا ذکر ہے، عباؤں کا ذکر ہے کچھ فرق ہے کہیں انگوچھا ہے، کہیں عبا ہے، انگوچھے والوں نے تو راہ نہیں روکی، کیسے خطرے کی بات ہے کون روک رہا ہے واپس جائیے ابھی آپ کی ضرورت نہیں جائیے خمس کا نظام ہم چلائیں گے۔ پتہ ہے کیا جھگڑا تھا رسولؐ اللہ سے کفار کا، بنیاد معلوم ہے جھگڑے کی، رسولؐ اللہ کہتے تھے ایک ہے ۳۶۵ نہیں ہیں تو کافروں کے کاروبار پر اثر پڑ رہا تھا ۳۶۵ پر جواہرات، سونا چاندی چڑھا ہوا تھا، سرداروں نے کہا یہ دولت چھینے لے رہا ہے جھگڑا دولت کا تھا سن لو علامہ مجلسی نے لکھا جہاں شرح کی ہے ''بحار الانوار'' میں کہ منتظر کیوں کہا جاتا ہے، قائم کیوں کہا جاتا ہے، سلطان کیوں کہا جاتا ہے، منصور کیوں کہا جاتا ہے وہاں جب شرح لکھی امامؑ کی زبان سے کہ قائم کیوں کہا جاتا ہے، تو حضرت امام جعفر صادق سلام اللہ علیہ والصلوٰۃ فرماتے ہیں کہ قائم ان کا نام اس لئے قدرت نے رکھا ہے کہ جب وہ آئیں گے تو زمین اپنے خزانوں کو اُگل کر سارے خزانے ان کے قدموں میں ڈال دے گی اور کائنات میں جہاں کہیں بھی سونا چاندی، دولت ہو گی سمٹ کر چلتی ہوئی ان کے قدموں میں آ جائے گی اور ایک ڈھیر سا لگ جائے گا دولتوں کا اور اس کے ڈھیر پر جب وہ کھڑے ہو جائیں گے تو پکاریں گے آؤ اسی کے لئے لڑتے تھے، اس کے لئے بھائی، بھائی کو قتل کرتا تھا، اس کے لئے غیبتیں کرتے تھے، اس کے لئے مرے جا رہے تھے لے جاؤ۔ دیکھو خزانے زمین نے اُگل دیئے ہیں یہ قدموں میں ہیں میرے، کیسے

چھچورے ہیں جو کہتے ہیں جاؤ خمس ہم سنبھال لیں گے، کتنے کمینے ہیں اور کتنے رذیل ہیں کہتے ہیں جایئے خمس ہم سنبھالیں گے آج بھی جھگڑا یہی ہے اگر یہ نظام درست ہو گیا ہوتا تو آج قوم کو یہ پریشانیاں نہ دیکھنی پڑتیں جو دیکھی جارہی ہیں۔ بات حق ہے حق، سچ کڑوا ہوتا ہے مثال دے رہا ہوں ابھی جو ذکر کروں گا کہ کہاں ہیں، تو جہاں ہیں سب سے پہلے جس نے بتایا وہ شہید اوّل ہیں، شہید اوّل نے پوری کتاب اس موضوع پر لکھی کہ وہ کہاں ہیں۔ سنا ہوگا آپ نے شہید اوّل، شہید ثانی، شہید ثالث، شہید رابع ایسے ہی کسی نے پرچہ بھجوادیا ۲ برس پہلے، رضویہ میں تھا میں شہید اوّل کا کیا نام ہے، شہید ثانی کا کیا نام ہے اتفاق سے ایک مجتہد قم ایران سے آئے ہوئے تھے بیٹھے تھے میں نے کہا قبلہ بیٹھے ہیں جواب دے دیں گے نجمؒ صاحب مرحوم بھی تھے، کلب صادق صاحب کے بہنوئی جو حیدر آباد سے تشریف لاتے ہیں ظفر اقبال صاحب وہ بھی بیٹھے تھے پرچہ دیکھ کر کہنے لگے بھئی ان کی کتاب تو ہم کورس میں پڑھتے ہیں لیکن نام وام ان کا ہم کیا جانیں تو خیر پرچے پر میں نے نام لکھ کر بھجوادیا، سوال کرنے والے کو لیکن افسوس ہوا کہ ایک مجتہد شہید اوّل کی کتاب ''لمعہ'' کو پڑھ کر مجتہد بنتا ہے اور شہید ثانی نے اس کی شرح لکھی ہے وہ بھی اجتہاد میں پڑھائی جائے اور ان کو یہ خبر نہ ہو کہ ان کا نام کیا ہے تو یہ بے خبری سب ہی کو معلوم ہے بہر حال شہید اوّل کا نام شیخ شمس الدین محمد بن مکی بن محمد بن حامد عاملی ہے ۷۸۶ھ میں شہادت ہوئی، ''لمعہ'' آپ کی مشہور کتاب ہے۔ شہید ثانی کا نام شیخ زین الدین بن نورالدین علی ہے آپ نے ''شرح لمعہ'' تالیف کی ۹۶۵ھ میں شہادت ہوئی۔ شہید ثالث کا نام سیّد نوراللہ بن سیّد شریف ہے۔ ''مجالس المومنین'' اور ''احقاالحق'' آپ کی مشہور کتابیں ہیں، ۱۰۱۹ھ میں شہادت ہوئی آگرہ میں مزار ہے، شہید رابع کا نام علامہ مرزا محمد کامل ہے۔ آپ نے عبدالعزیز دہلوی کی کتاب ''تحفۂ اثنا عشریہ'' کا جواب ''نزہتہ اثنا عشریہ'' کے نام سے لکھا ہے۔

آپ کا مزار دہلی میں ہے۔

اتفاق سے کسٹم کلکٹر صاحب سید علی رضوی بلگرامی صاحب کے دل میں پتہ نہیں اللہ نے کیا بات ڈال دی کہ اچانک انہیں علما سے محبت ہوگئی اور جناب وہ میرے پاس آئے اور کہا کہ بھئی جتنے بڑے بڑے علما گزرے ہیں ان کی سوانح حیات لکھئے میں چھپوا کے مفت بانٹوں گا۔ اب میں نے کہا بھئی ابھی تو آئمہ پر نہیں لکھی گئیں، اصحاب پہ، شہدائے کربلا پہ، آپ علما پر ابھی سے آ گئے۔ کہنے لگے، نہیں بہت ضروری ہے اور اصل میں بات یہ ہے کہ دیگر فرقوں کے علما پر چھ چھ جلدیں آ گئیں ہمارے کسی عالم پر کوئی کتاب نہیں تو بہرالحال کچھ لکھوائیں میں نے کچھ خود لکھیں اور اس کو انھوں نے چھپوایا اور مفت تقسیم کروا رہے ہیں وہ لیکن اس کے ساتھ ساتھ جتنی بار وہ کتاب چھپتی ہے اتنی بار مجھ کو طعنے سننے پڑتے ہیں یہ کہ یہ علما سارا خمس کھائے جا رہے ہیں اور کسٹم والوں کو یہ کام کرنا پڑ رہا ہے، یہ تو خمس سے حق ہے کہ جو علما پرانے گزر چکے ہمارے موجودہ علماء ان کی یاد کو زندہ کریں جو خمس لے رہے ہیں، خمس لے رہے ہیں انھیں کی مسند پہ بیٹھ کر اور ان کا ذکر نہیں کر رہے کتنی عجیب بات ہے اور ذکر نہ کرنا ایک الگ کتاب نہ لکھنا الگ، نام نہیں جانتے، نام ہی نہیں پتہ تو وہ جناب ایک پندرہ دن کی محنت میں، میں نے چار شہید علما جو ہیں تو میں نے ان کے حالاتِ زندگی اور علمی خدمات لکھ دیئے ہیں، یہ ہمارے بے خبر علما، علم کے معنی ہیں باخبر رہنا، عالم جو دنیا کے ہر موضوع سے باخبر ہو اسے عالم کہتے ہیں۔ ہمارے یہاں یہ ہے جو کالا عمامہ پہنے، جو عبا پہنے، ہم اسے عالم کہتے ہیں، جو لغوی تعریف ہے عالم کی اسے سمجھئے جو بے خبر ہو چکا ہے وہ علما کا لباس ہی پہن کر کیوں نہ آ جائے، ذوالفقار سے مارا جائے گا۔ حالاتِ زندگی کے صفحات سے پہلے ایک ایک صفحہ بنا دیا ہے کہ شہید اوّل کا کیا نام تھا، ان کی عمر، ان کی کتابیں، ان کی خدمات تو یہ شہید اوّل ہیں جنھوں نے، اس میں شہید اوّل پڑھیئے گا آپ لوگ، جن

صاحب کو مل گئی ہو، جنھیں نہ ملی ہو وہ لے لیں، انھوں نے سفر نامہ لکھا قلمی نسخہ اور اس کو علامہ مجلسی نے بحارالانوار میں، ایران سے ایک سو دس (۱۱۰) جلدیں چھپی ہیں، جلد نمبر ۵۲ میں یہ پورا سفر نامہ موجود ہے، بحارالانوار میں شہید اوّل سے ہوتا ہوا شہید ثالث جو تیسرے شہید ہیں اس سلسلے کے قاضی نوراللہ شوشتری جو آگرے میں دفن ہیں، انھوں نے کہا کہ اس واقعے کی حفاظت کرو اور وہ ہے ایک عالم زین الدین علی ابن فاضل مازندرانی کا سفر کہ جو حکومت امامؑ میں پہنچے اب وہ پورا طویل سفر نامہ پتہ نہیں میں آج سناؤں یا آدھا سناؤں میں آپ کو کچھ جدید حالات سے چاہتا ہوں کہ باخبر کروں۔ دیکھئے امریکہ میں اگر آپ جائیں اور وہاں کے اخبارات روز کے روز دیکھیں تو وہ جتنے بھی اخبارات امریکہ میں نکلتے ہیں ان کے پہلے صفحے پر ایک اشتہار آتا ہے ہر اخبار پر سفر کیجیے برمودا کا انعامات ہیں یہ اس طرح جیتیئے مقابلہ تو انعام میں برمودا جانے کا ٹکٹ دیا جائے گا۔ برمودا ایک موضوع ہے اب تک اس موضوع پر بارہ کتابیں، ضخیم انتیس مقالے اور تقریباً سو سے زیادہ سیمینار دنیا کے ہر ملک میں ہو چکے ہیں کہ برمودا کیا ہے، برمودا ٹرائینگل کیا ہے۔ اس کے لئے امریکہ نے اربوں ڈالرز مقرر کئے ہیں یونیورسٹی کی طرف سے یہ پتہ لگانے کے لئے کہ برمودا کیا ہے؟ برمودا، امریکہ کی ایک اسٹیٹ، ساحلی اسٹیٹ کا دارالحکومت میامی ہے، برمودا کے مشرق میں میامی ہے اور وہیں سے جہاز پرواز کرتے ہیں برمودا کے لئے، برمودا کسی ایک مقام کا نام نہیں بلکہ ۳۶۵ جزیرے ہیں جو بحراوقیانوس کے درمیان میں ہیں۔ قطب شمالی سے قریب، یعنی دنیا کا دوسرا کونا، وہاں کرۂ زمہریر جہاں برف جمی ہوئی ہے اس کے قریب سے سائنس دان گزرے ہیں اور قطب شمالی کے قریب ترین جو سائنس داں گیا ہے وہ ہندوستان کا ہے سید ظہور مہدی نقوی اور وہ ابھی تک سب سے قریب قطب شمالی کے گئے ہیں اور وہ دہلی میں جامعہ ملیہ کے وائس چانسلر ہیں اور تین برس پہلے ہم ان سے مل کر آئے

ہیں۔ رشتے میں وہ ہمارے پھوپھی زاد بھائی ہیں اور اس وقت ہندوستان کے سب سے بڑے سائنس دان ہیں انھوں نے وہاں پہنچ کر ہندوستان کا جھنڈا لگایا جس پر انھیں بڑے بڑے وظیفے ملے ہیں، بڑی ان کی قدر ہوئی ہے، درمیان میں افریقہ اور امریکہ کے یہ جو طویل ترین بحر اوقیانوس ہے، جو سمندری علاقہ ہے جس میں دور دور سے جہاز گزر جاتے ہیں ایک مقام کے لئے کہانیاں مشہور ہیں، ادھر سے اشارہ ملتا ہے کہ جہاز یہاں سے بچ کر گزرے عجیب کہانیاں ہیں کہ وہ سکندر اعظم کے سانپ کی دم ہے اور وہ ہلتی رہتی ہے وہ غیر متعلق ہے لیکن اگر آپ کہیں گے تو آنے والی تقریروں میں سنا دیں گے لیکن نیوی کے جہاز اس جگہ سے بچ کر جاتے ہیں، وہاں اشارہ مل جاتا ہے، وہاں اشارے ہیں بنے ہوئے ہیں اور وہ لال سرخ وغیرہ اس سے بھی اور کچھ پرے ۳۶۵ جزیروں میں سب کو ملا کر کہا جا رہا ہے برمودا۔ ان ۳۶۵ جزیروں میں اب

تک ۲۰ جزیرے امریکہ دریافت کر سکا ہے۔ ۳۶۵ میں ۲۰ جزیرے دریافت ہوئے ہیں وہیں کا سفر ہوتا ہے۔ جب نیو یارک میں خزاں کا موسم ہوتا ہے تو برمودا میں بہار ہوتی ہے اب حیرانی سی حیرانی یہ ہے کہ جو اصل جزیرہ ہے برمودا کا جس پر پہنچنا چاہتی ہے دنیا امریکہ، فرانس، جرمنی تمام ملکوں کی مل کر ایک ٹیم بنی ہے، اربوں روپیہ اس پر خرچ ہو رہا ہے پتہ لگائیں برمودا میں کیا ہے۔ بس اتنا ہی پتہ ہے، اب تک کی جو ریسرچ ہوئی ہے کہ برمودا کا جو جزیرا ہے وہاں سے دور سے سبز روشنی نکلتی نظر آئی ہے اور جزیرے کے گرد ایک سفید دریا ہے، دریائے ابیض ہے یعنی آب سپید اور جب اس جزیرے کا یعنی سبز جزیرے کا ترجمہ کیا گیا عربی میں وادی خضرا، خضر معنی سبز وادی کہتے ہیں جزیرے کو تو عربی میں سات سو برس پہلے علامہ مجلسی نے بحار میں لکھا کہ وہ جہاں رہتے ہیں اس کا نام وادی خضرا ہے۔ ابھی میں سفر نامہ نہیں پڑھ رہا ابھی تو سنا رہا ہوں دنیا کا کیا حال ہے، اخباروں کی کیا خبریں ہیں، کتابوں میں کیا ہے ورک کیا جو سیمینار

ہوئے، جو مذاکرے ہوئے، دنیا کے بڑے بڑے دانش ور جمع ہوئے موضوع دیئے گئے کہ برموداپر بحث کیجئے، یہ بحث کرو کہ یہ لائٹ کیا ہے؟ یہ سفید پانی کیا ہے؟ ادھر جہاز جاتے ہیں تو کیوں ڈوب جاتے ہیں؟ یہ بحث کرو کہ ہوائی جہاز وہاں جا کر کہاں غائب ہو جاتے ہیں؟ لیکن مادی نقطۂ نظر سے بحث کرنا خبردار روحانی بحث نہ ہونے پائے اور آرڈرز یہ ہیں امریکہ میں کہ کسی مقالے میں یہ ذکر نہ آنے پائے کہ عجیب و غریب ماورالخلوق وہاں رہتی ہے یہ نہ کہنا صرف مادّی نقطۂ نظر سے بحث کرو۔ ۱۵۰۰ء سے بحث جاری ہے پہلا جہاز پرتگال کا ۱۵۰۰ء میں برمودا میں ڈوبا جب سے اب تک یہ ۱۹۰۰ء کی صدی چل رہی ہے ان صدیوں میں پورا یورپ اور امریکہ مل کر نہیں پتہ لگا سکا کہ برمودا میں کیا ہے، پہلے انھوں نے کہا کوئی مخلوق آباد ہے، پھر کہا کچھ خلائی گڑھے ہیں، پھر کہا کچھ مقناطیسیت ہے، پھر کہا کہ شاید جو جہاز ادھر گئے تھے ان کے ملاح ادھر آباد ہو گئے ہیں اور وہ رہتے ہیں پھر کچھ اور نظریات، آخری منزل یہ ہے کہ اٹلی میں کمیٹی بیٹھی۔ ادھر سے سائنس داں ڈاکٹر عبدالسلام کو بلایا گیا ہے اور بحث یہ ہے کہ یہ وہ جگہ ہے جس کو کہا جائے لازماں ہے، لازماں کو سمجھ لیجئے۔ ایک لامکاں ہے، ایک لازماں ہے جو بغیر مکان کا ہو اور لازماں یعنی وقت نہ ہو اور ہو۔ پھر سمجھئے سائنس یہ کہہ رہی کہ جہاں آفتاب طلوع ہوتا ہے ان ان سیاروں میں دن اور رات ہے یعنی اگر انسان نظام شمسی سے نکل جائے تو وقت کی حدود سے باہر ہو جائے گا کہ وہاں وقت کا تعین نہیں کیا جا سکتا۔ وہاں ایک دن پچاس ہزار برس کا بھی ہو سکتا ہے اور وہاں ایک ہزار برس کا یا ایک سیکنڈ کا بھی ہو سکتا ہے، خلا میں نظام شمسی کے بعد کیا وقت ہے سائنس اب تک پتہ نہیں لگا سکی اللہ نے یہی بتایا کہ جب کائنات نہیں بنی تھی تو نوری سال تھے نوری سال کا حساب تم نہیں لگا سکتے اس لئے کہ تمھارا ایک دن بارہ گھنٹے کا ہوتا ہے آفتاب طلوع ہو تو دن ہو آفتاب دوسری طرف چلا جائے تو دن تمھارا تمام ہو گیا جس

پروردگار کی کائنات میں ایسے لاکھوں آفتاب ہوں وہاں تمھارا وقت نہ چلے وہاں تو یہ وقت ہوگا کہ وہ جائے اور آجائے ساری کائنات گھوم لے زنجیرِ در ہلتی رہے۔

زمان میں نہیں، وقت میں نہیں، وقت کا تعین نہیں تو اب وہ دنیا جہاں وقت کا تعین نہیں ہو سکتا، اب ڈاکٹر عبدالسلام اس پر بحث کریں گے اور ثابت کریں گے چونکہ ان کا مقالہ، نوبل انعام، کچھ فزکس کی اسی تھیوری سے متعلق ہے تو اب اور سائنس دان ان کے ساتھ مل کر کہ یہ وہ مقام ہے، خلا میں جو مقام ہے کہ جہاں وقت کا تعین نہیں ہو سکتا یہ ٹکڑا اس دنیا سے ملا ہوا ہے، مانا تو کہ اسی دنیا میں کوئی ایسا ٹکڑا ہے جو عالم بالا سے ملا ہوا ہے وہیں تو رہتا ہے، کہاں ہے؟ جب ترجمہ ہوا لازماں تو کیوں نہ کہیں امام زماں اسی لئے ہم کہتے ہیں زمانے کا امام، کیا مطلب ہے اس کا؟ ہمارے زمانے کا امام؟ نہیں زمانے کو جو کنٹرول کر رہا ہے، وقت جس کے کنٹرول میں یہ آخری ہے پہلے نے بتایا وقت ہمارے کنٹرول میں ہے، نبیؐ کے زانو پہ سر تھا آفتاب ڈوبا اسماء بنت عمیس کہتی ہیں ہم نے دیکھا جیسے گیا تھا اُسی طرح پلٹا بھی، وقت کنٹرول میں ان کے یہ وقت کے کنٹرول میں نہیں کون تلاش کرے گا، کون جائے گا جہاں اب تک صدیوں میں ۳۶۵ جزیروں میں کل ۲۰ جزیروں کا پتہ لگا اور جب ۱۵۰۰ء میں پرتگال کا پانی کا جہاز ادھر نکل گیا، اور سال بھر کے بعد وہی جہاز واپس آیا، جہاز واپس آیا پورے جہاز کے سارے مسافر غائب تھے، میز پر کھانا اسی طرح سجا ہوا تھا نہ کھانا خراب ہوا نہ ٹھنڈا ہوا، کُتا البتہ اسی طرح جہاز کے باہر عرشے پر بیٹھا ہوا تھا اس کو کچھ نہیں ہوا تھا، کُتا وہاں نہیں جا سکتا ہے اب یہ کُتے کی بات پڑھ ہی دوں گزشتہ سال پڑھ چکا تھا نجف کا معجزہ ہے کہ کُتا حدودِ حرم میں نہیں جا سکتا نادر شاہ درانی جب گیا تو اس سے کہا گیا دو معجزے ہیں یہاں کے ایک تو یہ کہ شراب اگر لے جائی جائے تو سرکہ بن جاتی ہے اور دوسرے کُتا یہاں جا نہیں سکتا اس نے کہا پہلے کُتا لے چلو جب حدودِ حرم شروع ہوئے تو کُتے نے اپنے پنجے

زمین میں پیوست کر دیئے آگے نہیں بڑھا مارا جا رہا ہے، پیٹا جا رہا ہے، کھینچا جا رہا ہے آگے نہیں بڑھتا یہ کیوں بتایا گیا یہ بتایا گیا کہ آج سے صدیوں پہلے ہارون رشید شکار کھیلتا ہوا آیا جب روضہ تعمیر نہیں ہوا تھا نہ پتہ تھا کہ یہاں قبر ہے علیؑ کی، تو سارے ہرن بھاگ کر اس پہاڑی پر چڑھ گئے اور شکاری کتّے نیچے رک گئے تو ہارون نے کہا یہ میرے تربیت یافتہ کتّے ہیں یہ اوپر کیوں نہیں جاتے کہا پتہ نہیں کیا بات ہے بڑی کوشش کی گئی جب ہارون اوپر گیا تو وہاں سے ایک سن رسیدہ بوڑھا نکلا اس سے پوچھا تو اس نے کہا بادشاہ کتّے یہاں نہیں آتے۔ کہا کیوں، کہا یہاں علیؑ کی قبر ہے، یہ نجف ہے تب ہارون رشید نے پہلی بار یہاں عمارت بنوائی جب پتہ چلا۔ تو اب نادر شاہ نے بھی کوشش کی کہ کتا جائے لیکن نہیں گیا تو کیا نادر شاہ کتا نجف میں لے جانا چاہتا تھا بڑا مولا کا چاہنے والا تھا تو اس کے بعد یہ کیا کہ چونکہ میں نے یہ کوشش کی تھی اس لئے اب میں کتا بنتا ہوں اور سونے کی منوں کی زنجیر سے اس کے گلے میں ڈال کر اپنے آپ کو روضہؑ تک کھنچوایا اتنا بڑا فاتح تو کیا وہ کتا لے جانا چاہتا تھا نہیں وہ صرف تاریخ میں یہ لکھوانا چاہتا تھا کہ کتّے نجف نہیں جاتے۔ تو جہاں علیؑ کا بیٹا ہو تو جہاز واپس آ گیا۔ پہلا واقعہ اس کے بعد ہر ملک پریشان ہو گیا جہاز غائب ہونے لگے مسلسل۔ ہوائی جہاز کا دور آیا تو مسلسل واقعات شروع ہوئے جب بھی ادھر سے جہاز گزر جاتے آخر میں پانچ ملکوں نے مل کر کمیٹی بنائی اور ہر ملک کا ایک ایک جہاز لے کر پرواز کی جائے، اور طے یہ ہوا کہ ہر پائلٹ اطلاع دے گا پہنچتے ہی کہ وہ کیا دیکھ رہا ہے، ہر پائلٹ کی آواز کنٹرول ٹاور تک پہنچی اور گفتگو ہوئی سب کے آخری جملے لکھے گئے ایک نے کہا ہم وہ دیکھ رہے ہیں جو ہم نے کبھی نہیں دیکھا اور اب اس کے بعد ہمیں نہیں پتہ جہاز کہاں جا رہا ہے پھر آواز نہ آئی جہاز غائب ہو گیا، دوسرے نے کہا کہ ایسا دریا دیکھ رہے ہیں کہ ہم نے ایسا دریا نہیں دیکھا یہ آخری جملہ دوسرے پائلٹ کا اسی طرح ہر ایک نے اپنا اپنا آخری جملہ ریکارڈ

کرایا پھر ان جہازوں کا پتہ نہیں چلا اب تک کی رپورٹ کے مطابق وہ جہاز جو میامی سے اڑا اور اچانک اسے جہاں پہنچنا تھا وہاں اس نے سگنل دیا کہ ہم ۳ منٹ کے بعد ایئرپورٹ پہ اُتر جائیں گے لیکن اچانک ۲۰ منٹ کے لئے وہ جہاز غائب ہوگیا۔ ۲۰ منٹ کے بعد ایئرپورٹ پر وہ جہاز اُترا تو جتنے مسافر تھے وہ اپنی گھڑی دیکھ رہے تھے اور جب انھوں نے ایئرپورٹ کی گھڑی سے اپنی گھڑیاں ملائیں تو تمام مسافروں کی گھڑیاں ایئرپورٹ کی گھڑی سے ۲۰ منٹ پیچھے تھیں یعنی ۲۰ منٹ غائب تھے۔ پائلٹ نے بیان دیا کہ اچانک ہمارا جہاز ایک ایسے مقام پر آگیا کہ پورے جہاز میں اندر گرین لائٹ ہوگئی اور سب کی گھڑیاں رک گئیں اور ۲۰ منٹ تک ہم فضا میں غائب رہے، ۲۰ منٹ کے بعد ہم باہر آئے اس نے بتایا یہ وہ مقام ہے جہاں جا کر دنیا کی گھڑیاں اپنا وقت بتانا چھوڑ دیتی ہیں اور ہمارا قطب نما جو شمال اور جنوب کو بتاتی ہے

وہ خلاف معمول کہ ایسا کبھی نہیں ہوا وہ چکرانے لگا اور سوئی تیز متحرک رہی ناچنے لگی وہ نہ شمال بتا رہی تھی نہ جنوب یعنی ہم ایسے مقام پر آگئے تھے کہ وہ جگہ چاروں سمتوں میں نہیں تھی۔ ہم کدھر تھے کچھ پتہ نہیں، قطب نما نے کچھ نہیں بتایا اس کے بعد ہی اخبارات نے یہ کہا کہ جو ارادہ کر کے جائے کہ ہم برمودا کو دریافت کریں گے وہ جہاز کبھی واپس نہیں آتا لیکن وہ جہاز جو غلطی سے ادھر نکل جاتے ہیں انھیں ساتھ خیریت کے اس فضا سے نکال کر اس دنیا میں پہنچا دیا جاتا ہے کہ تم اس ارادے سے نہیں آئے ہو اس لئے بخیریت اپنے مسافروں کو لے جاؤ لیکن سارے سائنس دان اگر یہ سوچ کر جا رہے ہیں کہ اس گرین لائٹ کا راز معلوم کریں تو پھر انھیں واپس آنا نصیب نہ ہوا۔ سارا امریکہ پریشان ہے تو یہ تو طے ہوگیا کہ اسی دنیا میں کوئی ایسا جزیرہ ہے جہاں کوئی پہنچ نہیں پا رہا گئے بھی ہیں مگر بتا ہی نہیں پاتے کیا دیکھا اسی کو تو غیب کہتے ہیں۔ آج کی حد تک، کل انشاءاللہ۔ تفصیل آگے، جو وعدہ کیا ہے اب وہ بتادوں۔

سات سو برس ہو گئے شیخ زین الدین علی ابن فاضل کے سفر کو پورا سفر نامہ نہیں پڑھ پاؤں گا کہ وقت کامل ہو رہا ہے تھوڑا سا سنیئے ۔ شہید اوّل نے اس کو قلمی نسخے میں درج کیا اور تمام علما سے ہوتا ہوا علامہ مجلسی تک یہ سفر نامہ آیا تا چکا بحار الانوار کی جلد ۵۲ وہ کہتے ہیں کہ عراق سے ہم دمشق آئے، شام سے ہم نے بر بر کا سفر کیا بر بر سے ہم اسپین پہنچے آج کا اسپین تاریخ میں پرانا اندلس ہے، ہمارے دل میں خواہش تھی کہ ہم اس جزیرے تک پہنچیں جہاں مولا کے چاہنے والے رہتے ہیں ہم اس آبادی میں پہنچے ہمیں اطلاع ملی کہ تم اگر وہاں جانا چاہتے ہو تو سال میں دو مرتبہ وہاں کے جہاز آتے ہیں وہاں کے لوگ جب آئیں گے تو وہاں جانے کے لئے قاعدہ یہ ہے کہ پہلے وہاں لکھ کر بھجوانا پڑتا ہے جب وہاں سے اجازت نامہ آ جاتا ہے اس کے بعد کوئی جا سکتا ہے کہتے ہیں کہ ہم مہینوں وہاں موجود رہے اور اس وقت ہمیں یہ بات معلوم ہوئی کہ یہاں جزیرے میں کوئی زراعت نہیں ہوتی تو ہم نے وہاں کے علما سے پوچھا:

انھوں نے بتایا کہ ہمارا غلّہ وادئ خضرا سے آتا ہے۔ سات جہاز ہیں جو غلّہ لے کر آتے ہیں۔

وہ سات جہاز ''ساتوں جہاز ایک ساتھ چلتے ہیں سفید رنگ کے جہاز'' وہ جہاز آئے، سارا سامان اور غلہ اُتارا گیا اس بستی کے لئے اور اس میں سے ایک وجیہ انسان آیا اور اس نے آ کر پکارا کہ یہاں زین الدین کا قیام ہے آواز سنتے ہی یہ قریب گئے کہا میں ہی زین الدین ہوں کہا تمھارے لئے اذن نامہ ہے تم چل سکتے ہو ۱۶ دن جہاز ٹھہرے جب جہاز چلے تو زین الدین کو وہ اذن نامہ دیا گیا، کہتے ہیں کہ میں جہاز پر بیٹھا، ۱۶ دن تک سفر جاری رہا اسپین کے ساحل سے چلے اور اس کے بعد ہم نے اپنے جہاز کو آب سفید میں داخل ہوتے ہوئے دیکھا اور پانی کی وہ کیفیت پائی جو دنیا کے کسی پانی میں نہیں پائی اس پانی کو انھوں نے بحر ابیض قرار دیا وہی باتیں برمودا میں سائنس

داں کہہ رہے ہیں سبز روشنی اوراس کے گرد سفید دریا۔ سات سو برس قبل زین الدین بھی کہتے ہیں کہ سفید دریا سے ہوکر ہمارا جہاز اس وادی میں داخل ہوا جہاں سے سبز روشنی نکل رہی تھی، سات سو برس بعد سائنس داں بھی سبز روشنی کا جزیرہ اوراس کے گرد سفید دریا کی بات کر رہے ہیں، سائنس دانوں کا زیادہ تر زور سفید دریا پر ہے کہ جتنی بھی ریسرچ ہو سکے، سارے لوگ جانے والے یہ کہتے ہیں کہ ساری ریسرچ کا مرکز اور زور سفید دریا پہ ہونا چاہئے اس لئے کہ اگر اسے پار کرلیا تو جزیرے میں پہنچ گئے یہ سائنس داں کہہ رہے ہیں، زین الدین یہ کہہ رہے کہ جب میں پہنچا جزیرے میں اور وہاں کے رئیس سے میں نے پوچھا کہ یہ سفید دریا کیا ہے انھوں نے کہا یہی تو حصار ہے اسے توڑ کر اُدھر والا کوئی اِدھر آ نہیں سکتا۔ سات سو برس پرانا بیان جب وہاں پہنچے تو ان کا بیان ہے کہ ایک وسیع وعریض شہر دیکھا سنگ مرمر کی ساری سفید عمارتیں دیکھیں، وہاں کے باغ و بہار دیکھے، وہاں کے درخت میوؤں سے لدے ہوئے دیکھے، وہاں کی نہریں، وہاں کے پرندے دیکھے، وہاں کی فضا، وہاں کا سبزہ دیکھا یہ سب اس دنیا سے الگ الگ نظر آ رہا تھا لیکن اچنبھا بھی نہیں لگ رہا تھا، جس دن میں پہنچا جمعہ کا دن تھا اذان کے ساتھ ہی سفید لباسوں میں لوگ، میں بھی گیا نماز پڑھی، نماز تمام ہوئی کسی نے آ کر کہا تمہیں سیّد شمس الدین بلاتے ہیں ہم ان کی خدمت میں گئے۔ پوچھا آپ کون ہیں؟ کہا ہم امامؑ کے پوتے ہیں۔ کہا، امامؑ یہاں ہیں۔ کہا، نہیں وہ وادی خضرا میں ہیں۔ کہا، پھر یہ کون سی جگہ ہے؟ کہا، تین جزیرے ہیں امامؑ کے، ایک جزیرہ وہ ہے جہاں ہمارا جد رہتا ہے زمانہ کا امامؑ وہاں کسی کو جانے کی اجازت نہیں ہے، دوسرا جزیرہ وہ ہے جس میں تم آئے ہو، یہاں زراعت ہوتی ہے ان جزیروں کے لئے یہاں سے سامان زراعت وہاں جاتا ہے تیسرے جزیرے میں امامؑ کی اولاد رہتی ہے۔ ابولقاسم نبی کی کنیت، امامؑ کی بھی امامؑ کے سب سے بڑے فرزند کا نام ہے حضرت قاسم

ابن مہدیؑ، امامؑ کی زوجہ۔ حضرت عبدالمطلبؑ کے بارہ بیٹے تھے حرث، زبیر، عباس، حمزہؑ، عبداللہؑ، ابو طالبؑ ان میں ایک بیٹے کا نام تھا عبدالعزیٰ ابن عبدالمطلبؑ ان کی اولاد میں ایک خاتون ہیں جو امامؑ کی زوجہؑ ہیں امامؑ کے پانچ بیٹے ہیں بڑے بیٹے قاسمؑ ابن مہدیؑ دوسرے بیٹے طاہر ابن مہدیؑ تیسرے بیٹے کا نام ہے ابراہیم ابن مہدیؑ چوتھے بیٹے عبدالرحمان ابن مہدیؑ اور پانچویں فرزند حضرت ہاشم ابن مہدیؑ۔ سیّد شمس الدین کہتے ہیں میں پوتا ہوں۔ زین الدین نے کہا آپ نے امام کو دیکھا کہا اِذن نہیں ہے۔ کہا، آپ کے والد؟ کہا میرے والد نے صرف آواز سنی ہے ہم نے آواز بھی نہیں سنی ہمیں اِذن نہیں کہ جزیرۂ خضرا میں جا سکیں کہا تو پھر امامؑ کیا تنہا ہے وہاں کہا نہیں کہا ۳۰ آدمی ہر وقت ساتھ رہتے ہیں ۳۰ میں کا جب ایک مر جاتا ہے تو اسی جزیرے سے ایک متقی کا انتخاب ہوتا ہے رہتے ایک وقت میں ۳۰ ہی ہیں اور ان ۳۰ کا ہر ایک کم سے کم ۱۰۰ برس زندہ رہتا ہے کہا پھر آپ کو پیغام کیسے ملتا ہے نماز تمام ہوئی زین الدین کہتے ہیں مرے ہاتھ کو تھامے ہوئے ایک حسین پہاڑی کی طرف چلے جس پر ایک سفید قبہ تھا، جب ہم اس پر پہنچے دو آدمیوں کو ہم نے دیکھا جو اونی لباس میں تھے شاہزادے نے ان سے کہا یہ ہمارا مہمان ہے، اِذن سے آیا ہے ہم اسے یہ قبہ دکھانا چاہتے ہیں۔ کہا، جاؤ اندر جا کر زیارت کرو یہاں ایک طاق ہے ہر جمعے کو یہاں ایک کاغذ ہمیں مل جاتا ہے پورے ہفتہ میں پوری دنیا میں جو ہونے والا ہے اس کی اطلاع ہمیں دے دی جاتی ہے، اسی کاغذ پر ہم عمل کرتے ہیں وہ ہمارے دادا ولی عصر سرکار زمانہ کا پرچہ ہوتا ہے۔

زین الدین نے سوالات شروع کیئے فقہی، اصولی، بیچ کی چیزیں رہ گئیں بر سودا کی باتیں، کل تو امام ہشتم کے حوالے سے گفتگو ہوگی تابوت ہے امامؑ کا۔ تو پرسوں انشاءاللہ اسے کامل کریں گے آخر میں زین الدین لکھتے ہیں کہ تینوں جزیروں میں صرف پانچ علما کی شہرت ہے اور وہاں پانچ علما کی کتابیں پہنچی ہیں اور پڑھی گئیں ہیں، ان میں ایک

سید مرتضیٰ، ایک علامہ حلّی ہیں سید مرتضی سید شریف رضی کے بھائی اِن کے علاوہ شیخ ابوجعفر طوسی، یعقوب کلینی، ابن بابویہ قمی ہیں، وہاں چرچا ہے ان علما کا، ان کے کاموں کا، اللہ سارے علما کو انھیں پانچ کی صف میں رکھے ان میں نہ رکھے جو امام سے کہیں گے واپس جایئے۔ وہاں مسئلہ خمس کا نہیں علم کا مسئلہ ہے، خمس کے بھی سوال ہوئے ہیں۔ زین الدین کہتے ہیں کیسے آتا ہے، کیسے پہنچتا ہے یہ اذن بھی لیا کہ آپ کی طرف سے کیا مصرف کا اجازت نامہ ہے اب جن جن صاحب کو ذرا شکوک ہوں تو وہ کتابوں کے حوالے بھی لے لیں مجھ سے کچھ پڑھیں، بھی پتہ بھی لگائیں کہ سب مستند کتابوں سے ہی اطلاع دی گئی ہے، تقریر کے آخری جملے۔ ایک شخص کہ جس کی زندگی گناہوں میں گزری اور جب وہ اپنی نوکری سے ریٹائر ہوئے اور دنیا کی آلائشوں سے دستبردار ہوئے تو یہ احساس ہوا کہ ہم گناہوں میں مبتلا تھے تو علما کے پاس گئے اور انھوں نے کہا کہ میں کیسے اپنے ان گناہوں کی معافی چاہوں اور نیکی کی طرف آؤں تو علما نے مشورہ دیا کہ عبادت میں مصروف رہا کیجئے اب یہ زمانہ اسی طرح گزاریئے اور ہو سکے تو دنیا کا سب سے بڑا عمل زیارت حسینؑ کو جایئے اس لئے کہ زائر کے تمام گناہ معاف ہو جاتے ہیں کیا کروں کہہ ہی دوں پولیس کہ محکمہ میں تھے وہ تو بے چارے کو کچھ زیادہ ہی احساس تھا کہ مجھ سے کتنی غلطیاں ہوئی ہوں گی اس لئے کہ محکمہ بنانے والا؟ (داد کا غل) چلیے ایک گھنٹہ بعد آپ بولے تو۔

کہتے ہیں کہ ارادہ کیا زیارت کا چلے سمندری سفر پر اور چونکہ ہر وقت دھیان میں سیدالشہداؑ کو رکھتے تھے اس لئے دھیان ہر وقت معصومینؑ کا رہتا تھا۔ کربلا کی زیارت کو جا رہے تھے، عرشے پر بیٹھے گفتگو کر رہے تھے بیچ سمندر میں جہاز تھا کہ ایک بار چونک کر کہنے لگے اذان کی آواز آ رہی ہے۔ پرسوں جب ہم گفتگو کریں گے کہ وادی خضرا میں زین الدین پہنچے جو اذان وہاں انھوں نے سنی تو انھیں یہ حکم، دیا گیا کہ خبردار ایسا نہ

ہو کہ حی علی خیر العمل تم چھوڑ دو اور کہہ دینا چاہنے والوں سے کہ کبھی "علیاً ولی اللّٰہ" کو ترک نہ کریں اس پر بحث کریں گے یہ پورا باب ہے زین الدین کے سفر نامے میں "علیاً ولی اللّٰہ" پر۔ تو یہ کہتے ہیں کہ اذان کی آواز آ رہی ہے تو لوگوں نے کہا بیچ سمندر میں کہاں اذان، کہا نہیں میں سن رہا ہوں یہ ظہر کی اذان ہے اور بہت صاف آواز آ رہی ہے۔ مجھے جانا چاہئے تو لوگوں نے کہا دیوانے ہو گئے۔ مسافروں نے بیان کیا کہ ہم نے بس اتنا دیکھا کہ انھوں نے یہ کہتے کہتے کہ اذان ختم ہوئی ہم یہیں رہ گئے۔ بس کہتے کہتے انھوں نے سمندر میں چھلانگ لگا دی، کود گئے، آنکھ کھلی تو مسجد میں پایا صفیں بندھیں تھیں، نماز ہو رہی تھی، نماز تمام ہوئی کسی نے نام لے کر پکارا تمھیں امام بلاتے ہیں۔ بس جناب تقریر ختم ہو گئی میں زیادہ نہیں پڑھوں گا ہمت نہیں مجھ میں بس یہیں پر مصائب ہیں اور آپ کے لئے دعا۔ امامؑ تمھیں بلاتے ہیں۔ کہا، میرا نام۔ کہا، امامؑ بلاتے ہیں چونک کیوں رہے ہو۔ میں اٹھ کر محراب میں آیا میں نے امامت کا جلوہ دیکھا تو میں قدموں پہ لوٹنے لگا، تڑپنے لگا نور دیکھا چہرے کا، آنکھوں سے آنسو چھلک آئے، قدموں پر بوسے دینے لگا، کہتے ہیں سر تو اٹھاؤ میرے چاہنے والے دل بھر کے مجھے دیکھ، بڑی محبت تھی ترے دل میں دیکھ لیا؟ کہا ہاں دیکھ لیا کہا یہ بتاؤ ہم کو دیکھنے کے بعد تمھارے دل میں اب کوئی خواہش تو نہیں؟ کہا، جانے کہاں سے ہمت آئی ہم نے کہا نہیں خواہش تو دل میں ہے کہا مجھے دیکھ لیا پھر بھی دل میں کیا خواہش ہے، کہا مولاؑ آپ تو وارث ہیں زمانے کے، آپ تو وارث ہیں امامؑ کے، بڑی تڑپ ہے کہ، کیا پنجتن پاکؑ کی زیارت ہو سکتی ہے، کہا ہاں ہاں کیوں نہیں ہو سکتی تم نے خواہش کی ہے محمدؐ کا وارث زیارت کروا سکتا ہے اور امامؑ نے اپنے ہاتھوں کو بلند کیا اور کہا ادھر دیکھو میرے ہاتھوں کی طرف، جیسے ہی میں نے دیکھا ایک وسیع حجرہ نظر آیا، پانچ ہستیاں نظر آئیں نورانی چہرے والی اس میں ایک بی بی، جس کے چہرے پر نقاب، اب امامؑ کہتے

جاتے ہیں لے دیکھ یہ میرے جدرسولؐ ہیں، یہ علیؑ ہیں، یہ حسنؑ ہیں، یہ حسینؑ ہیں، یہ نقاب میں مری دادی فاطمہؑ ہیں کہتے ہیں میں اور رویا میں دیکھتا جاتا ہوں پنجتن پاکؑ کو اور روتا جاتا ہوں لو مومنو اپنی قدر کرو، تقریر کا آخری حصہ، امامؑ نے کہا اب تو کوئی خواہش نہیں زیارت کرلی تم نے پنجتن پاکؑ کی، کہا جانے کہاں سے ہمت آئی کہ میں نے روتے روتے کہا نہیں مولاؑ ابھی اک تمنا ہے قبر حسینؑ دیکھنا چاہتا ہوں، ایک باردہ کہتا ہے کہ اسی دست مبارکِ امامؑ میں دیکھا کہ اسی بی بیؑ نے جس کے چہرے پر نقاب تھی ایک بار مڑ کر اپنے بابا رسولؐ سے کہا، بابا مرے حسینؑ کے چاہنے والوں کو آپ نے دیکھا خود حسینؑ کو دیکھ رہے ہیں مگر قبر کو دیکھنے کی کتنی تمنا ہے ارے میرے عزادار و تم سلامت رہو کہ جو حسینؑ کی قبر پر آنے کی تمنا کرتے ہو، ختم کردیتا تقریر لیکن دل چاہتا ہے کہ قبر حسینؑ کی اہمیت بتادوں معصومینؑ نے کہا اگر زیارت حسینؑ کی نیت چھوڑ دو تو مومن کافر ہوجاتا ہے، ہر وقت دل میں تمنا رکھو کہ کربلا جانا ہے اور حدیث یہ ہے کہ سال کے بعد اگر موقع ملے تو کربلا ضرور آنا۔ یہ کون سی تمنا ہے حسینؑ نے یہی تو کہا تھا بنی اسد سے کہ یہ زمین ہم نے تمہیں دے دی کوئی مسافر آجائے تو قبر کا پتہ بتانا اور اس کو بھوکا پیاسا نہ رکھنا۔ یہی وجہ ہے کہ ہارون رشید کے دور میں حکم دیا گیا کہ قبر پر ہل چلا دو، فرات کا پانی لاؤ، بیلوں کو لے جاؤ، گھوڑے دوڑا دو، قبر کا نشان مٹا دو لیکن جانے والوں نے زیارتِ کربلا نہیں چھوڑی راتوں کو چھپ کر بہلول دانا، اگر کوئی مسافر آتا تو، تو چپکے سے اندھیرے میں نکل کر پتہ بتادیتے یہ ہے قبر حسینؑ، نشان مٹ گیا ہے لیکن ہمیں پہچان ہے ایک دن ہم نشان بتادیں گے مٹنے نہیں دیں گے کس طرح چھپ کر لوگ راستہ بتاتے تھے ایک پوری داستان ہے کہاں تک بیان کروں۔ لیکن جانے والے نہیں مانے تو ہارون نے کہا ہاتھ کاٹا جائے گا پیر کاٹا جائے گا ایک عورت یہ کہہ کر چلی ہاتھ میرے مولاؑ پر سے قربان، وہ کہتی ہوئی چلی ہاتھ کٹ بھی جائیں تو کیا ہے میں

جانا نہیں چھوڑوں گی اس کے ہاتھ کاٹ دیئے گئے، دوبارہ پھر زیارت کو چلی کہا پیر کاٹیں جائیں گے اب وہ زمین پر زخمی حالت میں کروٹیں لیتی ہوئی چلی مولاؑ میں آرہی ہوں میں قبر تک آؤں گی کچھ دور قبر تک چلی تھی ایک گھوڑے سوار آیا کہا پریشان نہ ہو آنکھیں بند کر لے، رکاب تھام لے ہم کربلا پہنچا دیں گے رکاب تھام، رکاب تھامی چند لمحوں بعد آواز آئی آنکھیں کھول میں نے آنکھیں کھولیں آواز آئی یہی ہے قبر حسینؑ لپٹ جا، اس نے کہا اس سے پہلے کہ قبر حسینؑ سے لپٹوں اے میری مدد کرنے والے اپنے ہاتھوں کو بڑھا تاکہ بوسے دے سکوں، آواز آئی اے حسینؑ کی عزادار ہاتھ تو فرات کے کنارے کٹ گئے۔ میں عباسؑ ہوں۔

مجلس ششم

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ؕ

ساری تعریف اللہ کے لیے دُرود و سلام محمدؐ و آل محمدؐ پر

عشرۂ چہلم کی چھٹی تقریر آپ حضرات سماعت فرما رہے ہیں۔ موضوع کا علم آپ کو ہے اور کلام پاک میں آیت محکم موجود ہے:

"یا ایھاالذین اٰمنو اطیعو اللّٰہ واطیعو الرسولؐ واولی الامرِ منکم"

"اے صاحبانِ ایمان اطاعت کرو اللہ کی، اطاعت کرو رسولؐ اور صاحبان امر کی"

آیت کے نزول کے ساتھ ہی پیغمبرؐ اسلام نے اپنے اصحاب سے پوچھا کہ اللہ کی اطاعت کو سمجھا، رسولؐ کی اطاعت کو بھی سمجھا، یہ اولی الامر کون ہیں؟ اسی وقت علیؑ سامنے سے آ گئے پیغمبرؐ نے اشارہ کر کے کہا تمہارا اولی الامر یہ علیؑ ہے اور اس کے بعد مسلسل ایک ایک نام پیغمبرؐ گناتے گئے، علیؑ کے بعد حسنؑ، حسنؑ کے بعد حسینؑ اور آخری امامؑ تک پیغمبرؐ نے نام لئے مسلمانوں کی کتابوں میں یہ سب نام لکھے ہوئے ہیں۔ پیغمبرؐ کی زبان سے مستند ترین حدیث سمجھی جاتی ہے کہ پیغمبرؐ نے کہا میرے بعد میرے بارہ جانشین ہوں گے، بارہ امام ہوں گے عجیب سی بات ہے کہ عقلی دلیلیں ہوں یا منطقی دلیلیں ہوں یا تاریخی مسلمانوں کی اپنی کتابوں میں خود اپنے ہاتھ سے لکھی ہوئی باتیں، اس کے باوجود ماننے کے لئے سب تیار نہیں ہیں، کبھی موقع ملا اور قوم نے سمجھنا اور جاننا چاہا تو بہت سی

باتیں ہوسکتی ہیں اور سمجھائی جاسکتی ہیں۔ میرے لئے مسئلہ یہ ہوتا ہے کہ افکار کا ایک انبار دماغ میں ہوتا ہے مختلف اشخاص، مختلف ذہنوں اور مختلف فرقے کے لوگوں سے بات کرنے کے بعد یہ ایک ذمے داری ہے کہ ہم اپنی قوم کو، مومنین کو وہ مسائل سمجھائیں کہ جو اس وقت کا تقاضا ہیں لیکن مشکل یہ ہے کہ۔۔۔۔

طارق روڈ کی مسجد کے پیش امام، انھوں نے جو بات شروع کی تو اندازہ یہ ہوا کہ ہم کیا کہہ رہے ہیں اور وہ کیا کہہ رہے تھے اور وہاں کیا افکار ہیں، خود ہمارے شیعوں کو یہ علم نہیں ہے ابھی تک کہ جو فرقے ہیں مسلمانوں میں ان کے عقائد الگ الگ ہیں سنیوں میں حنفی عقائد الگ ہیں، اہلِ حدیث کے الگ، وہابیوں کے الگ، ان سب کو اچھی طرح قوم کے بچے بچے کو معلوم ہونا چاہئے اور ان چیزوں کو ذہن میں رکھ کر مجلسیں سننا چاہئیں۔ انھوں نے مجھ سے جو بات کی وہ یہ کہا کہ پیغمبرؐ کے کوئی اولاد نرینہ نہ تھی اس لئے آپ کی کو آلِ رسول نہیں کہہ سکتے کہ ایک بیٹی تھی اور اللہ نے بیٹی دی ہی اسی لئے کہ اگر بیٹا دے دیتا اللہ تو بڑی گند پھیلتی۔ یہ ان کے الفاظ ہیں۔ بڑا فساد ہوتا اسی لئے بیٹی دی اور بیٹی سے نسل چلتی ہی نہیں اور یہ جو آپ کہتے ہیں حسنؑ حسینؑ، تو حسنؑ حسینؑ علیؑ کے بیٹے ہیں آپ لوگ رسولؐ کے بیٹے کیوں کہتے ہیں، تو اس سے اندازہ ہوا۔ میں نے ان سے پوچھا کہاں سے پڑھا آپ نے تو انھوں نے کہا کہ میں گلشن اقبال کے مدرسے سے آٹھ سال پڑھتا رہا ہوں اور اب نماز پڑھا رہا ہوں طارق روڈ کی مسجد میں اہلِ حدیث ہوں تو اب میں نے ان سے یہی کہا کہ دیکھئے یہ میرا کتب خانہ ہے یہ کتابیں ہیں اور ہم آپ سے کیا بات کریں اس لئے کہ آپ نے کتابیں ہی نہیں پڑھیں مطالعہ نہیں کیا، تو میں انھیں لے گیا، میں نے کہا دیکھئے اس کتب خانے میں آپ کے فرقے کی کتابیں زیادہ ہیں تو ہم آپ کے مذہب کے بارے میں سب کچھ جانتے ہیں اور آپ ہمارے مذہب کے بارے میں کچھ نہیں جانتے اور آج سے آپ

آیئے کتابیں پڑھیئے اور اپنے علما سے، دوستوں سے جو آپ کے ساتھ کے پڑھے ہوئے ہیں ان سے کہیئے کہ وہ شیعہ مذہب کو پڑھیں اور پڑھنے کے بعد پھر بات کریں کہ حقیقت حال کیا ہے انھوں نے شکوہ کیا کہ صاحب میں مجلسوں میں جاتا تھا لیکن آپ لوگوں کے یہاں کی مجلسوں میں علیؑ علیؑ ہوتا رہتا آپ لوگ تو بس علیؑ کا ذکر کرتے ہیں ہم لوگ تو جاتے تھے کہ کوئی تو ذاکر آپ کا خُلفاء کی تعریف میں کوئی ایک حدیث تو پڑھے لیکن آپ لوگ ذکر ہی نہیں کرتے اب یہ جتنی بھی باتیں میں نے ان کی بتائیں، بتایئے ان کا کیا جواب ہوسکتا تھا بس میں نے کچھ کچھ ابتدائی، تھوڑی سی باتیں کہیں میں نے کہا دیکھئے ہمیں بھی تھوڑا سا شکوہ ہے یہ دیکھئے اسد الغابہ کی جلدیں لگی ہوئی ہیں اور اہلِ سنت، اہلِ حدیث، حنبلی عالم کی کتاب ہے اس میں دس ہزار صحابہ کا حال ہے میں خود عظمتِ صحابہ پر دو سال پہلے عشرہ پڑھ چکا ہوں مجھے آپ لوگوں سے یہ شکایت ہے کہ آپ لوگ دس ہزار صحابہ میں سے دس کا بھی ذکر نہیں کرتے، ہم کو یہ شکوہ ہے کہ کبھی ہم نے آپ کی مسجدوں سے تقریروں میں کبھی سلمانِ فارسیؓ کا تذکرہ نہیں سنا، ابوذرؓ کا نہیں سنا، عمارؓ کا، مقدادؓ کا ذکر نہیں سنا، بلالؓ کا ذکر نہیں سنا تو کچھ ہمیں بھی تو شکایتیں ہیں اگر آپ کو کچھ شکایتیں ہیں پھر انھوں نے کہا علیؑ کو بڑھا دیتے ہیں خدا بتاتے ہیں میں نے کہا نہیں ایسا کوئی عقیدہ نہیں ہے اللہ ہے اس کے بعد نبیؐ ہے اور اس کے بعد علیؑ اور پھر میں نے انھیں کچھ کتابیں دکھائیں بتایا، سمجھایا کہ مطالعہ کا طریقہ کیا ہے۔ تو بتانا آپ کو صرف یہ ہے کہ جہل اتنا پھیلا دیا گیا ہے کہ آپ جہالت کا مقابلہ کر نہیں سکتے اور اس کے لئے کچھ ضروری اقدامات کرنا پڑیں گے اور جب تک ایسا نہیں کریں گے تو میں سمجھتا ہوں ان مجالس کے فائدے کیا ہوں گے اب اگر سمجھاؤ تو لوگ برا مانتے ہیں کہ صاحب مخالفت کرتے ہیں، تنقید کرتے ہیں۔

امامؑ کی جنگ ہے، امامؑ کا ظہور ہے، دجال سے لڑائی ہے، سفیانی سے لڑائی ہے اس

کے بعد آپ کی حکومت کا قیام ہے اس پر گفتگو ہوگی اور یہ ساری باتیں اسی کے ذیل میں آرہی ہیں اس لئے کہ جو کچھ ہو رہا ہے ظاہر ہے کہ ان کا انتظار ہے ہم کو، ہم انتظار کر رہے ہیں، چھوٹی سی آیت ہے اور بہت مشہور ہے صرف اگر یہی پیش کی جائے پورے عالم اسلام کے سامنے عقل کی روشنی میں منطقی استدلال ہو، سامنے کی بات ہو کہ جب رسولؐ نے کہا کہ اولی الامر رہیں گے، صاحبان امر رہیں گے اور ہدایت سے دنیا خالی نہیں رہے گی اور جب نام بھی بتا دیئے، حدیثیں تمام مسلمانوں کی کتابوں میں موجود اس کے باوجود یہ ضد کہ اولی الامر ہم بنائیں گے اور بنالیا مسلمانوں نے کہا ہم نے بنالیا یہ ہے اولی الامر رسولؐ کے بعد اس کی اطاعت کرو خلافت کو کہہ دیا انھوں نے کہ چوتھے نمبر پر تمام ہوئی اس کے بعد بارہ کی تعداد پورا کرنا تھی ان کو کسی طرح بنی امیہ کے بادشاہوں کو ملا کر بارہ کی تعداد کو پورا کیا پہلے سے لے کر بارہ تک انھیں آنا تھا ان بارہ کو نہیں ماننا تھا اپنے بارہ بنانے تھے تو تاریخ میں اپنے بارہ بنا لئے لیکن مجبوری ہوگئی ایک بڑی عجیب کہ اپنے بارہ جب بنائے تو گنتی میں بیچ میں ایک ہمارا آ گیا اس کو نکال نہ سکے بارہ میں علیؑ آگئے دوسری مجبوری یہ آگئی کہ ایک مقام پر کہ بارہ بناتے بناتے جب چھٹے نمبر پر آئے تو یزید آ گیا اب بڑی پریشانی ہوگئی کہ اسے کیسے نکالیں اس کی جگہ کس کو لائیں تو یہ اولی الامر کا وہ سلسلہ جو مسلمانوں نے خود بنایا تھا وہ ایسا کچھ ہوا کہ منقلب ہو گیا ایک طرف علیؑ کی وجہ سے دوسری طرف یزید کی موجودگی کی وجہ سے سلسلہ ٹوٹا لیکن جب بارہ پورے ہوگئے تو آخر میں ان کے بارھویں کو مرنا تھا اب جب ان کا بارھواں مر گیا تو رسولؐ نے تو بارہ کہے تھے اس شرط کے ساتھ کہ بارھواں زندہ رہے گا قیامت تک تو اب تیرھواں تو بنتا نہیں تھا وہاں مجبوری یہ آگئی کہ بارھویں کو زندہ کیسے رکھتے تیرھواں بناتے کیسے تو آخر میں اعلان کیا اب جو بھی بادشاہ آئے اب وہی اولی الامر ہے اعلان ہوگیا اب جتنے بھی ہمارے حاکم ہوں گے وہی اولی الامر کہلائیں گے تو یہاں

تک کہ، آل عثمان وترک وتاتارو چنگیز و ہلاکو کی نسل میں آنے والے بادشاہوں کو مسلمانوں نے اولی الامر کہا اور کہا کہ اِن کی اطاعت واجب ہے۔ عبدالملک بن مروان اولی الامر، ہشام بن عبدالملک بھی اولی الامر، یزید بن عبدالملک، مروان، یہاں تک کہ یزید کے بعد جتنے بادشاہ آئے آل مروان میں سب کو اولی الامر کہا، عباسیوں کا سلسلہ شروع ہوا تو کہا منصور دوانقی اولی الامر ہے، پھر کہا مامون رشید اولی الامر ہے، پھر متوکل معتصم، معتز ز، مستنصر، معتمد سب کو اولی الامر کہا جب یہ سلطنت بھی تمام ہوئی تو جہاں جہاں ایران وافغانستان وہندوستان میں مسلمان سلطنتیں قائم ہوئیں آلِ چنگیز و آلِ تیمور میں آنے والے بادشاہ اولی الامر بنائے گئے بابر اولی الامر ہے، نصیرالدین ہمایوں اولی الامر ہے، جلال الدین محمد اکبر، نورالدین جہانگیر، شہاب الدین شاہجہاں، محی الدین اورنگزیب، اکبر ثانی، عالمگیر ثانی، بہادر شاہ اوّل، بہادر شاہ ظفر ثانی اولی الامر وہ بھی ختم ہوا رنگون میں گرفتار ہوا مرا، شاہی ختم ہوئی، وہ شاہی جو ترک وتاتار سے چلی تھی انگریزوں نے بہادر شاہ ظفر پہ ختم کر دی۔ آخری بادشاہ ترک کا وہ بھی خلافت کے سلسلے میں مر گیا ترکستان میں بھی خلافت ختم ہوئی، ہندوستان میں بھی ختم ہوئی سب اولی الامر تھے۔ بعد رسولؐ خلیفہء اوّل سے لیکر آخری مغل بادشاہ تک سب کو کہا جمعے کے خطبے میں پکار کر اس کی اطاعت واجب ہے، اپنے زمانے کے امام کو پہچانو، یہی امام ہے پتہ چلا ترکی کی سلطنت وہاں کے آخری خلیفہ پر تمام ہوئی وہ سلطنت جو غرناطہ سے چلی تھی ہندوستان کے آخری مغل بادشاہ پہ ختم ہوئی۔ پوچھنا یہ ہے کہ سو برس گزر گئے ان سو برسوں میں جو مسلمان مرے کس کی اطاعت کر کے مرے، کوئی اولی الامر نہیں تھا اور آج مسلمان ملکوں میں کون اولی الامر ہے اور مسلمان کس کی اطاعت کر کے مر رہے ہیں پتہ چلا سب جہالت کی موت مر رہے ہیں اب تک کسی نے زمانے کے امام کو نہیں پہچانا۔

من مات ولم يعرف امام زمانه مات ميتة الجاهلية

اہلِ حدیث کے مشہور عالم اسماعیل شہید نے اپنی کتاب ''منصبِ امامت'' میں یہ حدیثِ رسولؐ بھی لکھی ہے کہ ''جو شخص مر جائے اور اپنے زمانے کے امام کو نہ پہچانے وہ کفر کی موت مرے گا''۔

وَالسَّمَآءِ ذَاتِ الْبُرُوْجِ. وَالْيَوْمِ الْمَوْعُوْدِ. وَ شَاهِدٍ وَّ مَشْهُوْدٍ

(سورۂ البروج آیت ۱ تا ۳)

''برجوں والے آسمان کی قسم، اور اس دن کی قسم جس کا وعدہ دیا گیا ہے، اور گواہ اور جس کی گواہی دی جائے گی اس کی قسم''۔

اہلِ حدیث اہلسنّت کے مشہور محدّث علامہ وحید الزماں فرماتے ہیں حضرت رسولؐ خدا نے اس آیت کی تفسیر میں فرمایا ''سما سے مراد میں ہوں یعنی (آنحضرتؐ) اور بروج سے بارہ امام مراد ہیں، پہلے امام علیؑ ہیں اور آخری امام مہدی علیہ السلام ہیں''۔

اہلسنّت کے ایک اور محدث شیخ علی متقی نے اپنی کتاب ''کنز العمال'' میں حضرت رسولؐ خدا کی یہ حدیث بیان کی ہے۔

''یہ دین ہمیشہ (برابر) قائم رہے گا، بارہ امام تک جو قریش سے ہوں گے، جب وہ سب شہادت پا جائیں گے تو زمین مع ساکنوں کے زلزلے میں آ جائے گی''۔

یہ حدیث حق اور صداقت کی سب سے بڑی دلیل ہے، جب بارہ امام ختم ہو جائیں گے تو زمین مع اپنے ساکنوں کے زلزلے میں آ جائے گی تو ابھی ایسا نہیں ہوا، معلوم ہوا کہ اس میں سے بارھواں امام ابھی تک موجود ہے۔ آج کروڑوں مسلمانوں میں کسی کا یہ دعویٰ نہیں کہ اسلام اور دین میرے دم سے قائم ہے، اور مجھ میں صفاتِ خلیفۃ اللہ موجود ہیں، قرآنی آیات اور احادیث بتاتی ہیں کہ اس کا وجود ضروری ہے تو وہ ظاہر میں نہیں ہے تو غائب رہ کر موجود ہے اور اس سے بقائے دین و اسلام ہے۔

يا ايها الذين آمنوا اتقوالله وكونو مع الصّادقين (سورۂ توبہ آیت ۱۵)

''اے ایمان والو اللہ سے ڈرو اور سچوں کے ساتھ ہو جاؤ''

اس لیے ہر زمانے میں ایک صادق کا وجود لازمی ہے، یہ آیت بھی وجود مہدیؑ کی بہت عظیم دلیل ہے،

علامہ اقبال کہتے ہیں:۔

گریز از طرز جمہوری غلام پختہ کارے شو
کہ از نفس دو صد خر فکرِ انسانی نمی آید

یعنی طریقۂ جمہوریت یا طریقۂ اجماع سے بھاگو اور پختہ کار کے تابع بن جاؤ کیونکہ دو سو گدھے مل کر بھی انسانی فکر کے مالک نہیں بن سکتے''۔

سچ پوچھئے تو اجماع یا جمہوریت پر مسلمانوں نے اس لیے جان دی کہ یہ دونوں

چیزیں ان کو برسرِ اقتدار لانے کی امید دلاتی ہیں اور اسی لیے خلافت رسول اللہ'' بنی تیم، بنی عدی، بنی ہاشم، بنی اُمیہ، بنی عباس، ترکوں اور مصریوں میں بھاگی بھاگی پھری، جس کی لاٹھی اس کی بھینس، جس کے ہاتھ میں ڈنڈا تھا، بھینس اُسی کی ہوگئی، اور باقی مسلمانوں کے دماغوں میں یہ امنگ پیدا ہوگئی کہ کبھی نہ کبھی ہماری بھی باری آئے گی، اجماعِ اُمّت کی ناکامی کا سب سے بڑا ثبوت ''سقیفہ'' کا ہنگامہ ہے، پھر بعد کی خلافتوں میں دور دور اجماع کا نام ونشان نہیں ملتا، مسلمان چڑھتے سورج کے پجاری ہیں، اہلِ بیتؑ کے علمی کمالات اور آسمانی و آفاقی سیرت کی وجہ سے اُن کا احترام کرتے تھے دولت کی وجہ سے اور تلواروں کے خوف سے حکومت کے ساتھ تھے۔ ابنِ تیمیہ جیسا متعصب اور دشمنِ اہلِ بیتؑ بھی ''منہاج السنّت'' میں لکھتا ہے کہ:۔

رسول اللہ نے فرمایا:۔

''جو بغیر امام کے مرجائے وہ کفر کی موت مرے گا''

اتنی اہم حدیث سرکار ختمی مرتبتؐ نے بیان کرنے کے بعد کیا یہ نہ بتایا ہوگا کہ وہ امام کون ہوں گے، اور اگر نہیں بتایا کہ وہ امام کون ہیں جن کو مانے بغیر مسلمان کفر کی موت مرجاتا ہے تو اُمّت نے پوچھا کیوں نہیں کہ ان کے نام اور صفات تو بتلا دیجئے، حالانکہ امت کے جو سمجھ میں نہ آتا تھا وہ حضور اکرمؐ سے پوچھ لیا کرتی تھی، آیت مودّت کی تفسیر دیکھ لیجئے کہ نزولِ آیت کے بعد اصحاب نے دریافت کرلیا کہ جن کی محبت واجب ہے وہ کون ہیں اور نبیؐ نے نام بتلا دیئے، آیت صلوٰۃ میں اصحاب نے دریافت کرلیا کہ کیسے درود بھیجیں، حضور اکرمؐ نے طریقہ بتلا دیا،

اور یہاں ایسی سخت سزا کہ ''جو امام زمانہ کو نہ پہچانے کافر مرے گا'' نہ اُمت پوچھتی ہے اور نہ سرکارِ ختمی مرتبتؐ بتلاتے ہیں کہ امام زمانہ کی پہچان یہ ہوگی اور فقط حدیث سنا کر اُمت کو گمراہ و حیران چھوڑ جاتے ہیں کہ خود ہی انتخاب کر کے اور اُس کو مان کر کفر سے بچ جانا۔

قرآن کی آیت میں ارشاد ہوا:-

جَعَلْنٰاھُمْ اَئِمَّةً یَّھْدُوْنَ بِاَمْرِنَا (سورۂ انبیاء آیت ۷۳)

''ہم نے ان کو امام بنایا ہے جو ہمارے حکم سے ہدایت کرتے ہیں''۔

اب حضرت رسولؐ خدا پر فرض تھا کہ وہ ان آئمہ کے نام بتلا دیں جن پر ہدایت کا دار و مدار تھا اور قرآنی حکم کے بعد حضرت سرکارِ رسالتؐ نے بارہ اماموں کے نام اُمت کو بتلا دیئے۔

جابر بن عبداللہ انصاری فرماتے ہیں کہ جب حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر یہ آیت **یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اَطِیْعُوا اللّٰہَ وَاَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ وَ اُولِی الْاَمْرِ مِنْکُمْ** (سورۂ نساء آیت ۵۹)

''اے ایمان لانے والو! اللہ کی اطاعت کرو۔ رسولؐ کی اطاعت کرو اور صاحبان

امر کی" نازل ہوئی تو میں نے عرض کیا یا رسولؐ اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ہم نے اللہ اور اس کے رسولؐ کو پہچان لیا ہے۔ یہ اولوالامر کون ہیں جن کی اطاعت آپ کی اطاعت قرار پائی ہے؟ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا۔ اے جابر وہ میرے خلفاء اور میرے بعد مسلمانوں کے امام ہیں۔ ان میں پہلا فرد علیؑ ابن ابی طالب ہیں۔ پھر حسنؑ پھر حسینؑ پھر علیؑ بن حسینؑ پھر محمدؑ بن علیؑ جن کا نام توریت میں باقر ہے اور جن کے زمانے کو تم پاؤ گے۔ پس جب ان سے ملنا تو میرا اسلام ان سے کہنا۔ پھر جعفر بن محمد صادقؑ پھر موسیٰ بن جعفر پھر علی بن موسیٰ پھر محمد بن علیؑ پھر حسن بن علیؑ پھر وہ فرد ہوگا جس کی کنیت اور نام میرا ہوگا اور وہ زمین پر اللہ کی حجت ہوگا۔ اس کے ہاتھوں پر اللہ مشرق و مغرب کی فتح عطا کرے گا۔ وہ ایک عرصہ تک اپنے شیعوں اور اپنے چاہنے والوں سے غائب رہے گا۔ اور اس کی امامت پر صرف وہی ٹھہرا رہے گا جس کے قلب کا اللہ نے امتحان لے لیا ہوگا۔ جابرؓ کہتے ہیں کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ اُن کی غیبت سے شیعوں کے لیے کیا فائدہ ہوگا۔ آپ نے ارشاد فرمایا کہ قسم ہے اس ذات کی جس نے مجھے نبوت سے سرفراز کیا۔ اس کے نور سے مومن منور ہوں گے اور اس کی غیبت میں اس کی ولایت سے اسی طرح فائدہ اُٹھائیں گے جس طرح لوگ آفتاب سے فائدہ اٹھاتے ہیں جبکہ وہ بادلوں میں چھپ جاتا ہے۔ اے جابرؓ یہ اللہ کے پوشیدہ راز اور اس کے علم کے خزانے ہیں پس اس علم کو صرف اس کے اہل کے سامنے ظاہر کرنا۔

آج چونکہ شہادت حضرت امام علی رضا علیہ السلام ہے، بعد مجلس شبیہ تابوت برآمد ہوگا۔ ہر سال آج کے دن ہم حضرت امام علی رضا صلوٰۃ اللہ علیہ کے سیر و فضائل کے مختلف گوشے پیش کرتے ہیں۔ آج ہم حضرت امام علی رضا علیہ السلام کے اس خط پر گفتگو کریں گے جو آپ نے مامون رشید عباسی بادشاہ کے خط کے جواب میں لکھا تھا۔ مامون رشید نے امامؑ سے "اصولِ حفظانِ صحت" کے نسخے طلب کیے تھے۔ امام نے

اس خط میں لکھا کہ اے مامون! میں اپنے تجربات اور اپنے بزرگوں کے اقوال کھانے پینے اور ادویہ کے استعمال سے متعلق جن جن امور سے اصلاحِ جسمانی ہوتی ہے اور جن کی ضرورت ہر شخص کو پیش آتی ہے ان سب کے متعلق جمع کر کے بھیج دوں۔ تمہارے دریافت کرنے پر میں یہ باتیں لکھ رہا ہوں، امامؑ نے اس نسخے میں ''شربتِ صالحین'' کے فوائد اور بنانے کی ترکیب بھی تحریر کی تھی۔

امام کا خط سماعت فرمایئے، آپ فرماتے ہیں:-

بادشاہ وقت آگاہ ہو کہ خدا اپنے کسی بندے کو اس وقت تک مبتلائے مرض نہیں کرتا جب تک اس کی دوا مقرر نہ فرمادے پس ہر مرض کے لیے ایک علاج دوائی اور ایک علاج تدبیری موجود ہے، نیز یہ بھی جاننا چاہیے کہ جسمِ انسانی کی مثال سلطنت کی سی ہے، روح جو قلب میں ہے اس مملکت کی ملکہ ہے، اعصاب اور دماغ اس کے عمال (کارکن) ہیں پایۂ تخت اس بادشاہ کا دل ہے، مملکت اس بادشاہ کی جسدِ انسانی ہے، دونوں ہاتھ دونوں کان، دونوں آنکھیں، دونوں ہونٹ اور زبان اس بادشاہ کے مددگار ہیں، معدہ اور پیٹ اس بادشاہ کا خزانہ ہے، سینہ حجاب ہے پس ہاتھ ایسے مددگار (معین السلطان) ہیں جو بادشاہ کے حکم کے مطابق جن چیزوں کو وہ چاہتا ہے پہنچاتے ہیں اور جن چیزوں سے وہ نفرت کرتا ہے دور کر دیتے ہیں، پیر ایسے مددگار ہیں جو بادشاہ کو اس کی مرضی کے موافق جس طرف وہ چاہے لے جاتے ہیں، اور آنکھیں ایسی مددگار کہ بادشاہ تک وہ چیزیں پہنچاتی ہیں جو اس سے مخفی ہیں، کیونکہ بادشاہ پردے میں ہے اور آنکھیں اس کے لیے بمنزلہ چراغ ہیں اور دونوں کان قلعہ جسد کے دیدبان (پاسبان) ہیں، ناک و نتھنوں سے آواز کی زینت ہوتی ہے، جس طرح سے نفیری والے کی آواز نفیری میں، ناک اور نتھنوں سے یہ بھی فائدہ کہ بادشاہ جس خوشبو کو پسند کرتا ہے وہ اُس تک پہنچاتے ہیں اور بدبو ناموافق مزاج ہوتی ہے بادشاہ ہاتھوں کو حکم دیتا ہے کہ وہ

سامنے آ کر اس کو روک دیں، یہ بادشاہ قہر وغضب بھی رکھتا ہے اور بخششیں اور انعام بھی دیتا ہے لیکن اس کا غضب تمام بادشاہوں کے غضب سے سوا، اس کا انعام دنیا کی تمام بادشاہوں کی بخشش سے زیادہ ہے۔ غضب اس بادشاہ کا رنج ہے اور انعام و بخشش فرحت وسرور ہے۔ جو آدمی کو حاصل ہوتا ہے، رنج کی اصل (جڑ) طحال میں ہے اور خوشی کی اصل پھیپھڑے اور گردوں میں ہے، ان دونوں اعضا سے دو رگیں چہرے تک آئی ہیں یہی وجہ ہے کہ رنج وخوشی کے آثار چہرے سے ظاہر ہوتے ہیں، اس قسم کی سب رگیں بادشاہ اور اس کے کارکنوں کے مابین راستے ہیں ان کی دلیل یہ ہے کہ جب مریض کوئی دوا پیتا ہے تو رگیں ان کارکنوں کی مدد سے دوا کے اثر کو مرض تک پہنچا دیتی ہیں اور اے بادشاہ! یہ بھی جاننا چاہیئے کہ جسد انسانی کی مثال عمدہ زمین کی ہے کہ اس کو باقاعدہ تر کیا جائے یعنی نہ تو اتنا پانی دیا جائے کہ غرق ہو جائے اور نہ اتنا کم کہ سوکھ جائے بلکہ وقت وموقع سے افراط وتفریط کو ترک کر کے آب پاشی کی جائے تو وہ زراعت پاک وپاکیزہ سرسبز وشاداب ہوگی، پیداوار عمدہ ہوگی اور اگر اس سے غفلت کی جائے تو تنکا بھی نہ اُگے گا، اسی طرح جسم انسانی کی حالت ہے کہ جب غذا وتدبیر میں اعتدال پر عمل درآمد کیا جائے گا تو صحت اچھی رہے گی، پس جو چیزیں بادشاہ کے موافق مزاج ہیں اور قوت پہنچانے والی ہیں ان کا خیال رکھنا چاہیے اور اسی پر اکتفا کرنا چاہیے ہے اور ایک اندازہ قائم کر کے ایسی چیزوں کو غذائے بدن قرار دینا چاہیے، کیونکہ طبیعتیں مختلف ہوتی ہیں اور ہر طبیعت اسی شے کو پسند کرتی ہے جو اس کے موافق ہو پس اسی اصول پر ہمیشہ ایسی چیزوں کو غذائے بدن قرار دینا چاہیے جو موافق مزاج ہوں۔

اے بادشاہ! یاد رکھ کہ جو شخص احتیاج سے زیادہ غذا کھاتا ہے وہ غذا اس کی جُزو بدن نہیں ہوتی اور اس لیے کوئی فائدہ بھی نہیں بخشتی، اور جو شخص بقدر حاجت (بھوک کے موافق) غذا کھاتا ہے (یعنی نہ بہت کم نہ بہت زیادہ) اس کو نفع پہنچتا ہے اور ایسا

شخص ہمیشہ صحیح رہتا ہے اس لیے مناسب ہے کہ جب سچی خواہش پیدا ہو اس وقت کھانا کھایا جائے اور تھوڑی بھوک باقی رہے جبھی غذا ترک کی جائے یہ معمول بادشاہ کی صحت کے لیے مناسب ہے، اس سے عقل میں ذکاوت پیدا ہوتی ہے، بدن ہلکا اور تندرست رہتا ہے، اے بادشاہ! ٹھنڈی چیزیں موسم گرما میں، گرم چیزیں موسم سرما میں اور معتدل اشیاء موسم بہار میں استعمال کرنا چاہیئے، لیکن ضرورت اور اشتہا کا ہمیشہ خیال رہے، پس جس قدر معدے میں ہضم کی قوت ہو اور خواہش ہو اُسی قدر ان کا استعمال بھی کرنا مناسب رہے گا اور جب کھانا سامنے آئے تو سب سے پہلے زود ہضم غذاؤں سے شروع کرنا چاہیے اس امر کی جانچ کہ کون سی غذا زود ہضم ہے اور کون سے دیر ہضم، کھانے والے کی طاقت بدن، اشتہا موسم اور عمر پر موقوف ہے۔

بادشاہ کی غذا کے لیے مناسب وقت ۱۱ بجے دن کا ہے یا تو دن رات میں ایک مرتبہ یا دو دن میں تین مرتبہ اس طرح سے پہلے دن صبح کو اول وقت پھر شام کو اور دوسرے دن قریب ۱۱ بجے کے صرف ایک مرتبہ اور شام کو غذا بالکل ترک کی جائے یہ حکم ہے کہ مجھ کو میرے جد امجد رسولؐ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے میرے دادا علی ابنِ ابی طالبؑ کو دیا، پھر بادشاہ کو کھانا کھانے کے بعد ایک کثیر منافع شربت کا استعمال کرنا چاہیے جس کا نسخہ اور تیار کرنے واستعمال کی ترکیب ذیل میں درج کروں گا۔

اے بادشاہ وقت! اب میں سال کی فصلوں اور ان رومی مہینوں کا ذکر کرتا ہوں جو ہر فصل میں علیحدہ واقع ہوتے ہیں اور یہ کہ حفظ صحت کے لیے کن کن تدابیر کو عمل میں لانا مناسب ہے، اور کن کن چیزوں سے پرہیز ضروری ہے۔ اس کے بعد اقوال انبیاء و آئمہ کے مطابق نسخہ درج کروں گا۔

اے بادشاہ! شربت تیار کرنے کا نسخہ یہ ہے:-

مویز مُنقّٰہ عمدہ سیاہ رنگ پونے تین سیر بیج نکال کر اتنے پانی میں بھگو دیں کہ پانی

چار چار اُنگل اُبھرا رہے، جاڑوں میں تین دن تک اور گرمیوں میں ایک دن رات تک بھیگا رہنے دیں، یہ پانی جس میں مُنقّہ بھگوئے جائیں اگر بارش کا ہو تو بہت بہتر ہے ورنہ ایسے چشمے کا ہو جس کا رُخ مشرق کی طرف ہو کیونکہ یہ پانی نہایت صاف وشفاف اور سُبک ہوتا ہے اور حرارت وبرودت کا اثر جلد قبول کر لیتا ہے، اس کے بعد اس کو اتنی دیر تک پکانا چاہیے کہ مُنقّے پھول جائیں پھر اس کو چھان کر ٹھنڈا کر کے دوبارہ آگ پر رکھا جائے اور نرم آنچ پر اتنا پکایا جائے کہ دو ثلث جل جائے اور ایک ثلث باقی رہ جائے بعد ازاں شہد مُصَفا ایک تولہ ملایا جائے پھر پکایا جائے اس قدر کہ بمقدار شہد پھر جل جائے، شہد کے ساتھ ہی ایک پوٹلی میں حسب ذیل باریک دوائیں کوٹ کر ایک پوٹلی میں باندھ کر دیگ میں ڈال دیں اور اس پوٹلی کو برابر کفگیر سے دباتے رہنا چاہیے تاکہ دواؤں کا اثر اچھی طرح شربت قبول کر لے۔

”زنجبیل ۳ ۱/۲ ماشہ، قرنفل ۱ ۳/۴ ماشہ، دارچینی ۱ ۳/۴ ماشہ، زعفران ۳ ۱/۲ ماشہ، تخم کاسنی ۱ ۳/۴، مصطلگی ۱ ۳/۴ ماشہ“۔

جب شربت تیار ہو جائے تو اُس کو برتن میں تین ماہ تک رہنے دیا جائے۔

پس جس وقت بادشاہ مذکور بالا طریقہ سے کھانا کھا چکے تو اس شربت میں سے ۳ تولے لے کر ۶ تولے آب خالص میں ملا کر پی لے، اگر بادشاہ ایسا کرے گا تو ایک رات اور ایک دن حسب ذیل امراض سے مامون ومحفوظ رہے گا، جملہ اقسام کے بارہ درد جیسے درد نقرس، وجع مفاصل، ریاح وغیرہ اور ہر قسم کے معدے واعصاب دماغ کے درد، بعض قسم کے جگر احشاء وامعاء وملحال کے درد وتکلیف وسستی واعضائے رئیسہ کی کمزوری وغیرہ وغیرہ سے محفوظ رہے گا۔ اگر اس کے بعد پانی کی سچی خواہش پیدا ہو تو جتنا پانی پینے کی عادت ہو اُس سے نصف پانی پینا چاہیے، کیونکہ ایسا کرنے سے بادشاہ کا ہاضمہ درست رہے گا، اعصاب قوی ہو جائیں گے، صحت کی حفاظت ہوگی، اس لیے

بدن کی صحت کھانے اور پینے کے اعتدال اور اصلاح پر موقوف ہے، اگر ان میں اصلاح ملحوظ رہے گی تو بدن میں بھی اصلاح رہے گی ورنہ بدن میں فساد ہوگا۔

اے بادشاہ! یہ بھی جاننا چاہیے کہ نفوس کی قوت مزاج کے تابع ہے اور امزجہ ابدان ہوا کے تابع ہیں۔ پس جس قدر ہوا میں بحسب اوقات و مقامات تغیر ہوتا رہتا ہے ویسے ہی مزاج بھی بدلتے رہتے ہیں۔ کبھی ہوا سرد چلتی ہے کبھی گرم، ویسا ہی مزاج میں تغیر ہوتا رہتا ہے اور جن مقامات پر ہوا ہمیشہ سرد یا ہمیشہ گرم چلتی ہے وہاں اس کا اثر مزاج کے سوا صورتوں پر بھی ظاہر ہوتا ہے اور جہاں ہمیشہ ہوا معتدل چلتی ہے وہاں اجسام کا مزاج بھی معتدل ہو جاتا ہے اس کے ماسوا مزاج کے دیگر تصرفات کی اصلاح حرکات طبعی، ہضم، کھانا، سونا، چلنا، پھرنا وغیرہ کے تغیرات سے بھی ہوتی رہتی ہے، کیونکہ خداوند عالم نے اجسام کی بنا چار خلطوں پر کی ہے صفرا۔ سودا۔ بلغم۔ خون، دو ان میں سے حار ہیں اور دو بارد، اور پھر ان میں بھی اختلاف رکھ دیا ہے یعنی دونوں حار میں سے ایک رطب اور ایک یابس، پھر ان چاروں کو بدن کے چار حصوں پر منقسم کیا ہے۔ سر۔ سینہ۔ پہلو اور پیٹ کے نیچے کا حصہ، پس سر۔ دونوں آنکھیں۔ دونوں کان۔ نتھنے۔ ناک اور منہ میں خون کا غلبہ ہے، سینے میں ریح اور بلغم کا، پہلو میں خلط صفرا اور پیٹ کے نیچے تمام جسم میں سودا کا غلبہ ہے۔

اے بادشاہ! آگاہ ہو کہ نیند دماغ کی حاکم ہے اور بدن کی قوت کا دارومدار خواب پر ہے، پس بادشاہ جب سونے کا ارادہ کرے تو پہلے داہنی کروٹ لیٹے اور پھر بدل لے اسی طرح کروٹ بدلتا رہے یہاں تک کہ جب اُٹھے تو اسی کروٹ پر جس کروٹ پر لیٹا تھا۔

اے بادشاہ! دو گھڑی رات رہے اُٹھنے کی عادت ڈالنا چاہیے اور اسی وقت بیت الخلا جانا چاہیے۔ مگر وہاں ضرورت سے زیادہ نہ بیٹھنا چاہیے کہ اس سے بواسیر پیدا ہوتی ہے، پھر بہترین جس سے مسواک کی جاتی ہے درخت جال ہے کہ اس سے دانت

صاف اور روشن ہوتے ہیں، مسوڑھے مضبوط ہوتے ہیں اور دانت میں کیڑے نہیں پیدا ہونے پاتے مگر اس میں بھی اعتدال شرط ہے کیونکہ زیادہ مسواک کرنے سے دانت کمزور بھی ہو جاتے ہیں اور جڑیں بودی ہو کر ہلنے لگتی ہیں جو شخص اپنے دانتوں کی حفاظت چاہے وہ مندرجہ ذیل منجن کا استعمال کیا کرے۔

نسخہ۔ شاخ گوزن سوختہ، کزمارج، سعد کوفی، سنبل الطیب حب الاثل مساوی الوزن، نمک اندرانی ربع جز باریک پیس کر تیار کیا جائے کیونکہ یہ دانتوں کو مضبوط کرتا ہے، جڑوں کی آفات سے حفاظت کرتا ہے اور جو شخص اپنے دانتوں کو صرف صاف رکھنا چاہے وہ حسب ذیل منجن بنا کر استعمال کرے۔ نمک اندرانی سمندر پھین مساوی الوزن باریک پیس کر استعمال کرے۔

اے بادشاہ! یہ بھی جاننا چاہیے کہ انسان پر جو حالات مختلف اوقات میں طاری ہوتے ہیں وہ چار ہیں پہلی حالت وہ ہے جو پندرھویں برس سے پچیسویں برس تک رہتی ہے اور یہ زمانہ اس کے شباب حسن و تازگی کا ہے اور اس سن میں خون کا غلبہ ہوتا ہے، دوسری حالت وہ ہے جو پچیسویں سال سے پینتیس برس تک رہتی ہے اس سن میں خلط صفرا غالب رہتا ہے تیسری حالت وہ ہے جو پینتیس برس سے شروع ہو کر ساٹھ سال تک رہتی ہے اس سن میں سودا کا غلبہ ہوتا ہے حکمت۔ معرفت عاقبت اندیشی۔ انتظام امور۔ صدق رائے درایت و ثابت قدمی کا یہی سن ہے، اس کے بعد انسان چوتھی حالت میں داخل ہوتا ہے اس سن میں بلغم کا غلبہ ہوتا ہے یہی زمانہ انحطاط کا ہے جب تک یہ حالت باقی رہتی انسان انحطاط کی طرف مائل رہتا ہے۔ غم و ہم، تنغص، عیش سہو نسیان، زندگی کا وبال ہونا، قوت کا گھٹتے جانا یہ سب حالات طاری ہوتے ہیں یہاں تک کہ ایسی بھول طاری ہوتی ہے کہ جاگتے وقت سونے لگتا ہے اور سونے کے وقت جاگنے لگتا ہے اور تازہ و قدیم باتوں کو بھلا دیتا ہے عہدوں کو فراموش کرتا ہے گنتی بھول

جاتا ہے بال و ناخن گرنے لگتے ہیں دن بدن جسم گھٹتا ہی چلا جاتا ہے کیونکہ اس سن میں خلط بلغم کا غلبہ ہوتا ہے جس کا مزاج باردو رطب ہے، اور بالآخر وہ جسم کو جمود و فنا کر کے چھوڑتا ہے۔

اے بادشاہ! کچھ یادر کھنے کی باتیں یہ ہیں:-

جو شخص یہ چاہے کہ کبھی مثانے کی شکایت پیش نہ آئے اُسے لازم ہے کہ کبھی پیشاب نہ روکے گو کسی سواری پر بھی سوار ہو، جس شخص کو یہ منظور ہو کہ اُس کا معدہ کبھی تکلیف نہ پاوے اُسے لازم ہے کہ کھانے کے بیچ میں کبھی پانی نہ پیے کیونکہ کھانے کے بیچ جو پانی پیے گا اُس کے جسم میں رطوبت بڑھ جائے گی معدہ ضعیف ہو جائے گا اور رگوں میں غذا کی پوری قوت نہ پہنچے گی، سبب یہ ہے کہ وہ کھانا پانی کی وجہ سے لئی سا ہو جاتا ہے۔ جس شخص کو بواسیر سے محفوظ رہنا ہو اسے لازم ہے کہ ہر شب سات بریاں خرمے گائے کے گھی کے ساتھ کھایا کرے۔ جس شخص کو یہ منظور ہو کہ اس کا حافظہ بڑھ جائے اُسے لازم ہے کہ روزانہ نہار منہ ۳ تولہ مویز منقّہ کھالیا کرے۔ جس شخص کو یہ منظور ہو کہ اُس کا نسیان کم ہو جائے اُسے لازم ہے کہ تین ٹکڑے مربائے ادرک کے جو شہد میں پڑا ہوا ہو روز کھالیا کرے۔ اس کی غذا میں کوئی ایسی شے ضرور ہو جس میں رائی کی شرکت ہو، جو شخص چاہے کہ اس کی عقل زیادہ ہو جائے اُسے روزانہ تین ہڑیں مربے کی کھانی چاہیے جو شکر میں پڑا ہو، جو شخص صفرا کی زیادتی سے بچنا چاہے اور یہ بھی منظور ہو کہ اس کے ناخن نہ پھٹیں اور بدصورت نہ ہوں اسے چاہیے کہ سوائے جمعرات کے اور کسی دن ناخن نہ کٹوائے جو شخص یہ چاہے کہ اُسے کے کان میں درد نہ ہو اُسے چاہیے کہ سوتے وقت کان میں روئی رکھ لیا کرے، جس شخص کو یہ منظور ہو کہ جاڑے میں کبھی زکام نہ ہو وہ تین چمچے روزانہ شہد کے پی لیا کرے۔

اے بادشاہ! شہد کی بھی بعض شناختیں ہیں جن سے اُن کے منافع اور ضرر دونوں

پہچانے جا سکتے ہیں، ان میں سے ایک یہ ہے کہ جو شخص خالص شہد کو سونگھے گا اُسے فوراً پیاس معلوم ہوگی، دوسری پہچان یہ ہے کہ اُس کے چکھنے کے ساتھ ہی شدت کی گرمی معلوم ہوگی، یہ قسم زہرِ قاتل ہے۔

نرگس کے پھولوں کا سونگھنا بھی جاڑے جاڑے زکام نہ ہونے دے گا، گرمی میں زکام سے بچنے کے لیے دھوپ میں بیٹھنے سے پرہیز کرے اور ہر روز ککڑی یا کھیرا کھایا کرے جو شخص دردِ شقیقہ یا ذات الجنب سے ڈرتا ہو اُسے لازم ہے کہ تازہ مچھلی گرمی جاڑہ ہمیشہ کھاتا رہے جو چاہے کہ اس کا بدن ہلکا پھلکا رہے اور بہت موٹا پا نہ چڑھے اُسے لازم ہے کہ رات کا کھانا کم کردے، جو یہ چاہے کہ اُسے ناف کی شکایت نہ ہو اُسے چاہیے کہ جب سر میں تیل ڈالے ناف میں بھی لگا لیا کرے جو یہ چاہے کہ ہونٹ نہ پھٹیں اور ہونٹوں پر پھنسیاں نہ نکلیں تو سر میں جو تیل لگائے وہ ابروؤں پر بھی لگا لیا کرے جو یہ چاہے کہ اس کا کوا نہ لٹکے اور کان نہ بہیں اُسے لازم ہے کہ جب کوئی میٹھی چیز کھائے سرکہ سے غرارہ کرلیا کرے جو یرقان سے بچنا چاہے اُسے لازم ہے کہ گرمی کے موسم میں جب کسی بند مکان کا دروازہ کھلے تو اُس کے اندر فوراً نہ داخل ہو اور جاڑے کے موسم میں جب کسی بند مقام کا دروازہ کھلے تو اُس کے اندر سے فوراً باہر نہ نکلے جو ریاحی درد سے بچنا چاہے اُسے ہر ہفتے ایک مرتبہ لہسن کھانا چاہیے، جو یہ چاہے کہ اُس کے دانت خراب نہ ہوں اُسے چاہیے کہ میٹھی چیز کھانے سے پہلے روٹی کا روکھا ٹکڑا کھا لیا کرے، جو یہ چاہے کہ اُس کا کھانا صحیح طریقہ سے ہضم ہو جائے اُسے لازم ہے کہ کھانا کھانے سے تھوڑی دیر بعد داہنی کروٹ لیٹ رہے اور پھر بائیں کروٹ بدل لے، یہاں تک کہ ذرا نیند آجائے، جو یہ چاہے کہ بلغم اس کے جسم سے کم ہو جائے اُسے لازم ہے روزانہ تھوڑی سی جوارش کمونی نہار منہ کھایا کرے دھوپ میں بیٹھے اور بارد غذاؤں سے پرہیز کرے، جو چاہے کہ صفرے کی زیادتی کم ہو جائے اُسے لازم ہے کہ

روزانہ رطب و بارد چیزیں کھائے، بدن کو راحت پہنچائے، حرکت کم کرے اور جو چیزیں پسند ہوں اُسے زیادہ دیکھا کرے، جو سودا کو جلا دینا چاہے اُسے لازم ہے کہ قے زیادہ کرے جو شخص ریاح بارد کو دور کرنا چاہے اُسے لازم ہے کہ جسم پر روغن کی مالش کرائے حقنہ استعمال کرے اور آبزن کے طریقے سے گرم پانی کی ٹکور اُس موقع پر کرے، جو چاہے کہ بلغم بالکل پیدا ہی نہ ہو وہ ایک مثقال اطریفل صغیر نہار منہ کھالیا کرے۔

اے بادشاہ! حفظِ صحت کے لیے میری ہدایت پر عمل کرنا چاہیئے :-

اس کا ضرور خیال رکھنا چاہیے کہ معدے میں ایک وقت میں انڈے اور مچھلیاں اکٹھا نہ ہونے پائیں کیونکہ جب جوف انسان میں ان کا اجتماع ہوتا ہے تو نقرس۔ قولنج۔ بواسیر اور داڑھ کا درد پیدا ہوتا ہے۔ زیادہ انڈے کھانے سے منہ پر چھائیاں پیدا ہوجاتی ہیں، جن مچھلیوں اور گوشت میں نمک لگا کر رکھ دیا جاتا ہے اُن کا کھانا اور فصد کے بعد نمکین چیزوں کا کھانا چھیپ اور کھجلی پیدا کرتا ہے، بکری کا گردہ، کلیجی، پھیپھڑا اور اوجھڑی کھانے سے مثانے میں تغیرات پیدا ہوجاتے ہیں۔

بھرے پیٹ میں حمام جانے سے قولنج پیدا ہوتا ہے مچھلی کھا کر ٹھنڈے پانی سے غسل کرنے سے فالج، رات کے وقت ترنج کھانے سے آنکھیں لوٹ جاتی ہیں، بھینگا ہوجاتا ہے زیادہ انڈے کھانا معدے میں درد پیدا کرتا ہے نیم برشت انڈے کھانے سے نفخ شکم اور دمہ پیدا ہوتا ہے اور کچا یا بغیر گلا گوشت کھانے سے پیٹ میں کدو دانے پیدا ہوتے ہیں، گرم یا میٹھی چیزوں کے بعد ٹھنڈا پانی پینے کی عادت سے دانت جلدی جاتے رہتے ہیں شکاری چوپایوں یا گائے کا گوشت بہت کھانے سے عقل میں فتور آتا ہے، ذہن بھدا ہوتا جاتا ہے اور بھول پیدا ہوجاتی ہے۔

آخر میں امام قائم علیہ السلام، ان کی غیبت اور ان کی امامت پر حضرت

امام علی رضا علیہ السلام کے ارشادات گرامی بھی سُن لیجئے۔

ایوب بن نوح بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام علی رضا علیہ السلام سے عرض کیا کہ میں امید کرتا ہوں کہ آپؑ صاحبِ امر ہیں اور یہ امر آپؑ کے پاس بغیر شمشیر زنی کے آیا ہے۔ آپؑ کی بیعت ولی عہدی بھی ہوئی اور آپؑ کے نام کا سکہ بھی بن گیا۔ آپؑ نے فرمایا: ہم میں سے کوئی امام ایسا نہیں ہوا کہ جس سے مومنین نے خط و کتابت نہ کی ہو، مسائل اس سے دریافت نہ کیے گئے ہوں اور اموال اس کی طرف بھیجے نہ گئے ہوں مگر یہ کہ اس کو زہر دیا گیا ہے یا وہ اپنے فرش پر مرا ہے یہاں تک کہ خدا اس امر امامت کے لیے ہم میں سے ایک مرد کو مبعوث کرے گا جس کی ولادت اور پرورش خفیہ طور پر ہوگی اور اس کا نسب غیر خفی ہوگا۔

حضرت امام علی رضا علیہ السلام سے حضرت قائم علیہ السلام کے متعلق دریافت کیا گیا تو آپؑ نے فرمایا اس کا جسم نظروں سے غائب ہوگا اور اس کا نام لینا جائز نہ ہوگا۔

ابوالحسن علی بن موسیٰ علی رضا علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ ایک شدید آزمائش کا آنا لازم ہے جس میں تمام بھید ساقط ہو جائیں گے۔ یہ اس وقت ہوگا جب میرے فرزند مہدیؑ کو شیعہ کھو بیٹھیں گے۔ اِس پر اہلِ آسمان و زمین نوحہ کریں گے اور تمام دیدار کے پیاسے مرد اور عورت اور تمام غم زدہ اور مصیبت زدہ روئیں گے۔ پھر فرمایا میرے اس فرزند کا نام میرے جد رسولؐ اللہ کے نام پر ہوگا وہ میرے اور موسیٰ بن عمران کی شبیہ ہوگا اس کے لیے اللہ نور قرار دے گا جس سے تمام عالم منور ہوگا اس کی موت پر اہلِ زمین و آسمان غمزدہ ہوں گے۔ اس کی غیبت پر مومنین و مومنات غمگین و حیران ہوں گے یہاں تک کہ اس کی آمد کی نداء آئے گی جو دور اور قریب ہر طرف سنائی دے گی یہ نداء مومنین کے لیے رحمت اور کافرین کے لیے عذاب ہوگی۔

حضرت امام علی رضا علیہ السلام نے اپنے ایک صحابی سے دریافت فرمایا: تم بغداد

میں کس جگہ رہتے ہو؟ اس نے کہا: کرخ میں۔ آپؑ نے فرمایا: یہ جگہ زیادہ پر سکون ہے۔ اور ایک وقت ایسا آئے گا جب ایک شدید فتنہ اُٹھے گا جب ہر بھید ساقط ہو جائے گا۔ اور یہ اس وقت ہوگا جب میرے فرزند مہدیؑ کے شیعوں کا فقدان ہوگا۔

حضرت امام علی رضا علیہ السلام کا ارشاد ہے: جس کے پاس پرہیزگاری نہیں اس کے لیے دین نہیں جس کے پاس تقیہ نہیں اس کے لیے ایمان نہیں۔ اللہ کے نزدیک تم میں سے وہ مکرم ہے جو تقیہ پر زیادہ عمل کرتا ہے۔ کسی نے پوچھا؛ فرزند رسولؐ آخر کب تک؟ فرمایا: وقت معلوم تک اور وہ دن ہوگا جس دن ہم اہلِ بیتؑ کا قائم خروج کرے گا۔ پس جس نے ہمارے قائم کے خروج سے پہلے تقیہ ترک کر دیا وہ ہم میں سے نہیں۔ عرض کیا گیا؛ فرزند رسولؐ آپ اہلِ بیتؑ میں سے قائم کون ہے؟ آپ نے فرمایا: عورتوں کی ملکہ (نرجس خاتون) کا فرزند۔ اللہ تعالیٰ اس کے ذریعے سے زمین کو ظلم و جور سے پاک کرے گا اور پاکیزہ کرے گا ہر ظلم سے۔ لوگ اس کی ولادت کے بارے میں شک کریں گے۔ وہ خروج سے پہلے غَیبت اختیار کرے گا جب وہ خروج کرے گا تو زمین اس کے نور سے منور ہو جائے گی۔ وہ لوگوں کے درمیان عدل قائم کرے گا اور کوئی کسی پر ظلم نہیں کر سکے گا۔ اس کے لیے فاصلے سمٹ جائیں گے۔ اس کا سایہ نہ ہوگا۔ آسمان سے ایک منادی اس کی طرف لوگوں کو دعوت دے گا جسے تمام اہلِ زمین سنیں گے۔ وہ منادی کہے گا۔ آگاہ ہو کہ اللہ کی حجت بیت اللہ کے پاس ظاہر ہوگئی ہے۔ پس اس کا اتباع کرو حق اس کے ساتھ ہے اور اس میں ہے اور اس کے بارے میں ارشاد رب العزت ہے **ان نشاَ ننزّل علیہم من السّماءِ آیۃً فظلّت اعناقھم لھا خاضعین** (سورۂ شعراء آیت ۴)

''اگر ہم چاہیں ان پر آسمان سے ایک نشانی اتاریں پھر ان کی گردنیں اس کے آگے جھک جائیں۔

دعبل خزاعی کہتے ہیں کہ میں نے حضرت امام علی رضا علیہ السلام کی خدمت میں ایک قصیدہ پیش کیا اس کی ابتداء اس شعر سے ہوئی تھی۔

مدارس آیات خلت من تلاوة

ومنزل وحی مقفر العرصات

''اللہ کی نشانیوں کی درسگاہیں تلاوت سے خالی ہوگئیں۔ اور وحی کا مقام نزول خالی پڑا ہوا ہے''

دعبل کہتے ہیں جب میں ان اشعار پر پہنچا۔

خروج امام لامحالة خارج

یقوم علی اسم اللّٰہ البرکات

''ایک امام کا ظہور یقینی ہے وہ ظاہر ہوگا۔ اللہ کے نام کے ساتھ اٹھے گا''

یمیز فینا کلّ حقٍ و باطل

ویجزی علی النعماء و النقمات

''ہمارے درمیان ہر حق و باطل کو جدا کرے گا۔ اور نعمتوں سے نوازے گا اور دشمنوں کو سزا دے گا''

یہ اشعار سن کر حضرت امام علی رضا علیہ السلام گریہ فرمانے لگے پھر میری طرف رخ کر کے فرمایا: اے خزاعی ان دو اشعار کے ذریعہ تیری زبان پر روح القدس کا کلام جاری ہوا۔ کیا تجھے معلوم ہے کہ وہ امام کون ہے اور کب قیام کرے گا۔ میں نے عرض کیا: مولا نہیں مجھے صرف اتنا معلوم ہے کہ آپ اہلِ بیتؑ میں سے ایک امام خروج کرے گا وہ زمین کو فساد سے پاک کردے گا اور عدل سے بھر دے گا۔ (جس طرح وہ ظلم وجور سے بھری ہوگی)

آپؑ نے فرمایا: اے دعبل میرے بعد میرے فرزند محمدؑ امام ہوں گے۔ ان کے

بعد ان کے فرزند علیؑ امام ہوں گے ان کے بعد ان کے فرزند حسنؑ امام ہوں گے۔ حسنؑ کے بعد ان کے فرزند حجت قائمؑ منتظر امام ہوں گے۔ جو غیبت اختیار کریں گے۔ اور جب ظاہر ہوں گے تو آپ کی اطاعت کی جائے گی۔ اگر دنیا کے اختتام میں ایک دن بھی رہ جائے گا تو اللہ اس کو اتنا طویل کر دے گا کہ امام خروج کریں اور زمین کو عدل و انصاف سے بھر دیں جس طرح وہ ظلم و جور سے بھر چکی ہوگی۔

جہاں تک اس سوال کا تعلق ہے کہ کب قیام کریں گے تو میرے والد نے اپنے آباء واجداد سے روایت کی ہے کہ کسی نے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھا: یا رسولؐ آپ کی ذرّیت میں سے قائمؑ کب ظہور کریں گے؟ تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اس کے خروج کا وقت قیامت کی طرح ہے۔ (جس کا علم صرف اللہ کو ہے) جس کے بارے میں ارشاد باری تعالیٰ ہے۔ لا یُجلّیھا لِوَقتِھآ اِلّاھو ثقُلت فی السّمواتِ والارَضِ لاتأتِیکُم اِلّا بغتَةً (سورۂ اعراف آیت ۱۸۷)

”وہی اس کو بروقت ظاہر کرے گا۔ یہ زمین و آسمان دونوں کے لیے بہت گراں ہے۔ وہ تم پر بے خبری میں آئے گی“۔

دعبل نے عرض کیا: فرزند رسولؐ طوس میں کس کی قبر ہوگی؟ آپؑ نے فرمایا: میری۔ میں جلد طوس جاؤں گا جہاں میری قبر میرے شیعوں کے لیے زیارت گاہ بنے گی۔ پس جس نے میری غربت میں طوس میں میری زیارت کی وہ میرے ساتھ قیامت کے دن ہوگا اور اس کی مغفرت ہوگی۔

حضرت امام علی رضا علیہ السلام دعبل کے اشعار سن کر گھر میں تشریف لے گئے۔ کچھ دیر بعد آپؑ کا خادم ایک سو دینار رضویہ لے کر آیا اور دعبل سے یہ کہا: یہ مولا نے تمہارے زاد سفر کے لیے دیئے ہیں۔ دعبل نے کہا: مجھے اس کی طلب نہیں اور نہ ہی میں نے یہ قصیدہ کسی لالچ میں کہا تھا۔ ہاں البتہ امام علیہ السلام سے عرض کرو کہ اپنا پہنا

ہوا کوئی کپڑا مجھے دے دیں تا کہ وہ میرے لیے باعث برکت وشرف ہو۔ آپؑ نے دعبل کو اپنا ایک جبہ بھجوایا اور دینار بھی دے دیے کہ یہ رکھ لو کام آئیں گے۔ دعبل نے وہ دونوں چیزیں لیں اور مرو سے ایک قافلہ کے ساتھ روانہ ہوا۔ جب قافلہ قوہان (نیشاپور کے قریب ایک قریہ) کے مقام پر پہنچا تو ڈاکوؤں نے قافلہ کو لوٹ لیا اور تمام مسافروں کو قید کرلیا۔ اور آپس میں لوٹ کا مال تقسیم کرنے لگے ان ڈاکوؤں میں سے ایک شخص دعبل کا یہ شعر گنگنا رہا تھا۔

ارى فيئهم فـى غيـرهم متقسماً

وأيـديهم مـن فيئهم صفـرات

''میں دیکھ رہا ہوں کہ ان کے املاک غیروں میں بانٹے جا رہے ہیں اور ان کے ہاتھ جائیدادوں سے خالی ہیں''۔

دعبل نے اس سے پوچھا: یہ کس کا شعر ہے۔ اس نے کہا خزاعہ قبیلے کے ایک شخص دعبل بن علی کا۔ دعبل نے کہا: میں ہی دعبل ہوں جس نے یہ قصیدہ کہا ہے اور یہ میرا ہی شعر ہے۔ یہ سن کر وہ شخص دعبل کو اپنے سردار کے پاس لے گیا جو ایک ٹیلے کی چوٹی پر نماز پڑھ رہا تھا اور وہ شیعوں میں سے تھا۔ اس نے اپنے سردار کو باخبر کر دیا تو وہ بذات خود آیا اور دعبل کے پاس کھڑا ہو گیا۔ اس نے پوچھا: کیا تم دعبل ہو۔ انہوں نے جواب دیا: ہاں۔ اس نے کہا اس قصیدے کو دوبارہ پڑھو۔ انہوں نے اسے دوبارہ پڑھا تو اس نے دعبل اور قافلہ کے تمام افراد کو رہا کر دیا اور جو کچھ ان سے چھینا تھا دعبل کے احترام میں واپس کر دیا۔ پس دعبل قم پہنچے اور اہلِ قُم میں اعلان کیا گیا کہ دعبل اپنا نوتصنیف قصیدہ مسجد میں پڑھیں گے۔ وقت مقرر پر لوگ جامع مسجد میں جمع ہوئے دعبل منبر پر گئے اور قصیدہ پیش کیا قصیدہ سن کر لوگوں نے مال واسباب نذر کئے۔ جب لوگوں کو پتہ چلا کہ دعبل کے پاس حضرت امام علی رضا علیہ سلام کا جبہ ہے تو انہوں نے

ایک ہزار دینار میں خریدنے کی پیشکش کی مگر دعبل نے انکار کردیا۔ تو انہوں نے کہا: اچھا اس جبہ کا کچھ حصہ ہمیں ایک ہزار دینار میں دے دو۔ مگر دعبل نے انکار کیا اور قم سے چلے گئے۔ ابھی شہر سے نکلے ہی تھے کہ عرب کے ایک قبیلہ نے حملہ کر کے وہ جبہ چھین لیا۔ دعبل واپس آئے اور جبہ کا مطالبہ کیا مگر ان لوگوں نے جبہ دینے سے انکار کردیا اور اس کے بدلے آٹھ ہزار دینار کی پیشکش کی دعبل نے انکار کردیا۔ مگر جب دعبل مایوس ہو گئے تو انہوں نے ان لوگوں سے کہا کہ اس جبہ کا کچھ حصہ ہی مجھے دے دو تو ان لوگوں نے اس جبہ کا کچھ حصہ پھاڑ کر دعبل کو دیا اور آٹھ ہزار دینار بھی دے دیئے۔ دعبل اپنے وطن کی طرف لوٹے راستے میں ڈاکوؤں نے گھیر لیا اور جو کچھ بھی تھا لوٹ لیا اور صرف وہ ایک سو دینار رہ گئے جو امامؑ نے دیئے تھے۔ دعبل نے ان سو دیناروں سے درہم خریدے ایک دینار کے سو درہم ملے اس طرح آپ کے پاس دس ہزار درہم ہو گئے۔ اس وقت دعبل کو امام کا قول یاد آیا کہ دعبل تمہیں ان پیسوں کی ضرورت پڑے گی۔ دعبل کے ساتھ ان کی ایک کنیز بھی تھی جو سخت بیمار ہوگئی۔ طبیبوں نے کہا کہ اس کی سیدھی آنکھ ضائع ہو چکی ہے۔ البتہ بائیں آنکھ کا علاج ممکن ہے دعبل کو یہ سن کر بہت دکھ ہوا اور بہت روئے۔ پھر انہیں یاد آیا کہ ان کے پاس جبہ کا ایک ٹکڑا ہے انہوں نے رات کے اول حصے میں کنیز کی آنکھوں پر وہ ٹکڑا مس کیا صبح کو اس کنیز کی دونوں آنکھیں ٹھیک ہوگئیں اور حضرت امام علی رضا علیہ السلام کی برکت سے مرض کے آثار بھی باقی نہ رہے۔

ریان بن الصلت نے حضرت امام علی رضا علیہ السلام سے پوچھا کیا آپ صاحبِ امر ہیں؟ فرمایا: ہاں میں صاحب امر ہوں مگر میں وہ امام نہیں ہوں جو دنیا کو عدل و انصاف سے اس طرح بھر دے گا جس طرح وہ ظلم و جور سے بھر چکی ہوگی۔ میں وہ امام کیسے ہو سکتا ہوں جبکہ تم دیکھتے ہو کہ مجھ پر ضعفِ بدنی طاری ہے۔ قائم وہ ہوگا کہ جب

وہ ظاہر ہوگا تو عمر اس کی چالیس برس ہوگی۔ مگر نظر جوان آئے گا۔ طاقت جسمانی ایسی ہوگی کہ اگر وہ چاہے گا تو بڑے سے بڑے درختوں کو ہاتھ سے جڑ سمیت اکھاڑ پھینکے اور پہاڑوں کو ہموار کردے۔ اس کے پاس حضرت موسیٰ علیہ السلام کا عصا اور حضرت سلیمان علیہ السلام کی انگوٹھی ہوگی۔ وہ میری اولاد میں چوتھا فرد ہوگا اللہ اس پر غیبت کا پردہ ڈال دے گا پھر اسے ظاہر کرے گا۔ تو وہ زمین کو عدل وانصاف سے اس طرح بھر دے گا جس طرح وہ ظلم وجور سے بھر چکی ہوگی۔

یہ بحارالانوار میرے پہلو میں رکھی ہے کل میں کچھ چیزیں پڑھ رہا تھا کتاب ساتھ لایا ہوں تاکہ روایت کا ایک ایک لفظ پڑھ کر سنادوں۔ یہ خط حضرت ولیٔ عصر امام مہدیؑ نے شیخ مفید کے نام لکھا ہے۔

شیخ مفید کو خط لکھ رہے ہیں امامؑ فرماتے ہیں، کہ تم نے جب کہ ہم تمھاری نگرانی کر رہے ہیں، ہم تمہیں دیکھ رہے ہیں، یہ جو تم ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل ہو جاتے ہو یا تم پر آئی ہوئی بلا ٹل جاتی ہے یہ اقدام اگر ہم نہ کروادیں تو تمہیں دنیا پیس کر رکھ دے۔ کہیئے تو میں دیکھ کر پڑھوں کہیئے تو زبانی سناؤں اگر آپ کو یقین نہ ہو لائٹ نہیں ہے مشکل پڑے گی میں پڑھ کر سناؤں، شیخ مفید کے نام جو دو خط امام کے ہیں اس کے بعد نہج البلاغہ میں علیؑ کا خطبہ بار بار ہر امام کے پیغامات اور اس کے بعد یہ امام زمانہؑ کے پیغامات آپ کے نام جو ہیں گھبرانا نہیں پریشان نہیں ہونا ہم دیکھتے ہیں کہ کون سی بلا تم پر آنے والی ہے لیکن ہم کیا کریں کہ تم ہم کو بھولے رہتے ہو ہم جو باتیں پسند نہیں کرتے تم اس میں زیادہ پڑے رہتے ہو، امام کس حسرت سے کہتے ہیں کہ کوشش کرو میرے چاہنے والوں کہ وہ کرو جو میری مرضی ہے، جو میں چاہتا ہوں وہ کرو، امام کا جملہ ہے شرح میں کر رہا ہوں امامؑ کے جملے کی، میرا ایک ایک جملہ، ایک ایک بچہ، ایک ایک جوان غور سے سنے اور یاد رکھے۔ کوئی شبہ، کوئی شک اس روایت میں نہیں ہے متواتر

شیعہ سنی ہر مفسر، ہر راوی نے لکھا کہ جب محضر شہادت آیا، مصائب نہیں پڑھ رہا فضائل پڑھ رہا ہوں۔ محضر شہادت آیا خبر شہادت حسینؑ کو سنائی گئی پانچ برس کا سن تھا، ایک ایک چیز کو حسینؑ نے منظور کیا، فاطمہ زہراؑ نے منظور کیا، علیؑ نے منظور کیا اس کے بعد ماں نے یہ کہا کہ بابا جب یہ واقعہ ہوگا تو ہم سب ہوں گے نبیؐ نے کہا نہیں نہ ہم ہوں گے نہ تم، نہ علیؑ، نہ حسنؑ، اب ماں روئی، ماں اب روئی اور روکر کہا بابا تو جب ہم سب نہ ہوں گے تو پھر میرے حسینؑ کو روئے گا کون، وحی ہونے کے ساتھ نبیؐ کہتا ہے جبرئیلؑ موجود ہیں۔ فرماتے ہیں فاطمہؑ نہ گھبراؤ اللہ کا وعدہ ہے کہ اللہ ایک قوم کو پیدا کرے گا جو قوم قیامت تک حسینؑ کو روئے گی اس قوم کا بچہ، جوان، عورتیں کربلا کے بچوں، جوانوں اور عورتوں کو روئیں گے، ان کا ماتم کریں گے۔ زہراؑ کو تسلی ہوگئی اور اطمینان ہوگیا اور اس کے بعد کہا کہ بابا پھر اجازت ہے کہ جب میں نہ ہوں گی تو حسنؑ وحسینؑ کی قبر بنا کر اس پر ماتم کرلوں کہا اذن الٰہی ہے ہاں، ماں نے دو قبریں بنائیں یہ میرے حسنؑ کی قبر، یہ میرے حسینؑ کی قبر، اب اس میں دلیلیں ہیں، دلیلوں پر گفتگو نہیں کرنا دو زندہ امامؑ سامنے ہیں ماں زندوں کا ماتم کر رہی ہے اذن نبیؐ سے اور اللہ کا فرشتہ جبرئیلؑ موجود ہے اور قبر پہ ماتم ہو رہا ہے، نبیؐ کے گھر میں ہو رہا ہے، کہہ چکا شیعہ سنی کی مستند ترین کتابوں میں یہ روایت موجود ہے۔ کوئی شک نہیں ہے اس روایت میں تجزیہ صرف آپ کے سامنے یہ پیش کرنا ہے کہ قسم کھا کر بتائیں کہ زہراؑ کی حسرت کیا تھی کہ میرے بچوں کو روئے گا کون؟ فکر کیا تھی ماں کو، کوئی فکر نہیں ہے گھر لٹ جائے، سب قتل ہو جائیں، حسینؑ شہید ہو جائے ٹھیک ہے قربانی قبول لیکن بابا روئے گا کون حسینؑ کو، تو اللہ کہتا ہے ایک قوم کو پیدا کیا جائے یعنی قوم کی خلقت اس لئے ہوگی کہ حسینؑ پر قیامت تک رویا جائے تو اس پوری بات میں کہیں شرط لگائی نبیؐ نے، یا علیؑ نے، یا فاطمہؑ نے کہ وہ قوم کچھ اور بھی کرتی ہوگی مجھے گنوانے کی ضرورت نہیں ہے کوئی چیز میں گنواؤں گا نہیں غور سے ایک ایک لفظ

سنیئے، کوئی شرط نہیں لگائی گئی کہ وہ قوم تجارت بھی کرتی ہو، وہ قوم سیاسیات میں بھی ہو، وہ قوم الیکشن بھی لڑتی ہو، اس قوم کے پاس دولت بھی ہو، بنگلے اور گاڑیاں بھی ہوں میں بہت بچ کے بات کر رہا ہوں شرائط میں یہ نہیں ہے کہ وہ قوم نماز بھی پڑھتی ہو، وہ قوم روزے بھی رکھتی ہو، وہ قوم دیگر امور بھی کرتی ہو، بس رونے کے لئے پیدا کی جائے گی۔ اور اگر یہ قوم پابندی سے نماز قائم کرتی ہے تو یہ مسلمانوں پر ایک احسانِ عظیم ہے۔ کہ برستے تیروں میں بھی ہم نے نماز ادا کی ہے۔

بس پیدا کی جائے گی رونے کے لئے۔ اب جملے کو غور سے سننا امامؑ زمانہ کے خط کو شرح کے ساتھ پیش کر رہا ہوں، جو ہم چاہتے ہیں وہ کرو، کیا چاہتے ہیں ہم؟ کیا ہم یہ چاہتے ہیں کہ تم سیاسیات میں حصّہ لو، کس نے کہا یہ سارے کام تم کرتے پھرو، یاد رکھنا اگر رونا چھوڑ کر دیگر کاموں میں لگ گئے تو نام ونشان مٹ جائے گا اس لئے کہ تمھارا مقصد رونا ہے شرط یہی ہے کہ روؤ گے تو زندہ رہو گے ورنہ پیس دیئے جاؤ گے، اگر یہ کام چھوڑ دیا، کہہ دوں یہی کوشش ہے، یہی کوشش ہے کہ ان سے رونا چھڑوا دیا جائے اس لئے کہ تمام اقوام کو یہ معلوم ہو چکا ہے کہ ان کی زندگی کا راز ان کے آنسوؤں میں ہے۔ اب چودہ سو برس کے بعد یہ راز پتہ لگایا ہے دنیا نے کہ یہ جی کیسے گئے اب پتہ چلا دنیا کو یہ جئے کیسے؟ کیوں؟ دنیا حیران رہ گئی اس لئے کہ کبھی شاہی انھیں ملی نہیں، ملوکیت انہیں ملی نہیں، کسی شاہی نے ان کی سرپرستی نہیں کی، یہ ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل ہوتے رہے، کیا پیغام لے کر گئے پیغام ایک ہی تھا جہاں گئے بتایا ہم رونے والے ہیں اگر ساتھ دینا چاہتے ہو تو دو، جہاں گئے اسی قوم نے ساتھ دیا اگر یہ ناقص اور باطل عقیدہ ہوتا تو لاکھوں ہندو نہ روتے ساتھ میں، لاکھوں سکھ، ہزاروں عیسائی، ہزاروں یہودی جہاں جہاں پیغام پہنچا کربلا کا، یہی تو کام تھا سادات کا، نکلے ہی اسی لئے تھے عرب سے، یہاں نہیں رونے دو گے ہم ایران میں روئیں گے، ہم بخارا میں

روئیں گے، ہم غزنی میں روئیں گے، ہم گردیز میں روئیں گے، ہم ملتان میں روئیں گے، ہم ہندوستان میں روئیں گے، دیہاتوں میں، قریوں میں روئیں گے، رونا نہیں چھوڑیں گے۔

یہ پریشانیاں کیوں آرہی ہیں اس لئے کہ عقائد کو بدلا جا رہا ہے، یاد رکھو امامؑ پردے میں ہیں، مصلّے پر ہیں صبح سے رونا شروع کرتے ہیں ظہر کا وقت آجاتا ہے، ظہر عصر پڑھ کے رونا شروع کرتے ہیں مغرب ہو جاتی ہے، مغرب عشا پڑھ کے شب گزر جاتی ہے روتے ہوئے، تمہیں رونا کب آتا ہے جب تم ذوالجناح دیکھتے ہو، علم دیکھتے ہو، تابوت دیکھتے ہو، گھر کا وارث مصلّے پر ہے اور سامنے پہلو میں ذوالفقار رکھی ہے، دروازے پر ذوالجناح تیار ہے، کون سا ذوالجناح وہی حسینؑ کا زخمی ذوالجناح موجود ہے اور سامنے عباسؑ کا علم لپٹا ہوا ہے ایک گوشے میں استادہ ہے کبھی اس خوں بھرے پھریرے پر نظر فرماتے ہیں، کبھی ذوالجناح پر نظر فرماتے ہیں، کبھی ذوالفقار پر نظر فرماتے ہیں، کیسے نہ روئے فاطمہؑ کا لال، تبھی تو کہہ رہا ہے وہ کرو جو ہماری مرضی ہے، تمھاری رضا ان آنسوؤں میں ہے اس رونے میں ہے۔ پچھلے سال بھی اور اس سے پہلے بھی یہ واقعہ پڑھا ہے کہ جب عراق گیا تو وہاں ایک صاحبِ معرفت عالم مولانا رفاقت حسین صاحب سے ملاقات ہوئی ضریح حسین کے پاس بیٹھ کر انھوں نے بہت سے واقعات سنائے، انھوں نے کہا چالیس برس سے یہاں کربلا میں ہوں روز بلا ناغہ گھر سے چل کر صبح، دوپہر اور شام کو یہیں نمازیں پڑھتا ہوں ضریح حسین کے پاس، میں نے پوچھا کیفیت پہلے کیا تھی اور اب کیا ہے انھوں نے کہا جب میں نیا نیا آیا تو پوری رات پورا دن ضریح حسین کے پاس بیٹھ کر گزارتا تھا اور مفاتیح کی ایک ایک، دعا پڑھ کہ پوری رات میں مفاتیح ختم کر دیتا تھا کئی سو صفحات کی دعائیں سب رات بھر جاگ کر پڑھتا تھا چالیس دن میں نے رات و دن یہی کیا چالیس دن کے بعد حسینؑ میرے خواب میں

آئے ضریح سے نکل کے اور کہنے لگے رفاقت کیوں اپنے کو ہلاکت میں ڈالتے ہو رات ودن یہ کیا پڑھتے ہو، یہاں جب آیا کرو وہ کیا کرو جو میں چاہتا ہوں مولا نا رفاقت نے کہا مولا میں تو آپ کی قبر پر دعائیں، زیارتیں، نمازیں پڑھتا ہوں، امام حسینؑ نے کہا نہیں یہاں جب آیا کرو جتنی دیر بیٹھو بس روئے جاؤ، میں یہ چاہتا ہوں مجھ کو روؤ یہ خود مجھ کو اپنی زبان سے سنا رہا ہے وہ عالم کہتا ہے کہ جیسے آپ بیٹھے ہیں میرے سامنے یوں بیٹھ کر میں نے حضرت عباسؑ سے باتیں کی، اسی طرح حضرت علیؑ سے سامنے باتیں کی کہتے ہیں کہ بھگدڑ مچی ہوئی تھی صدام پکڑ رہا تھا، علما کو قتل کیئے جا رہا تھا۔ میں نماز پڑھنے جیسے ہی روضے میں کھڑا ہوا ایک بار امامؑ زمانہ آئے کہا رفاقت یہاں نہیں وہاں کھڑے ہو جاؤ مجھے ایک جگہ سے ہٹا کر وہاں کھڑا کیا کہ اتنی دیر میں پولیس آئی سب کو لے گئی لیکن میں کسی کو نظر نہیں آیا جاتے جاتے کہا میں تمہارا امامؑ زمانہ ہوں، کہتے ہیں کہ میں نے جناب سیدہؑ کی بھی زیارت کی جو طرح حسینؑ پر یوں سنائے کہ چالیس برس گزر گئے اب کچھ نہیں پڑھتا، روضے پر جتنی دیر آتا ہوں روتا ہوں کیسے میں بتاؤں آپ کو کہ وہ روحانی لوگ تھے لیکن ہر امامؑ جب تک جہاں رہا ہر آن حسینؑ پر گریہ کرتا رہا، آئمہ کی سیرت یہ ہو، آئمہ کا کردار یہ ہو اور ہم اس کو چھوڑ دیں۔ مجلسوں کی برکتیں نکل جائیں رونے کی بات نہ ہو، رقت کی بات نہ ہو اور سازش ہو۔

چوتھے امامؑ تا گیارھویں امامؑ، ہر ایک کا دستور تھا جہاں موقع آ گیا مجلس بپا کر دی موقع جانے نہیں دیتے تھے کیوں کہا امام صادقؑ نے روؤ، رُلاؤ اور رونے والے کی شکل بناؤ، ایک وہ ہے جو کوشش کیا کرے کہ رُلائے، مجمع کوشش کرے کہ روئے اور اگر ناممکن ہو جائے نہ آئے رونا مجمعے کو، نہ ذاکر رُلا پائے تو کیا کرے شکل بنا دو رونے والے کی، چہرے سے معلوم ہو کہ تم روئے ہو، کتنا آسان کر دیا، دستور بنائے، طریقہ بتایا کیسے روؤ، کیوں بھئی ابو بصیر مجلس ہو رہی ہے، ذاکر پڑھ رہا ہے اور بیچ مجلس میں امام

صادقؑ پکار کر کہتے ہیں ابوبصیر سب رو رہے ہیں تم کیوں نہیں رو رہے، اس طرح کون دستور سکھائے گا اگر ضروری نہ ہوتا تو بھری بزم میں امام یوں ٹوکتے، بھری مجلس میں ذکر ہو رہا ہے، سید اسماعیل حمیری مرثیہ پڑھ رہے ہیں اور ایک بار کہا، کیوں بھئی ابوبصیر تم کیوں نہیں رو رہے تو یوں بیٹھے تھے وہ ماتھے پہ ہاتھ رکھے جیسے لوگ بیٹھ جاتے ہیں کہا کیوں نہیں رو رہے، چہرے سے رومال ہٹا کر کہا مولا دیکھئے پورا رومال بھیگ گیا مسلسل آنسو جاری ہیں دیکھئے رومال تر ہے کہا ابوبصیر یہ رونے کا طریقہ نہیں ہے ایسے روؤ پکار کر، چیخ کر جیسے جنت میں میری دادی فاطمہؑ روتی ہیں، امام نے رونے کا طریقہ سکھایا ہے اسے چھوڑ دو گے یہ چھوڑ دو گے، ہر امامؑ کی آرزو آنسو، ہر امامؑ کی تمنا آنسو، ایک دکھیاری ماںؑ کی تمنا یہ تم سے چھڑایا جا رہا ہے پوری قوم کو سناؤ، یہ ٹیپ سناؤ، زبانی سناؤ، تمھاری باقی زندگی، تمھاری درازیٔ عمر ان آنسوؤں میں ہے، جنت تمھاری آنسوؤں میں، کوثر، تسنیم، میزان، صراط یہ سب آنسو کے ایک قطرے میں ہے۔ یہ ایک چھوٹی سی دنیا نظر آتی ہے لیکن اس کے آئینے میں پوری کائنات دیکھ سکتے ہو۔ کیسے؟ ایک آنسو کا قطرہ ٹپکا اور ساری کائنات لرز اٹھی کیسے؟ کسی ندی کے کنارے بیٹھ جاؤ، کسی پانی کے گڑھے کے کنارے بیٹھ جاؤ۔ آواز کی ریکارڈنگ کا اصول یہیں سے لیا گیا۔ ایک چھوٹی سی کنکری اس پانی میں پھینک دو تو دیکھو گے جہاں کنکری گری وہاں کا پانی ہلا جیسے ہی پانی ہلا ایک دائرہ اس کے گرد بن گیا وہ دائرہ ابھی ٹوٹا نہیں تھا کہ ایک اور دائرہ بنا پھر ایک اور دائرہ بنا، پھر ایک اور دائرہ بنا، پھر ایک اور دائرہ بنا، پھر ایک اور دائرہ بنا، پھر ایک اور دائرہ بنا، آخری دائرہ جو بنا اس کا ایک سرا ساحل کے اُدھر ٹکرایا ایک سرا ساحل کے اِدھر ٹکرایا ایک چھوٹی سی کنکری نے پانی میں دائرے بنا کر اپنے پیغام کو دونوں ساحلوں تک پہنچا دیا یہ ریکارڈ کا اصول اسی سے بنا ہے کہ کس طرح آواز پھیلتی ہوئی دائرے کی شکل میں دونوں کناروں تک پہنچ جاتی ہے۔ کائنات کے سمندر میں

جب آنسو کا ایک چھوٹا سا قطرہ گرتا ہے تو دائرے پہ دائرے بنتے جاتے ہیں ایک سرا کوثر سے ٹکراتا ہے ایک سرا تسنیم سے ٹکراتا ہے۔ میں نے اپنے نو تصنیف مرثیے میں ایک بند کہا تھا:-

اعجاز سے مہکا ہے گلستانِ ولایت   ہر پھول ہے اس باغ کا بُرہانِ ولایت

کس اوج پہ ہے شمسۂ ایوانِ ولایت   قائمؑ سے ہے قائم چمنستانِ ولایت

مجلس سے جسے خُلد میں جانا ہو وہ آئے

خضرا پہ ہے کشتی جسے آنا ہو وہ آئے

ایک آنسو کا قطرہ، امام صادقؑ نے فرمایا زندگی میں ایک بار ایک اتنا بڑا قطرہ نکل گیا جس میں مچھر کا ایک پر ڈوب جائے اس پر بھی جنت واجب، بڑھا دیا ثواب، کسی کو بولنے کا حق نہیں ہے کہ آنسو کے ایک اتنے سے قطرے پر جنت مل گئی، کچھ اور کام بھی کیئے تھے کہاں شرط لگائی گئی شرط ہوتی تو تم یہ کہتے وہ اور قوم ہے یہ اور قوم ہے، تم اور قوم ہو تمھارا اس سے کیا مقابلہ، جس قوم کا نام ہی ملت گریہ کن ہو، یہ سب کیا ہے انھیں کے لئے تھا۔ امام رضاؑ کے لئے تھا کہ محرم کا چاند ہو سرتا پا سیہ پوش ہو جائیں تو کیا انھیں کا حق تھا؟ تمہیں بتا رہے تھے، تمہیں دکھا رہے تھے کہ میں امامؑ ہوں عباسی حکومت ہماری دشمن ہے قتل کے درپے ہے لیکن ہم نہیں ڈرتے، سر سے پیر تک کالے کپڑے پہن لئے، سر سے عمامہ اتار دیا، غلاموں کو بلایا کہا گھر کے سارے دروازے کھول دیئے جائیں، فرش بچھا دیا جائے، غلاموں نے فرش بچھا دیا، محرم کا چاند ہو گیا ایک بار گھر کے صدر دروازے پر جا کر کھڑے ہوئے اور راستہ چلتا ہوا مجمع، گھر کے دروازے کھلے ہوئے پکار کر کہنا شروع کیا اہلِ مدینہ چاند ہو گیا آؤ آؤ مجھے پرسہ دو میرے حسینؑ کا، تمہیں سکھا کے گیا ہے، ہر امام کا یہ دستور رہا ادھر محرم کا چاند ہوا آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے، ابن شبیب کہتا ہے کہ ایک مرتبہ میرے آقا سفر میں تھے میں بھی ساتھ تھا، ایسے

میں راہ چلتے چلتے میرے آقا کی سواری رُک گئی، آنکھ سے آنسو ٹپک پڑے، چیخیں مارنے لگے، میں بے قرار ہو گیا دوڑ کر میں نے شانے پکڑ لئے کہا مولاً کیا سبب ہے، کہا ابن شبیب محرم کا چاند نظر آ گیا، گھر پر ہوتا تو صف عزا بچھتی، اے امام رضاؑ تم پر سلام کیسے سکھایا ہے تم نے حسینؑ پر رونا، مسافرت ہے، غربت ہے، سارے اماموں کی زیارت پڑھی جاتی ہے لیکن یہ واحد امامؑ ہے جس کی زیارت میں آپ پڑھیں گے اے غریب الغربا، غریبوں کے غریب، غریب کے کیا یہ معنی ہیں کہ جو مفلس ہو، جس کے پاس دولت نہ ہو، معصومؑ سے پوچھا گیا مولا اس امامؑ کو غریب کیوں کہتے ہیں سنو گے مولاؑ نے کہا اپنے وطن سے دور، بھائی بہنوں سے دور، عزیزوں سے دور ایسی جگہ شہید کیا گیا جہاں کوئی رشتہ دار نہ تھا اس لئے غریب کہتے ہیں۔ رسولؐ خدا نے فرمایا سب کی زیارتوں کا ثواب ہے، عراق گئے تو کئی اماموں کی زیارت کی، مدینہ پہنچے تو کئی معصوموںؑ کی زیارت ہو گئی اس لئے الگ سے ثواب بتا، میرے آٹھویں فرزند کی زیارت کبھی بھولنا نہیں یہ بھی پیغام ہے قوم کے نام، دو ہزار روپے خرچ ہوتے ہیں ایران کی زیارت میں، قافلے میں جاؤ تو دو ہزار روپے کیا حقیقت رکھتے ہیں اس مہنگائی کے دور میں، پوری قوم کو ہر سال جانا چاہئے اس امامؑ کی بارگاہ میں کتنے کم شیعہ جاتے ہیں کتنا افسوس ہوتا ہے، پندرہ دن کے لئے ہفتہ کے لئے جاؤ سنو حدیث یہ ہے کہ اگر دو سال بعد زیارت نہیں کی تو دل سخت ہو جاتے ہیں۔ وہ شیعہ ہم میں سے نہیں ہیں جو سال دو سال میں کسی معصومؑ کی قبر پر نہ جائے، پکار رہے ہیں، بلا رہے ہیں نیت تو رکھا کرو، آج ہی شہادت کی رات ہے دعا مانگنا مولاؑ ہمیں بھی بلاؤ اے غریب و بے کس ہمیں بار بار بلاؤ، اے فاطمہؑ کے جانی ہمیں بھی بلاؤ، اس لئے جایا کرو سنو سنو اس لئے کہ یہ جو دل دکھتے ہیں آئمہ کے بارے میں کتابوں میں پڑھ کر اور تقریروں میں سن کر، غلط باتیں خدا کی قسم عجیب باتیں تمہیں بتا رہا ہوں یہ سب معرفت کی باتیں ہیں جب یہ

سب باتیں سنو اور دلوں پر زخم لگیں تو سیدھے مشہد چلے جاؤ اور جیسے ہی پہنچو گے روضہ پر اور جب سات دروازے اس بادشاہ کے طے کر کے وہ عظیم الشان روضہ کہ کائنات میں ایسی عمارت اب تک تو کوئی بنا نہیں سکا، ایسا لگتا ہے جواہرات، سونے، چاندی سے مرصع زمین پر ایک تاج رکھا ہے، وہاں جا کر پتہ چلے گا کیا شان ہے ہمارے آئمہ کی زمانے کی مخالفتوں کی کیا حقیقت ہے وہاں جا کر پتہ چلتا ہے۔ آج دنیا پر شاہی علی رضاؑ کی ہے، ہارون رشید تیرا نام مٹ گیا، مامون تیرا نام کوئی لینے والا نہیں، عرب وعجم کا بادشاہ تھا تو نے میرے بے کس شہزادے کو بلا کر زہر دے کر گمنامی کی موت مار دیا تھا آج وہ ایران کا بادشاہ ہے اور تیرا نام نہیں رہا، یہ تو نے کیا سوچا تھا غربت میں بلایا۔ امام نے کہا نہیں ہم اپنے نانا کا روضہ نہیں چھوڑیں گے، ہم رسولؐ کا روضہ نہیں چھوڑیں گے شاہی سے جواب ملا نہیں جائیں گے تو قتل کر دیا جائے گا کہا اگر سر کی بات آگئی ہے

تو علی رضاؑ چلے گا، چلیے اب سنتے جاؤ اس لئے یہ سب بیان کرتا ہوں کہ اس سے کچھ اثر ہوتا ہے دل پر، علیؑ کے اٹھارہ بیٹے، اٹھارہ بیٹیاں تھیں اسی طرح امام موسیٰ کاظمؑ ساتویں امام کے بھی ۱۸ بیٹے اور ۱۸ بیٹیاں تھیں، علی رضاؑ تمھارا آٹھواں امام سترہ بھائیوں اور ۱۸ بہنوں کا بھائی ہے جب رخصت کا وقت آیا تو اب سوچو تو بھرے گھر نے رخصت کیا لیکن ایک بہن جس کا نام فاطمہؑ ہے جس کو اب معصومہؑ قم کہا جاتا ہے، فاطمہؑ بنت موسیٰ کاظمؑ جس رات تمھارے امام ایران کے سفر پر جا رہے تھے، اس رات وہ بہن رات بھر جاگتی رہی، عالم یہ تھا ہاتھ میں تسبیح لئے ہوئے کبھی حجرے میں، کبھی صحن خانہ میں، اپنے بھائی پہ دعاؤں کو دم کرتی، بس خاتمے پہ تقریر پہنچی، شبیہ تابوت آئے گی تعزیت ادا کیجئے پانچ دس منٹ کی زحمت ہے عرب وعجم کے بادشاہ کی سواری ہے ایسا معلوم ہوگا کہ تم اسی دور میں پہنچ گئے ایران میں مشہد میں جنازہ اٹھ رہا ہے تصور یہی رہے شانِ جنازہ میں تمھیں بتاتا ہوں ابو صلت کہتا ہے کہ جب مامون کے دربار سے

اٹھے انار کے دانے کھا کر تو پھر اپنے قدم پہ نہ چلے میرے شانے کا سہارا لے لیا دوسرا ہاتھ دیوار و در پر رکھتے ہوئے چلے، حجرے تک آتے آتے پسینے میں نہا گئے، میں نے آقا کی عبا اتاری، عمامے کو سنبھالا بے اختیار بستر پر گر گئے کہا ابوصلت آخری وقت آ گیا جلدی وصیتیں سنو، جسم سبز ہو گیا ابوصلت کہتا ہے کہ میں بستر کے پاس زمین پہ بیٹھ گیا بتانا شروع کیا، کہا گھبرانا نہیں مسافرت میں موت ہوئی ہے۔ جب وہ وقت آئے گا مامون خیمہ لگوا دے گا میری لاش کو وہاں رکھا جائے گا یہ کوشش کریں گے کہ کفن پہنائیں، غسل دیں لیکن اے ابوصلت معصومؑ کو معصومؑ غسل دیتا ہے، معصومؑ کو کفن معصومؑ پہناتا ہے معصومؑ کے جنازے کی نماز معصومؑ پڑھاتا ہے گھبرانا نہیں میرا پانچ سال کا بیٹا تقی جواد مدینے سے آئے گا غسل کفن دے گا نماز جنازہ پڑھائے گا پریشان نہ ہونا ابوصلت کہتے ہیں میں انتظار میں تھا خیمے میں غسل ہو رہا تھا پانی کی آواز تھی اندر جب گیا لاشہ تیار تھا جب جنازہ باہر لایا گیا ایک پانچ برس کا بچہ حسین، چاند جیسا چہرہ، شانے پر گیسو بل کھاتے ہوئے، شبیہ رسولؐ نکل کر آیا نماز جنازہ پڑھانے لگا، جب نماز تمام ہوئی ایک بار جنازہ نگاہوں سے غائب ہو گیا میں نے شہزادے سے ہاتھ باندھ کر کہا جنازہ کہاں گیا، کہا مدینے پہنچا ہے جنازہ، سترہ بہنیں، سر کے بالوں کو کھولے ہوئے لاشۂ امام پر بین کر رہی تھیں۔ ارے یہ میرے بھیا کا لاشہ ہے جسے غربت میں شہید کر دیا گیا۔ اب سوچو تو ۱۸ بہنوں نے جب بھائی کے لاشے پر ماتم کیا ہو گا تو کیا غل ہو گا ارے حسینؑ کے بھی ۱۸ بہنیں تھیں، لاشہ حسینؑ کا کربلا کے میدان میں اور زینبؑ بغیر چادر کے، ہائے امام رضاؑ، ہائے امام رضاؑ، ہائے غریب الغربا۔

مجلسِ ہفتم

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحمٰنِ الرَّحِیمِ ہ

ساری تعریف اللہ کے لیے دُرود و سلام محمدؐ و آل محمدؐ پر

عشرۂ چہلم کی ساتویں تقریر آپ حضرات ظہور امام مہدیؑ کے موضوع پر سماعت فرما رہے ہیں، عنوانِ مجلس کل کا آپ کو یاد ہوگا۔ سلسلۂ گفتگو یہ تھا کہ ملت کی بقا آنسوؤں میں ہے آنسو ایک ایسی قیمتی شئے ہے کہ جسے دنیا نے ہلکا سمجھا اگر شئے ہلکی ہوتی تو یہ نعمت قدرت انسان کو عطا ہی کیوں کرتی اس لیے کہ آنسو خون سے بنتا ہے، آنسو خالص خون سے تخلیق پاتا ہے اور ایک خاص جذبے کے تحت آنکھ سے جاری ہوتا ہے۔

رگوں میں دوڑنے پھرنے کے ہم نہیں قائل

جب آنکھ سے ہی نہ ٹپکا تو پھر لہو کیا ہے؟ (غالب)

آنسو اتنی عظیم شئے ہے کہ اگر یہ حقیر ہوتی تو آدم اتنا نہ روتے۔ اگر یہ شئے حقیر ہوتی تو نوح اتنا روئے کہ نام ہی ان کا نوح پڑ گیا نوحہ کرنے والے آنسو اگر حقیر ہوتے تو جناب زکریاؑ اتنا نہ روتے کہ گوشت بہہ گیا رخسار کا روتے روتے۔

جناب یحییٰ اتنا نہ روتے آنسو زہد عیسیٰ کی ضمانت بن گئے عیسیٰ کا زہد مشہور ہے اس لیے کہ رات و دن عیسیٰ روتے تھے۔ کوئی نبی ایسا نہیں، کوئی ولی ایسا نہیں کہ جو نہ رویا ہو۔ اور قرآن نے اس کو محفوظ کیا خصوصاً جب یعقوب کے آنسوؤں کا ذکر کیا اللہ نے تو کہا میرے بندے نے صبر جمیل کیا، جمیل کہتے ہیں خوبصورت کو، حسین کہہ دینا کافی تھا

کہ یعقوب نے صبر کیا لیکن جمیل کہہ کر اللہ نے بتایا کہ حُسین وجمیل صبر وہ ہوتا ہے جس میں آنسو بہتے ہیں۔ یعنی ہمارے آنسو اس بات کی ضمانت ہیں کہ ہم صبرِ جمیل کر رہے ہیں، اس بات کا صبر کہ انتقام لینے والا آنے والا ہے۔ آنے والا آئے گا۔ اس انتظار میں ہم رو رہے ہیں حسینؑ کو، تو دکھی انسان یہ سوچے اور غور کرے کہ قرآن میں ہر نبی کا گریہ محفوظ ہے تو یہ راز کائنات کیا ہے یہ حدیث قدسی کیا ہے کہ میں ایک چھپا ہوا خزانہ تھا میں نے چاہا کہ میں ظاہر ہو جاؤں۔ ایک سلسلہ تھا کائنات، نبی، ملائکہ، انبیاء، اوصیا، اولیا، ایک پُر رونق کائنات ہوگئی۔ اور اس نے کہا ہم نے عالم نور میں پیدا ہونے والی روحوں کو بلایا تھا ان سے کچھ وعدے لئے تھے ان سب روحوں نے اقرار کیا اور پھر ہم اُن کو بھیجتے رہے۔ وہ آتے رہے دنیا میں پیدا ہوتے رہے، کیا وعدہ تھا، کیوں جمع کیا تھا عالم ذر میں سب کو، کیا راز تھا وہ چیزیں جو خود ربّ سے قریب تھیں ان کو یہاں کیوں بھیجا راز کیا تھا سب کو پیدا ہی اس لیے کیا کہ یہ عبادت کریں تو اس نے وضاحت نہیں کی کہ وہ عبادت کیسی ہو بس یہ کہہ دیا ہم نے پیدا کیا وہ عبادت کریں اب کسی کو کیا معلوم کہ جن کیسے عبادت کرتے ہیں۔

اس لیے اللہ نے وضاحت نہیں کی کہ عبادت کیا ہے۔ اس لیے کہ عبادت کوئی ایک قسم کی نہیں ہے، ذرّے کی عبادت کچھ اور ہے، نباتات کی عبادت کچھ اور ہے، حیوانوں کی عبادت کچھ اور ہے، پرندوں کی عبادت کچھ اور ہے، خشک لکڑی کی عبادت کچھ اور ہے، دریا کی لہروں کی عبادت کچھ اور ہے، چیونٹیوں کی عبادت کچھ اور ہے مچھّروں کی عبادت کچھ اور ہے تو انسانوں میں بھی، متقی کی عبادت اور ہے، محسنین کی عبادت اور ہے، مومنین کی عبادت اور ہے مسلمانوں کی عبادت اور ہے۔ (صلوٰۃ)

حدیہ ہے کہ امام محمد باقرؑ سے پوچھا گیا یہ خشک لکڑیاں درختوں میں لگی رہتی ہیں اور گرتی رہتی ہیں تو کیا یہ بھی عبادت ہے تو آپ نے فرمایا وہ لکڑی کا چٹک کر ٹوٹنا وہ اس

خشک لکڑی کی عبادت ہے اللہ کی بارگاہ میں، پتھر بھی عبادت کرتے ہیں تو پتہ چلا کہ پھر یہ نہ کہیے کہ رکوع و سجود اور قیام و نماز ہی عبادت ہے، عبادت کی قسمیں ہیں، قدرت نے بس کہا کہ ہم نے عبادت کے لیے پیدا کیا، تو اب یہ طے ہو گیا کہ صرف نماز کا نام عبادت نہیں بلکہ عبادت کے کئی لاکھ طریقے قدرت نے رکھے ہیں اور ہر طریقے کو وہ قبول کرتا ہے، اُن تمام طریقوں میں اس نے یہ طے کر دیا کہ روحِ عبادت وہی عبادت قرار پائے گی جو آنسوؤں کے ساتھ ہو۔ تمہید کی منزلوں سے میں گذرا مجھے اپنے عنوان اپنے موضوع تک پہنچنا ہے۔ روحِ عبادت یہ رکھا گیا کہ اس عبادت کو عظیم سمجھا جائے گا جس میں رویا جائے۔ کیوں؟ یہ رونے کو کیوں لازمی رکھا عبادت کے ساتھ؟ اب پھر سے آیئے حدیثِ قدسی کی طرف ''میں ایک چھپا ہوا خزانہ تھا، میں حُسن ہوں۔ پردہ ہٹا حُسن باہر آیا۔ کائنات کا ایک ایک ذرّہ چیخ اٹھا کہ حُسن پردے سے باہر آ گیا۔ ہر شئے میں قدرت کا جلوہ نظر آیا۔ یعنی وہ حَسین ہے، وہ حُسن تھا پردے میں تھا۔ حُسن نے پردہ ہٹایا، اُن سب ہستیوں کو جو حُسن سے قریب تھیں ان سب کو اپنے سے دُور کیا اور کہا ہم عرش سے بھیج رہے ہیں وہ ہستیاں جو حُسن سے قریب تھیں اُن کو اب ہجر ملا۔ ہجرت واقع ہوئی۔ ابھی وصال تھا، ہر شئے اپنے معشوق سے قریب تھی، جس سے عشق تھا جب اُس سے دُوری ہوئی تو عشق کی معراج یہ ہے کہ جب محبوب سے دُوری ہو جائے تو تڑپا جائے۔ اب جو حُسن ہوتا ہے، اس کی ادا یہ ہوتی ہے کہ جو مجھ سے عشق کرے وہ میرے ہجر میں تڑپے اور جب وہ میرے ہجر میں تڑپے تو میں ان کو تڑپتا دیکھ کر ناز کروں کہ میری محبت میں تڑپ رہے ہیں۔ مجھ سے ملنے کی تمنا میں تڑپ رہے ہیں۔ اُس کا ناز بڑھتا جاتا ہے وہ امتحان لیتا جاتا ہے، کبھی پردہ ہٹاتا ہے، کبھی چہرے کو پردے سے ظاہر کرتا ہے۔ کبھی جلوہ دکھاتا ہے، کبھی جلوے کو چھپاتا ہے، کبھی طُور پہ آیا، کبھی معراج میں آیا۔ یعنی کہتا ہے اور تڑپو تا کہ تجسّس بڑھتا جائے ایک دن اس عشق کی

معراج وہاں پر آ کر ہوتی ہے کہ اس معشوق کی یاد میں عاشق اتنا تڑپے کہ بلک بلک کر رونے لگے، تڑپنے لگے، آنسو بہنے لگیں، اللہ نے جب اپنے آپ سے جدا کیا، اس کو یہ معلوم تھا کہ یہ میرے لیے نہیں تڑپیں گے۔ اس دنیا کی لالچ میں، رنگینی میں یہ مجھ کو بھول جائیں گے نہ مجھ سے محبت کریں گے، نہ میرے لیے تڑپیں گے، اب کیا کرے؟ اب وہ چاہتا تھا کہ عشق کروائے، اس لیے اس نے قضاوقدر سے اوّل روز یہ طے کیا کہ کربلا کا واقعہ رکھیں گے۔ (صلوٰۃ)

واقعہ اس لیے رکھا گیا، یعنی رازِ کربلا کیا ہے۔ اللہ کو معلوم ہے یہ مجھ سے عشق نہیں کریں گے، کر ہی نہیں سکتے۔ کیا دنیا کا کوئی انسان یہ دعویٰ کرسکتا ہے کہ آدمؑ جس طرح تڑپے اپنے رب کے لیے کوئی اور بھی تڑپا؟ اللہ کی یاد میں نوحؑ نو سو برس تک روتے رہے، کوئی انسان پچاس برس بھی اللہ کی یاد میں رویا ہے، دنیا کا کوئی انسان یہ دعویٰ نہیں

کرسکتا کہ میں رب سے عشق کرتا ہوں۔ جسے تم نے دیکھا نہیں تم کیا عشق کرو گے۔ جو توحید کا مفہوم نہیں سمجھتا وہ کیا عشق کرے گا۔ اتنا ہی معلوم ہے نا کہ ہمارے نبیؐ نے بتایا کہ وہ ایک ہے۔ اس سے آگے کیا معلوم ہے، وہ قادر ہے، وہ جس چیز میں چاہے کلام پیدا کر دے، وہ مدرک ہے، وہ حیّ ہے، ہمیشہ سے تھا ہمیشہ رہے گا۔ اس سے زیادہ کیا معلوم ہے رب کے بارے میں۔ عشق وہ کرے رب سے کہ جب محرابِ عبادت میں قیام ہوتو اتنا لرزے کہ آنکھ سے آنسو جاری ہوں، چہرے کا رنگ متغیر ہو جائے، یہ عشق ہے۔ ایسا عشق وہی کرسکتا ہے رب سے جو یہ کہے کہ اگر سارے پردے آنکھوں سے ہٹتے جائیں تب بھی یقین جہاں ہے۔ وہیں رہے گا۔ نبیؐ آگے بڑھتا جائے اور آواز آتی جائے اور قریب اور قریب اور وہ قریب سے قریب ہوتا جائے تو کبھی رکوع میں جائے اور کبھی سجدے میں جائے۔ جب سجدے میں جائے تو آیت پوری ہو۔ **قاب قوسین او ادنیٰ**۔ جب خود مجسم قوسین بن جائے۔ یعنی آدھا

دائرہ جانے کا، آدھا دائرہ آنے کا اور محمدؐ بتائیں کہ عشق کامل تھا جب ہی تو عشق کا دائرہ میں نے مکمل کرلیا اور وہ چاہتا یہ ہے کہ یہ سارے بندے روئیں۔ صرف رلانا چاہتا تھا۔ تم جارہے ہو یہاں سے۔ تو بس روؤ۔ آنسو چاہیئے تھے مجھے اس لیے قضا اور قدر کے مالک نے پہلے سے طے کررکھا تھا کہ واقعۂ کربلا ہوگا تاکہ قیامت تک اس واقعے پر رویا جائے۔ سوا کربلا کے دنیا میں آج تک انسان کسی واقعے پر نہیں رویا۔ راز کیا تھا؟ جب عالمِ نور میں روحوں کو بلایا تو قضا اور قدر کے مالک نے ایک ایک روح سے پوچھا، تم کو یہ کرنا ہے تمھیں رب کو ماننا ہے، تمہیں اس نبی کی نبوت کا اقرار کرنا ہے، اس کے بعد ایک ایک روح سے جو قیامت تک پیدا ہونے والی روح ہے اس سے کہا تم سب دیکھ لو۔ یہ علیؑ تمھارا امام ہے۔ یہ حسنؑ تمھارا امام ہے، یہ حسینؑ تمھارا امام ہے، ہر روح نے پکار کر کہا کہ جب ہم دنیا میں جائیں گے تو ہم انھیں اپنا امام مانیں گے، رب کی بارگاہ

میں سب نے اقرار کیا، لیکن قضا اور قدر کا مالک جو ارادے کا تخلیق کرنے والا ہے اس نے اُن روحوں کے ارادے سے یہ سمجھ لیا کہ آج تو یزید کی روح یہ کہہ رہی ہے کہ میں حسینؑ کو اپنا امام مانوں گا۔ لیکن اُس کو معلوم تھا کہ یہ جب پیکرِ جسمانیِ یزید میں روح جائے گی تو یہ حسینؑ کا قاتل قرار پائے گا۔ وہی تو تخلیق کرتا ہے کیا اُس کو معلوم نہیں وہ جانتا تھا فرعون کی رُوح ہے، نمرود کی رُوح ہے شدّاد کی رُوح ہے ابوجہل کی رُوح ہے۔ یہ سب اقرار کررہے ہیں کہ مجھے ایک مانیں گے، نبیؐ کو مانیں گے، امامؑ کو مانیں گے۔ لیکن انھی کو کافر بننا ہے، انھی کو بتوں کی پوجا کرنا ہے۔ یہ ہم کو نہیں مانیں گے۔ یہاں کہہ کر جارہے ہیں تجھے مانیں گے وہاں جاکر کافر ہوجائیں گے۔ تو کیا مالکِ کائنات اس بغاوت کا سدِّباب پہلے سے نہیں سوچے گا۔ یزید کی روح چلی تو اللہ نے طے کیا کہ ہم کربلا کا واقعہ رکھیں گے، فرعون کی روح چلی تو اس نے طے کیا کہ موسیٰؑ کو توریت دیں گے۔ نمرود کی روح چلی تو اللہ نے طے کیا کہ ہم ابراہیمؑ کو خانۂ کعبہ کا مالک

بنائیں گے، وہ فیصلے کرتا جاتا ہے۔اب کوئی اٹھ کر یہ کہے کہ پروردگار جب تجھ کو معلوم تھا کہ فرعون موسیٰ پر ظلم کرے گا، نمرود، ابراہیمؑ کو آگ میں پھینک دے گا، ابوجہل رسولؐ کو پتھر مارے گا، یزید دنیا میں جا کر حسینؑ کو قتل کرے گا تو روحوں کو دنیا میں نہ جانے دیتا، یہیں روحوں کو فنا کر دیتا، افسانہ یہیں ختم ہو جاتا، یہ سارے نہ ہوتے۔ کہا ہم جرم ہونے سے پہلے سزا نہیں دیا کرتے (صلوٰۃ) علیؑ کی بیعت کے لیے لوگ ٹوٹے پڑ رہے تھے۔ جب ابنِ ملجم بیعت کے لیے آیا آگے بڑھا کہا واپس آ پھر بیعت کر۔ تین بار بیعت کروائی۔ جب تیسری بار بیعت کروائی تو لوگوں سے کہا پہچان لو یہ ہے میرا قاتل۔ یہ مجھے قتل کرے گا۔ لوگوں نے کہا مولا اس کو مار دیں۔ علیؑ نے کہا ابھی اس نے اقدامِ قتل کہاں کیا، جرم کی سزا پہلے نہیں دیتے۔ تو میرے رب اور میرے علیؑ کی فکر میں فرق کیا ہے؟ (صلوٰۃ) ہم چونکہ مالک ہیں تو ہم یہ نہیں کریں گے کہ شیطان اگر آدم کو سجدہ نہ کرے تو ہم اسے سزا دے دیں۔ راوی نے حضرت امام جعفر صادقؑ سے سوال کیا کہ یہ شیطان نے آدم کو جو سجدہ نہیں کیا؟ اس میں کیا راز تھا۔ امامؑ نے فرمایا۔ کہ "رب نے حکم دیا کہ سجدہ ہو اور نہیں چاہا کہ سجدہ ہو" کیا مطلب؟ یعنی اس کا حکم تھا کہ سجدہ کرو لیکن مالکِ کائنات اگر چاہتا تو کیا شیطان سجدہ نہ کرتا۔ بھئی اس کے اختیار میں ہے وہ جسے چاہے سجدہ کروا دے تو کیا وہ شیطان کو سجدہ نہیں کروا سکتا تھا۔ مطلب یہ تھا کہ حکم دیا کہ سجدہ ہو۔ جیسے ہی شیطان نے انکار کیا تو ایک بار اللہ اس کی پیشانی کو پکڑ کر جھکا کر کہتا کہ کر سجدہ۔ یہ ہوا سجدہ۔ تو یہ زبردستی ہو جاتی یعنی اللہ نے نہیں چاہا کہ زبردستی سجدہ ہو، جبر سے نہیں چاہا۔ چاہتا تو سجدہ کروا لیتا لیکن شیطان اکڑ کر کہتا کہ بس نہیں چلا تا؟ زبردستی سجدہ کروایا۔ یعنی عدل پروردگار ختم ہو جاتا۔ (صلوٰۃ)

اب امامؑ فرماتے ہیں کہ اس لیے نہیں چاہا کہ سجدہ ہو کہ اس نے اپنے عدل کو برقرار رکھا۔ یعنی ہم نے بنایا تو مخلوق کو عبادت کے لیے ہے اب وہ خود مختار ہے۔ چاہے تو راہ

راست پر رہے چاہے تو بہک جائے۔یعنی ہماری عبادت کرنا۔تو کتنی عبادت کی جن و انس نے۔اُسے معلوم تھا کہ کوئی عبادت کا حق ادا نہیں کرسکتا۔وہ چاہتا تھا کہ ایک ایسا راستہ نکالا جائے کہ اتنی آسان ہو جائے عبادت، اتنی آسان ہو جائے کہ ایک قطرے میں ہم جنت دیتے جائیں ورنہ جنت خالی رہ جائے گی۔

تو یہ ہے اللہ کا عدل۔شیطان نے ۶ ہزار برس کا ایک سجدہ، مشقت بھرا سجدہ کیا تھا کس لالچ میں، خلیفہ بننے کی لالچ میں کیا تھا۔کہا ہم کسی کی محنت کو ضائع نہیں کرتے۔ اسی لیے اس نے راندۂ درگاہ ہونے کے بعد کہا تھا۔وقتِ معلوم تک کی مہلت دے دے تو اس سجدے کا صلہ اللہ نے دے دیا۔تو کبھی غور کیا آپ نے کہ اُسے مہلت دے دی اللہ نے جو سرتابی کر رہا ہے، اس کو طویل عمر دے دی۔کیوں؟ رب نے آواز دی کہ ایک سجدے کا صلہ یہ طولانی عمر ہے۔اب کسی کی طولانی عمر دیکھو تو یہ مت سمجھو کہ رب نے انعام دیا ہے۔بلکہ یہ مہلت ہے۔

اللہ کی مصلحت کو وہی سمجھ سکتا ہے۔کیوں مار دیں یزید کی روح کو۔پیدا ہوگا دمشق میں حاکم بنے گا، بادشاہ بنے گا، ٹھیک ہے بنتے رہے، لیکن یہ جو ۲۲ رجب کو خط جا رہا ہے مدینے۔شل کر دے یزید کے ہاتھ خط نہ لکھنے پائے کہ حسینؑ سے بیعت طلب کرو۔ اچھا ایسا نہیں کر رہا تو یہ جو لشکر کئی لاکھ کا حسینؑ کو قتل کرنے کربلا جا رہا ہے ابھی زلزلہ زمین میں آجائے سب دھنس جائیں، نہیں ہم ایسا بھی نہیں کریں گے۔جائیں لشکر یہ لشکر جائیں اور کربلا میں جمع ہو جائیں۔اچھا۔اب ایسا کہ یہ جو شمر نے حسینؑ کے گلے پر خنجر رکھا ہے۔شمر کا ہاتھ خشک ہو جائے، شل ہو جائے، یہ گلا نہ کاٹے، کہا نہیں ہم ایسا بھی نہیں کریں گے۔کیوں؟ اس لیے کہ ہم نے انسان کو تخلیق کر کے خود مختار بنایا اور پھر چھوٹ دے دی کہ تیرا جو دل چاہے کر۔اور جب تو یہ سب کچھ کر کے اکڑ کر یہ کہے کہ جو چاہا تھا ہم نے کر لیا تب ہم تجھے اپنا اختیار بتائیں کہ یہاں اب تیرا اختیار ختم ہوا اور

ہمارا اختیار شروع ہوا دیکھو انسان میں اور رب میں کیا فرق ہے۔ یزید کا یہی اختیار تھا کہ لشکر جمع کرے اور شمر کو بھیج دے اور شمر کو یہ اختیار تھا کہ خنجر کو چلا دے دیکھ تیرا کام تمام ہوا تو نے گلے کو کاٹ کر اپنے اختیار کو کامل کر کے کہا کہ ہم نے حسینؑ کو مار لیا تیرا کام ختم ہوا ہم نے اپنا کام شروع کیا وہی کٹا ہوا سر بولنے لگا، ہم نے بتایا مرا نہیں۔ (صلوٰۃ) پروردگار یہ ابراہیمؑ تیرا عظیم بندہ ہے، ذرا دیکھ تو، ذرا سی بات پر بحث کی ہے نمرود سے اور ابراہیمؑ کو آگ میں پھینکا جا رہا ہے۔ اچھا اب اگر آگ روشن ہی ہوگئی ہے تو پانی برسا دے، بجھا دے آگ، کہا نہیں ہم ایسا نہیں کریں گے۔ بلکہ اللہ نے کہا کہ انسان کا اختیار ختم ہوا، آگ جلا سکتا تھا، منجنیق سے پھینک سکتا تھا۔ جب انسان نے یہ اعلان کر دیا کہ ہمارا اختیار ختم ہو گیا۔ اب فضا میں پھینک چکا تو اب اللہ نے اعلان کیا کہ اب ہمارا اختیار دیکھو۔ ابراہیمؑ آگ میں گرے ہم نے شعلوں کو گلزار بنا دیا۔ یہ ہمارا اختیار

تھا۔ (صلوٰۃ) دنیا پکار پکار کر کہتی ہے مہدیؑ کیوں نہیں آتے۔ اب اس سے زیادہ مظالم کیا ہونگے، اس سے زیادہ بے ایمانیاں کیا ہونگی۔ مہدیؑ کیوں نہیں آتے؟ تو مہدیؑ آئیں گے، لیکن ابھی مہدیؑ کیوں آئیں گے اس لیے کہ ابھی تو انسان گھٹنیوں چل رہا ہے، یہ کہتا ہے کہ ابھی ہمارا اختیار دیکھنا، ہم تو چاند میں بم پھینک کر گڑھے ڈالیں گے، ہم زُہرہ پر جائیں گے، ہم مشتری پر جائیں گے، ہم آسمانوں پر جائیں گے، ہم خلاؤں میں جائیں گے، اللہ کہہ رہا ہے، جھولے میں جھولنے والے انسان، تمنائیں پوری تو کرلے، حسرتیں تو نکال لے، آفتاب تک جا، ماہتاب تک جا، زُہرہ تک جا، مشتری تک جا، ایک بار جب بتایا گیا علامات میں کہ مہدیؑ اُس وقت آئیں گے کہ جب مشرق میں آگ نظر آئے گی، مغرب میں آگ نظر آئے، جب انسان نے ابراہیمؑ کے لیے کائنات کو آگ بنا کر اس میں پھینکا تو اب اللہ نے کہا کہ ہم آگ کو گلزار بناتے ہیں۔ فخرِ ابراہیمؑ بھی اُس وقت آئے گا جب سائنسدان کائنات کو آگ بنا دیں گے، مشرق

میں آگ، مغرب میں آگ، یہاں بم، وہاں بم، ایٹم بم، دُنیا آگ ہوگئی، فخرِ ابراہیمؑ نے اسے آ کر گلزار بنادیا۔ (صلوٰۃ)

جب تم دیکھو کہ مشرق کی آگ آسمانوں پر چھا گئی جب گھروں کے دروازے بند ہوجائیں، جب تم دیکھنا کہ مشرق کی آگ آسمان پر پہنچ گئی تو ایک سال کی غذا کا ذخیرہ تم اپنے گھر میں کر لینا اور پھر تم سنو گے کہ ایک چیخ بلند ہوگی جس چیخ کو سُن کر کانوں کے پردے پھٹ جائیں گے۔ اس سے پہلے کہ وہ چیخ بلند ہو زمین پر لیٹ جانا، کانوں میں رُوئی ڈال لینا، حضوؐر فرما رہے، حضوؐر کا خطبہ، حضوؐر سلمانِ فارسی کو سنا رہے ہیں۔ کانوں میں روئی ڈال لینا اور زمین پر لیٹ جانا، آج سائنس بتا رہی ہے کہ جب بم گرنے لگیں تو یہی احتیاطی تدابیر ہیں۔ ٹیکنالوجی کی ترقی، سائنس کی ترقی اور صدیوں پہلے امامؑ بتاتے جائیں۔ جب ظلم بڑھ جائے گا، جب حاکم ظالم ہوں گے، جب مسجدوں کے مینار بلند ہونے لگیں، جب قرآن کا مذاق اُڑایا جائے، تلاوت اس لیے کی جائے کہ مقابلے ہوں، جب مومنین کے دل میں کفر آ جائے، جب کفر بڑھنے لگے، جب عورتیں مرد لگنے لگیں اور مرد عورتیں لگنے لگیں، سمجھ لینا علامات شروع ہوگئیں۔ جب حاکم خائن ہوں، جب غیبتیں کرنے میں لوگوں کو لطف آنے لگے اور جب حدیثوں کو پھینک دیا جائے اور کہا جائے کہ یہ بوسیدہ چیزیں ہیں، ان کی باتیں نہ کرو، جب وہ دور آ جائے کہ تم دیکھو گے کہ زلزلے آئیں گے، زمینیں جگہ جگہ دھنسیں گی، پھر تم دیکھو گے کہ تمام ساحلی علاقے ڈوبنے لگیں گے، سمندر نے اپنے پانی کو اتنا پھیلایا کہ بصرہ ڈوبا اور بصرے کی مسجد کے ایک مینار کے کلس کی صرف گھنڈی نظر آ رہی ہے۔ جیسے ایک بطخ کی گردن نظر آتی ہے۔ پھر مصر تباہ ہو جائے، پھر تم دیکھو گے کہ بغداد ایسا تباہ ہوا کہ جیسے یہ شہر تھا ہی نہیں، پھر تم دیکھو گے کہ بصرہ بھی تباہ ہوگیا، پھر تم دیکھو گے کہ شہابِ ثاقب ٹوٹنے لگے، آسمان پر دُم دار ستارے نظر آنے لگے، پھر تم دیکھو گے کہ ستارے اتنے

قریب آ گئے کہ آسمان پر سوا ستاروں کے کچھ نظر نہیں آ رہا۔ پھر تم دیکھو گے کہ جگہ جگہ سے تمھیں ایسا شور سنائی دے گا کہ جیسے اُس شور سے تمھارے کان کے پردے پھٹ جائیں گے، یعنی ایٹمی لڑائی شروع ہو جائے گی۔ دنیا میں چاروں طرف آگ لگی ہوگی۔ ایسی گیسیں فضا میں پھینکی جائیں گی کہ آسمان پر سوا آگ کے کچھ نظر نہ آئے گا۔ اور ہفتوں وہ آگ آسمان پر روشن رہے گی۔ پھر تم دیکھو گے کہ ایک تہائی دنیا بچی ہے، ملک کے ملک تباہ ہو گئے، پھر تم سنو گے کہ اتنا بڑا ملک چین تباہ ہو گیا ایک نفس بھی پورے ملک میں نہ رہا، پھر تم دیکھو گے کہ روس حملہ کرے گا اور وہ ٹکڑے ٹکڑے ہو چکا ہوگا۔ روس اتنے حصوں میں بٹ جائے گا کہ وہ پھر مجتمع نہ ہو پائے گا، لیکن وہ اپنی طاقت کو یکجا کر کے ایران پر حملہ کریں گے۔ جب تم دیکھو کہ نماز اس لیے پڑھی جاتی ہے کہ لوگ اسے نمازی کہیں، مکّہ و مدینہ جیسے متبرک شہروں میں بھی ناچ رنگ و موسیقی کا وجود ہو گیا ہے، راہِ خیر سنسان ہے، ادھر سے کوئی نہیں گذرتا، میت کو ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل کرتے ہیں اور اس سے کوئی وحشت نہیں کھاتا۔ ہر لمحہ بدعت و شرارت میں ترقی ہوتی ہے۔ محتاج کی امداد اس لیے کی جاتی ہے تا کہ اس کا مذاق اڑایا جا سکے۔ والدین کا احترام اُٹھ گیا ہے اولاد اُن کے درجے کو ہلکا سمجھنے لگی ہے وہ اپنے لڑکوں کی نظروں میں بد بخت سمجھے جانے لگے ہیں۔ ماں باپ کے مرنے پر بجائے مغموم ہونے کے لڑکے خوش ہوتے ہیں، لوگ یتیموں کا مال ہڑپ کر جاتے ہیں۔ جب یہ باتیں پیدا ہو جائیں تو اس وقت سُرخ آندھی، صورتوں کے مسخ ہو جانے اور آسمان سے پتھروں کی بارش کا انتظار کرنا۔

پھر تم سنو گے کہ سفیانی نے خروج کیا ہے جس کا نام عثمان بن عقبہ ہے، وہ لشکر لے کر بڑھے گا تا کہ وہ مدینے کو تاراج کر دے وہ آگے بڑھے گا اور کوفے پر حملہ کرے گا اور کوفے میں قتلِ عام کر دے گا کئی لاکھ آدمی قتل کر دیئے جائیں گے اور تیس ہزار پردہ

پوش عورتیں جن کو خلائق نے کبھی نہ دیکھا ہوگا گرفتار کرلی جائیں گی بچے بچے کو قید کرلیا جائے گا، عورتوں کو گرفتار کرکے سفیانی دمشق کی طرف بڑھ رہا ہوگا کہ اچانک سفیانی کا لشکر زمین میں دھنس جائے گا، جب یہ لشکر زمین میں دھنس جائے تو انتظار کرنا، انتظار کرنا، انتظار کرنا، اس آواز کا، کہ کائنات میں جبرئیل کی آواز گونجے کہ مہدیؑ آگیا (صلوٰۃ)، دنیا کا ہر انسان اُس آواز کو سن لے گا جو لیٹا ہوگا وہ بیٹھ جائے گا جو بیٹھا ہوگا وہ کھڑے قد سے اُٹھ جائے گا، سب کو معلوم ہو جائے گا۔ پھر تم دیکھو گے کہ ایرانی سیاہ جھنڈا لے کر نکلیں گے اُن کا سردار ایک سیّد حسنی ہوگا، نہایت وجیہ اور خوبصورت۔ دیلم کی طرف سے خروج کرے گا رسولؐ اللہ کی ضریحِ اقدس کے ایک گوشے سے صدا بلند ہوگی" اے آلِ احمدؐ! اس شخص کو دعوت پر لبیک کہو جس کی غیبت پر افسوس کرتے تھے اور اس کی دعوت کو قبول کرو" اور وہ سیّد حسنی جانتے ہوں گے کہ قائم آلِ محمدؐ کا ظہور ہو چکا وہ اُن کو پہچانتے بھی ہوں گے۔ اپنے اصحاب کو پہچنوانے کے لیے سیّد حسنی قائم آلِ محمدؐ سے دریافت کریں گے کہ اپنے جد کا عصا، انگوٹھی، لباس، فاضل نامی زرہ، سحاب نامی عمامہ، یربوع نامی گھوڑا، ناقہ عضبا، دُلدُل، ذوالفقار، آنحضورؐ کا گھوڑا، ذوالجناح براق اور وہ قرآن جو امیر المومنین علیؑ نے جمع فرمایا تھا کہاں ہیں؟ حضرت مہدیؑ اُن سب چیزوں کو دکھلائیں گے اور عصائے پیغمبرؐ لے کر ایک سخت پتھر پر ماریں گے وہ پتھر فوراً درخت کی طرح سرسبز و شاداب ہو جائے گا، پھر سیّد حسنی، مہدیؑ سے کہیں گے اے فرزندِ رسولؐ! اپنے دستِ مبارک کو بڑھایئے تاکہ آپ کے ہاتھوں پر ہم لوگ بیعت کر لیں۔ حضرت مہدیؑ اپنے دستِ مبارک کو دراز فرمائیں گے سب سے پہلے سیّد حسنی اُس کے بعد ان کا سارا لشکر آپ کے ہاتھوں پر بیعت کرے گا۔ لیکن چالیس ہزار آدمی جو زیدیہ فرقے سے ہوں گے اور ان کے پاس قرآن بھی ہوں گے آپ کی بیعت سے انکار کریں گے اور آپ کے معجزات کو جادو کہیں گے، حضرت مہدیؑ تین دن تک اُن کو

سمجھائیں گے وعظ کریں گے نصیحت کریں گے لیکن وہ اپنی نافرمانی اور سرکشی سے باز نہ آئیں گے آخر کار مجبور ہو کر حضرتؑ ان کے قتل کا حکم نافذ کر کے انھیں موت کے گھاٹ اُتروا دیں گے۔

مہدیؑ لشکر لے کر آگے بڑھیں گے اور وہ تین سو تیرہ افراد جو انتظار کر رہے ہیں وہ امامؑ کے لشکر میں شامل ہو جائیں گے اور جیسے جیسے یہ لشکر سفیانی کے تعاقب میں آگے بڑھتا جائے گا ویسے ویسے اصحابِ کہف جاگتے جائیں گے اور ایک بار آ کر لشکرِ امامؑ سے مل جائیں گے۔

امام مہدیؑ کی شان دیکھنے والی ہوگی۔ حضرت عباسؑ کا علم ایک ہاتھ میں جس کا پرچم کھلا ہوا، دوسرے ہاتھ میں علیؑ کی ذوالفقار ہوگی۔ اور اُسی گھوڑے پر سوار ہوں گے جس پر امام حسینؑ کربلا میں سوار تھے۔ میرے نوتصنیف مرثیے کے چار بند سنیئے:۔

مرقوم ہے فرمانِ رسولِ دوسرا کا ۔۔۔ مل جائے گا جب بہرِ ظہور اِذن خدا کا
بدلہ بھی لیا جائے گا خونِ شہدا کا ۔۔۔ اعجاز دکھائے گا علم شاہِ وفا کا

ہاں آپ سے آپ اِس کا پھریرا جو کھُلے گا
حق بھی یہاں سائے میں امامت کے تُلے گا

لکھا ہے کہ جب آئے گا وہ وارثِ شبیرؑ ۔۔۔ ہوگا علم اک ہاتھ میں اور ہونٹوں پہ تکبیر
العظمتہُ لِلّٰہ پھریرے کی یہ تنویر ۔۔۔ اک ہاتھ میں ہوگی یداللہ کی شمشیر

تیغ آپ کے اعجاز سے فریاد کرے گی
مولا کو بہت کرب و بلا یاد کرے گی

آجائیں گے ہر سمت سے سب ناصر و یاور ۔۔۔ کعبے کی زمیں ہوگی وفا کیشوں کا لشکر
اُس عہد کا قنبر کوئی سلمان کوئی بوذر ۔۔۔ دیکھے گا فلک یادِ حسینیؑ میں منظر

آئیں گے عزادار تو پُرسہ بھی رہے گا

مجلس کبھی ماتم کبھی گریہ بھی رہے گا

نعروں سے عزاداروں کے بن گونج اُٹھے گا پھر تذکرۂ شاہِ زمن گونج اُٹھے گا
صوتِ گُلِ ماتم سے چمن گونج اُٹھے گا زنجیر کی جھنکار سے رن گونج اُٹھے گا

زہراؑ کا قمر آئے گا جب بُرجِ شرف میں
مجلس کبھی کعبے میں کبھی ہوگی نجف میں (صلواۃ)

آگے آنے والی تقریروں میں مزید علامات سنائیں گے کہ جنگ کیسے ہوگی سعودی عرب کا کیا عالم ہوگا، کون کون سے لشکر عرب میں اتر چکے ہونگے، کون کون سی قومیں تباہی پھیلا رہی ہوں گی؟ ہاں حضورؐ نے فرمایا کہ میرے بیٹوں کے مزار جہاں جہاں ہیں انھیں گولیوں سے چھلنی کر دیا جائے گا اور اسی وقت ظہور ہو جائے گا جب روضوں کی بے حرمتی شروع ہو جائے گی۔ کوشش یہ ہوگی دنیا کی کہ قبروں کو اکھاڑ دیں لیکن وہ ایسا کر نہیں پائیں گے، اسی وقت امام مہدیؑ آجائیں گے اور کعبے میں وہ اس شان سے آئیں گے کہ رکن و مقام کے درمیان میں خانۂ کعبہ کی دیوار سے پشت لگا کر کھڑے ہونگے اور ہاتھ کو سامنے کیے بیعت لے رہے ہونگے۔ رسولؐ کی شان سے زلفیں کاندھوں پر لہرا رہی ہونگی۔ کچھ گوسفند کچھ بھیڑیں ساتھ ہونگی۔ اس شان سے وہ کعبے میں آجائیں گے۔ اور پھر چاند سے دو سینگ نکلیں گے اور وہ آپس میں مل جائیں گے اور پھر آفتاب میں ایک کھڑکی کھلے گی اور اس کھڑکی سے ایک بار عیسیٰؑ کی سواری آجائے گی عیسیٰؑ آکر کعبے میں اُتریں گے اور جب عیسیٰؑ آجائیں تو وہ نماز صبح کا وقت ہوگا۔ اب اذان ہونے والی ہے اور عیسیٰؑ کی سواری آرہی ہے اذان تمام ہوئی مصلّےٰ کعبے میں بچھا رکن و مقام کے درمیان میں ہی مصلّےٰ بچھا ہے ایک بار عیسیٰؑ جیسے ہی پشت کی جانب سے آئیں گے امام اپنے مصلّے سے مڑ کر عیسیٰؑ کو دیکھیں گے کہ نبی کی سواری آرہی ہے، جب نبی قریب آجائیں گے تو آپ کا امامؑ عیسیٰؑ سے کہے گا آگے بڑھیے نماز پڑھایئے، مولا علیؑ فرماتے

ہیں کہ ایک بار عیسیٰؑ میرے فرزند کے دونوں بازوؤں کو پکڑ کر گھمائیں گے اور کہیں گے نماز آپؑ پڑھایئے مصلّے پر، میں آپ کے پیچھے نماز پڑھوں گا۔ اب آپ کی فقہ کا مسئلہ سناتا ہوں اور مسئلہ رسولؐ کی زبانی ہے۔ ایک نبیؑ، کون نبیؑ جو آدمؑ کی وراثت لیے ہوئے ہے، نوحؑ کی وراثت لیے ہوئے، ابراہیمؑ کی وراثت لیے ہوئے ہے، اسحاقؑ کی وراثت لیے ہوئے ہے، یعقوبؑ و یوسفؑ و داؤدؑ، سلیمانؑ، شیثؑ و یحییٰؑ و ذکریاؑ کی وراثت لیے ہوئے ہے بنی اسرائیل کا آخری نبی، ساری نبوتوں کا مالک بنا ہوا اور یہ ایک امامؑ اب بتاؤ امامت افضل ہے یا نبوت۔ نماز کون پڑھائے، تو فقہ سے سمجھ لو۔ رسول اللہؐ فرماتے ہیں کہ اگر دو امام برابر کے سامنے آجائیں تو یہ دیکھا جائے گا کہ بڑا عالم کون ہے، جو بڑا عالم ہوگا وہ آگے بڑھ کے نماز پڑھائے گا، اگر دونوں برابر کے عالم ہوں تو ان میں جس کی قرأت بہتر ہوگی وہ نماز پڑھائے گا اور اگر دونوں کی قرأت برابر ہے تو یہ دیکھا جائے گا کہ فقہ میں کون افضل ہے، جو بڑا فقیہ ہوگا وہ نماز پڑھائے گا اور اگر فقہ میں بھی دونوں برابر ہوں تو جس نے پہلے ہجرت کی ہوگی وہ نماز پڑھائے گا اور اگر ہجرت میں بھی دونوں برابر ہوں تو پھر آخر میں یہ دیکھا جائے گا کہ جو زیادہ خوبصورت ہوگا وہ نماز پڑھائے گا۔ (صلوٰۃ)

ہم سوچا کرتے تھے کہ مہدیؑ پر جتنی کتابیں لکھی گئیں عرب، ایران، ہندوستان میں یہ سب میں حُسن کا چرچا کیوں ہے معلوم ہوا کہ حُسن پر فیصلہ ہونے والا ہے۔ (صلوٰۃ)

رسول اللہؐ نے فرمایا:۔

''مہدیؑ مجھ سے ہے، میری اولاد سے ہے، اس کا چہرہ چودھویں کے چاند کی طرح نورانی، رنگ گندمی اور جسم ورزشی ہے، اس کی پیشانی کشادہ اور روشن، ناک ستواں ہے۔ سن جوانوں کا، آنکھیں شرگیں، بھنویں ملی ہوئی، داڑھی گھنی، داہنے رخسار پر تل ہے، طویل قامت ہے''۔

حضرت علیؑ فرماتے ہیں :-

''چہرہ حسین، آپ کی زلفیں ہنسلی کی سمت آویزاں ہیں، چہرے کا نور اور شادابی داڑھی گیسوؤں کی سیاہی پر غالب آئی ہوئی ہے''۔

مختصر یہ کہ امام مہدیؑ مکمل شبیہ رسولؐ ہیں اور رسولؐ اللہ جناب یوسفؑ سے زیادہ حسین تھے۔

تو بس ۳۱۳/اصحاب اور ۷/اصحاب کہف بھی آ گئے، محمد حنفیہ کے پاس علَم۔ اب یہاں یہ مسئلہ نہیں ہے کہ آزمایا جائے یہاں خیبر وخندق کی طرح بھگدڑ نہیں ہے۔ عرض کر چکا کہ چالیس ہزار افراد مہدیؑ کو نہیں مانیں گے۔ وہ شیعہ ہونگے۔ اور نوجوان ہونگے۔ سیّد حسَنی شعیب بن صالح جس کا نام ہے امام کے حکم سے سب کو قتل کر دیں گے۔ تو اب برا ماننے کی بات نہیں ہے اگر میں یہ کہوں کہ پہلی لڑائی علماء سے ہوگی تو میں تو نہیں کہہ رہا امام نے کہا ہے اور کتاب میں لکھا ہے۔ اور اگر میں کہوں کہ چالیس ہزار جوانوں کو امام مہدیؑ کاٹ کر پھینک دیں گے اور وہ ہونگے شیعہ تو میں نہیں کہہ رہا کتابوں میں لکھا ہے۔ علماء کہہ رہے ہیں۔ مقصد کیا ہے، یہ علامات کیوں کتابوں میں لکھی ہیں تاکہ اس قابل بنالینا اپنے کو کہ اُن کے لشکر میں شامل ہو جاؤ۔ ایسا نہ ہو کہ خطا ہو جائے پہچاننے میں۔ تو میں پکار پکار کر شیعہ نوجوانوں سے کہوں گا کہ مجلس میں بیٹھنا نہیں سیکھو گے تو مہدیؑ کو پہچان نہیں پاؤ گے۔ ارے مشاہدہ کرو، مطالعہ کرو، کبھی باہر جاؤ اور وہاں کا لٹریچر پڑھو تو پتہ چلے کہ تمھارے امام مہدیؑ پر لکھی گئی ساری کتابوں کو پڑھے بیٹھے ہیں وہ لوگ، جرمنی والے، فرانس والے، امریکہ والے اور اسی کی بنیاد پر چیزیں بناتے جا رہے ہیں۔ کیوں؟ اس لیے کہ تیاری ہے۔ اُن کو یقین ہے کہ آنے والے ہیں۔ تم ابھی گمنامی میں پڑے ہو تمھیں یہی نہیں پتہ کہ ان کے آنے کی تیاریاں کیا ہوتی ہیں۔ بس تقریر خاتمے پر پہنچی۔

نہج البلاغہ میں مولاؑ فرماتے ہیں۔ کہ ایسے میں جب تمام علامتیں ظاہر ہو جائیں تو
ہمارا گروہِ شیعہ تم دیکھو گے کہ دنیا کے تمام شیعوں نے اپنا مذہب بدل لیا ہے اور چند کو
چھوڑ کر اکثریت میں لوگ بنی امیہ کے دین پر آ گئے اور سارے شیعوں نے بنی امیہ کی
بیعت کر لی اور ان کے دین پر چلنے لگے۔ بس خیال کرنا کہ تم اقلیت والے گروہ میں ہونا
بنی امیہ والے گروہ میں نہ چلے جانا۔ ورنہ بڑی شرمندگی اٹھاؤ گے۔ ہاں لیکن یہ ہے کہ
جلد ہی سیّد حسنی کے آنے کے بعد توبہ کر کے پوری قوم سیّد حسنی سے معافی مانگے گی اور
شیعہ کہیں گے ہم غلطی پر تھے ارے مولا علیؑ بتا رہے ہیں کچھ دیر کے لیے سہی اے مولاؑ یہ
داغ ہمارے دامن پہ نہ لگے۔ دعا مانگو کہ کہیں تقیہ کے بہانے سے ہم یزیدی نہ بن
جائیں۔ مولا نے کہا ہے تو ہونا تو ہے۔ اب جب ہونا ہے تو آثار کو دیکھ کر پہچانو کہ ہم وہ
نہ بننے پائیں۔ کوشش کرو کہ معرفت اتنی بڑھ جائے کہ قبر میں بارہ اماموں کے نام فرفر
سنانا۔ اس طرح واقعات یاد کر لو، اور اس طرح حفظ ہو جائے ہر امام کی سوانح حیات کہ
معرفت کی ان منزلوں پر پہنچ جاؤ کہ جہاں زبان سے کچھ نکل جائے تو وہ ہو جائے اور یہ
تب ہی ہوا ہے کہ رسولؐ اور فاطمہ زہراؑ سے لے کر مہدیؑ تک کی معرفت آ جائے۔ یہ
کہنے کی ضرورت نہ ہو کہ ذاکر نے خوب رلایا بلکہ یہ کہا جائے کہ ہم خوب روئے۔ ہم
خود روئے۔ اس لیے روئے کہ یہ دو نام ایسے ہیں کہ نام سنا اور رونا آیا۔ کون سے دو
نام۔ ہائے حسینؑ اور ہائے زینبؑ۔ کیا کیف ہے ان دونوں ناموں میں کہ ادھر نام آیا
اور گریہ طاری ہوا۔ نہیں صرف حسینؑ اور زینبؑ ہی نہیں بلکہ کربلا کا ایک ایک شہید نام
آنے پر ایک ایک قیدی، ایک ایک بچہ۔ اپنے نام میں وہ اثر رکھتا ہے کہ ہم تو چاہنے
والے ہیں، محبتیں کرنے والے ہیں۔ نہیں بلکہ غیروں نے سنا جو مسلمان نہیں تھے وہ بھی
روئے، وہ بھی تڑپے۔ منشی پریم چند جیسا ہندو جب کربلا کا واقعہ لکھتا ہے تو روتا جاتا
ہے۔ کہتا ہے میں لکھتا جاتا تھا اور روتا جاتا تھا۔ اسے بھی چھوڑیں ڈنمارک

(Denmark) میں ایک پاکستانی کہتا ہے میں ایک ہوٹل میں داخل ہوا تو میں نے ایک انگریز کو دیکھا کہ کرسی پر بیٹھا ہے میز پر ایک پانی کا گلاس رکھا ہے اس پہ ہاتھ رکھے ہوئے مسلسل روئے جا رہا ہے۔ تو میں اٹھ کر اس کے قریب آیا میں نے پوچھا کہ رو کیوں رہے ہو۔ یہ پانی پیتے کیوں نہیں، گلاس بھرا کیوں رکھا ہے تو اس انگریز نے پوچھا تم پاکستانی ہو، میں نے کہا ہاں، انگریز نے کہا کیسے پاکستانی ہو تمھیں معلوم نہیں کہ آج عاشور کا دن ہے۔ ہم نے حسینؑ کی سوانح حیات پڑھی ہے، ہم عاشور کا دن Denmark میں اسی طرح اسی ہوٹل میں بیٹھ کر گذارتے ہیں۔ پانی سامنے رکھتے ہیں اور بس یہی سوچتے ہیں کہ یہ پانی حسینؑ کے بچوں کو مسلمانوں نے نہیں دیا۔ رونے والے ایسے روتے ہیں۔ Canada کا سفیر ایران میں تھا۔ پہلی بار آیا تھا اور جب ایران میں شبیہیں نکلا کرتی تھیں جو دھیرے دھیرے ختم ہو گئیں۔ جب عاشور کی شبیہیں نکلتیں، جھولا نکلتا، آذربائیجان تک یہ دستور تھا۔ جس منظر کو جمیلہ ہاشمی نے اپنی کتاب ''چہرہ بہ چہرہ کو بہ کو'' میں لکھا ہے۔ اس نے پورا ایران گھوما اور بتایا کس طرح پورے ایران میں شبیہیں نکلتی ہیں۔ اس وقت سفیر کی بیوی نے کہا ہم پہلی بار یہ دیکھ رہے ہیں کوئی ہم کو بتاتا جائے یہ کیا ہے اور ایک شخص اس کو ڈائری لکھواتا ہے تفصیل بتاتا جاتا ہے۔ جب علم آیا اس نے پوچھا یہ کیا ہے، بتانے والے نے کہا لکھو۔ یہ عباسؑ کا علم ہے یہ دریا پر لے کر گئے تھے پانی لینے کے لیے۔ لیکن پانی نہیں ملا، مشک تیر سے چھد گئی، ہاتھ کٹ گئے، علم خوں میں بھر گیا جب سے اُن کی یاد میں یہ علم اٹھایا جاتا ہے۔ تابوت آیا اُس نے کہا لکھو یہ حسینؑ کے جنازے کی شبیہ ہے، گھوڑا آیا اس نے کہا یہ حسینؑ کے گھوڑے کی شبیہ ہے۔ پھر ایک ننھا سا جھولا آیا۔ جھولے کو ہلتے ہوئے دیکھ کر وہ بے قرار ہو گئی اس نے کہا یہ کیا ہے۔ کہا حسینؑ کے لشکر میں ایک ایسی ماں تھی جس کا نام رباب تھا اس کا بچہ چھ مہینے کا تھا چار دن بچے نے پانی نہیں پیا۔ ماں بہت تڑپی۔ باپ

بچے کو لے کر پانی پلانے ہاتھوں پر لے کر گیا تو، بس اس سفیر کی بیوی نے پکار کر کہا یہ مت کہنا کہ بچہ مارا گیا اور بے ہوش ہو کر گری۔ ارے غیر قومیں اب تک تڑپ رہی ہیں کربلا کے واقعے پر۔ بس فخر کرو کہ تمھارے پاس یہ ماتم یہ واقعہ ایسا ہے کہ اب تک دنیا لرز رہی ہے۔

اس موقع پر اپنے نو تصنیف مرثیے کے دو بند آپ کو سُناتا ہوں:۔

ہے معجزہ یہ تعزیہ و مجلس و ماتم تابوت و ضریح و علم سیّدِ عالم
یہ مرثیہ یہ سوز یہ نوحہ یہ محرّم دل درد سے معمور ہے آنکھ آنسوؤں سے نم
جو اجرِ رسالت ہے وہ قطرہ ہے یہ آنسو
اور مرہمِ زخمِ دلِ زہرؑا ہے یہ آنسو

پائی ہے عزاداروں کے اشکوں نے یہ توقیر رومال میں رکھتی ہیں انھیں مادرِ شبیرؑ
برپا جہاں ہوتی ہے عزائے شہ دلگیر اُس بانیٔ مجلس کی چمک اُٹھتی ہے تقدیر
تائید عزاداروں کی فرماتی ہیں زہرؑا
اعجاز سے مجلس میں چلی آتی ہیں زہرؑا

بس تقریر ختم ہو رہی ہے۔ ایک چھوٹی بچی بھی تو تھی کربلا میں۔ جب رباب مدینے سے چلی تھیں تو دو بچے گود میں تھے ایک سکینہؑ ایک اصغرؑ۔ ماں کو بڑی ڈھارس تھی کہ میرے دو پھول ہیں لیکن اصغرؑ خاک کربلا میں چھپ گئے تو ماں کو اطمینان تھا میری بچی ساتھ ہے اگر زخمی ہے تو کیا ہوا، گلے میں رسّی ہے تو کیا ہوا، بچی تو ساتھ ہے۔ کبھی تو قید سے چھوٹیں گے، مگر کیا ہوا۔ قید خانے میں رات آتی، دن آتا، دن گذر جاتا۔ رات و دن ہائے حسینا وائے حسینا۔ جب یہ آوازیں دمشق میں گونجیں تو شام کی رہنے والی عورتوں نے آپس میں طے کیا چل کے پتہ تو لگائیں یہ قیدی کیسے ہیں، کہاں سے آئے ہیں، ان پر کیا گذرتی ہے، ان کا کیا جرم ہے، تمام شام کی عورتیں اپنے اپنے بچوں کو

گودیوں میں لے کر قید خانے کے دروازے پر پہنچیں عورتوں نے دیکھا ایک چار برس کی بچی درِ زنداں سے لپٹی ہوئی حسرت سے راہ کو دیکھ رہی ہے، عورتوں نے جا کر پوچھا اے بچی تم کس گھرانے کی ہو، تمھارا خاندان کیا ہے، تم پر کیا گذری، اس بچی نے رو کر بتایا ہم مدینے کے رہنے والے ہیں، ہم شاہِ مدینہ کے خاندان سے ہیں، ہم فاطمہؑ کے لعل حسینؑ کے خاندان سے ہیں۔ ہمارا بابا حسینؑ، ہمارا ایک چچا تھا عباسؑ، جو ہمیں بہت چاہتا تھا، ہمارا ایک جوان بھیا علی اکبرؑ تھا، اس کے سینے پر برچھی لگی عورتیں روتی جاتی ہیں، تڑپتی جاتی ہیں، سکینہؑ نے کہا ہمارا ایک چھوٹا سا بھیا علی اصغرؑ بھی تھا۔ جو اماں کی گود میں تھا، میرا بھیا علی اصغرؑ بہت پیاسا تھا۔ وہ ایک تیر سے مارا گیا شام کی عورتیں روز آتیں، صبح ہوئی، سر پر چادر ڈالتیں، بچوں کو گود میں لیتیں، درِ زنداں پہ آ جاتیں آواز دیتیں آؤ سکینہؑ بی بی، ہمیں کربلا کی کہانی سناؤ، ہم سب آئے ہیں کربلا میں کیا واقعہ گذرا ہم کو سناؤ۔ کئی ہفتے گذر گئے روز آتیں شام کی عورتیں۔ ایک دن ایسا آیا کہ شام کی عورتیں درِ زنداں پر آئیں اور آ کر پکارا سکینہؑ بی بی ہم سب آ گئے آؤ کربلا کی کہانی ہم کو سناؤ جواب نہ آیا، عورتیں زنداں کے در سے لپٹ گئیں، کہا بی بی کیا ناراض ہو گئی ہو۔ آؤ ہم محبت کرتے ہیں۔ جواب نہ آیا۔ لیکن زنجیر کی جھنکار کی آواز آئی۔ ایک قیدی آیا۔ درِ زنداں پہ آیا۔ کہا۔ شام کی رہنے والیو۔ وہ جو روز کربلا کی کہانی سناتی تھی رات کو مر گئی۔ سکینہؑ زنداں میں مر گئی، وہ دیکھو ننھی سی قبر۔ ہائے سکینہؑ...... وائے سکینہؑ۔ ماتمِ حسینؑ۔

مجلس ہشتم

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ؕ

ساری تعریف اللہ کے لیے دُرود و سلام محمدؐ و آل محمدؐ پر

عشرۂ چہلم کی آٹھویں تقریر آپ حضرات سماعت فرما رہے ہیں، آج کی مجلس کے بعد زیارتِ علم اور شبیہ ذوالجناح اور کل نویں مجلس بروز چہلم ہوگی اور آخری اور دسویں مجلس ۲۱ ر صفر کو ہوگی۔

امام مہدیؑ کا ذکر قرآن کی متعدد آیات میں موجود ہے، پچھلی تقریروں میں ذکر ہو چکا ہے، **وَلَقَدۡ کَتَبۡنَا فِی الزَّبُوۡرِ مِنۡ بَعۡدِ الذِّکۡرِ اَنَّ الۡاَرۡضَ یَرِثُهَا عِبَادِیَ الصّٰلِحُوۡنَ** (سورۃ الانبیا آیت ۱۰۵)

اور بیشک ہم نے زبور میں ذکر کے بعد لکھ دیا کہ تمام روئے زمین کے وارث میرے نیک بندے ہوں گے حضرت ختمی مرتبتؐ کی حدیث ہے کہ اگر دنیا کی زندگی کا ایک دن بھی باقی رہ جائے گا، تو اللہ اس دن کو طولانی کردے گا کہ میرے اہلِ بیتؑ میں سے ایک ایسے شخص کو مبعوث کرے جو زمین کو عدل وانصاف سے بھر دے گا، جس طرح کہ وہ ظلم و جور سے بھر گئی ہوگی،

وَ نُرِیۡدُ اَنۡ نَّمُنَّ عَلَی الَّذِیۡنَ اسۡتُضۡعِفُوۡا فِی الۡاَرۡضِ وَ نَجۡعَلَهُمۡ اَئِمَّةً وَّ نَجۡعَلَهُمُ الۡوٰرِثِیۡنَ (سورۂ قصص آیت ۵)

''اور ہم یہ ارادہ رکھتے ہیں کہ اُن لوگوں پر احسان کریں جو زمین میں کمزور کر دیئے

گئے اور ہم ان کو امام بنادیں اور انھیں وارث قرار دیں“۔

حضرت ختمی مرتبتؐ کی حدیث ہے کہ یہ آیت ہمارے بارے میں قیامت تک جاری ہے، آئمہ معصومینؑ کو دنیا کی حکومتوں نے کمزور بنادیا، حضرت ختمی مرتبتؐ فرماتے ہیں، علیؑ، حسنؑ اور حسینؑ مہدی تک سب امام ہوں گے پھر آپ مولا علیؑ، امام حسنؑ اور حسینؑ مہدی تک سب امام ہوں گے پھر آپ مولا علیؑ، امام حسن اور امام حسینؑ کی طرف دیکھ کر رونے لگے اور فرمایا تم ہی ہو جو میرے بعد کمزور کیے جاؤ گے پھر آپ نے یہ آیت تلاوت فرمائی، اب اس آیت کا اطلاق امام مہدی پر ہوگا۔

پیرس یونیورسٹی کے شعبۂ فلسفہ کے صدر ڈاکٹر ہنری کوربن (Henry Corbin) جس نے اسلامی موضوعات پر بہت سی کتابیں لکھی ہیں، اس کی ایک کتاب بہت مشہور ہے Temple and Contemplation وہ کہتا ہے۔

میرے نزدیک شیعت ہی ایک ایسا مذہب ہے جس نے عقیدۂ امامت کی بدولت ”انسان اور خدا“ کے مابین ”الٰہی ہدایت“ کا رابطہ برقرار رکھا ہے اور اسے دوام بخشا ہے، یہودی کہتے ہیں ”نبوت جو انسان اور اللہ کے درمیان حقیقی رابطہ ہے حضرت موسیٰؑ کے ساتھ ختم ہوگئی، یہودی حضرت عیسیٰؑ اور حضرت محمدؐ کی نبوت پر ایمان نہیں رکھتے، عیسائی بھی حضرت عیسیٰؑ کے بعد آگے نہیں بڑھے وہ حضرت محمدؐ کی نبوت پر ایمان نہیں رکھتے، اب عام مسلمان اہلسنّت فرقہ بھی حضرت محمدؐ کے ساتھ رُک گیا اور اُس نے یہ عقیدہ اپنایا کہ نبوت کے خاتمے کے ساتھ انسان اور اللہ کے درمیان رابطہ ختم ہوگیا ہے، وہ امامت کو منجانب اللہ تسلیم نہیں کرتے“۔

جب سے انسان نے اس کائنات میں قدم رکھا ہے اللہ نے اُسے ایک آن کے لیے بھی بغیر ہادی کے نہیں چھوڑا انبیاء اور اولیاء کا مسلسل آنا بندوں اور اللہ کے درمیان ایک رابطہ رکھتا ہے، ہدایتِ الٰہی کو قیامت تک جانا تھا اس لیے سلسلۂ ہدایت کو حضرت

ختمی مرتبتؐ نے بحکم خدا علی ابن ابی طالبؑ کے سپرد کیا، اور یہ سلسلۂ ہدایت امام مہدی کے ذریعے اب بھی قائم ہے اور رہتی دنیا تک قائم رہے گا۔

یَوْمَ نَدْعُوْا كُلَّ اُنَاسٍ بِاِمَامِهِمْ (سورۂ بنی اسرائیل آیت ۷۱)

''اس دن ہم تمام انسانوں کو اُن کے امام کے ساتھ بلائیں گے''۔

اسی لیے حدیثوں میں ختمی مرتبتؐ نے تاکید فرمائی کہ۔

''جو شخص مرجائے اور اپنے زمانے کے امام کو نہ پہچانے وہ کفر کی موت مرے گا''۔

یہ حدیث مسند احمد بن حنبل میں بھی ہے، اپنے زمانے کے امام کو پہچانو اس لیے کہ تمام انسانوں کو اُن کے امام کے ساتھ بلایا جائے گا، اگر کسی شخص نے اپنا امام کسی پتھر کو بھی بنایا ہے تو وہ اُسی پتھر کے ساتھ محشور ہوگا۔

کیا ہی اچھا ہو کہ اس دور کے انسان حضرت امام مہدیؑ کی معرفت حاصل کریں،

اُن کے فضائل ان کے شمائل کا عرفان حاصل کریں، ارشاد ہوا:۔

وَمَا يُدْرِيْكَ لَعَلَّ السَّاعَةَ قَرِيْبٌ (سورہ شوریٰ آیت ۱۷)

''اور تمھیں کیا معلوم شاید (امام مہدی کے ظہور) کی ساعت قریب آہی گئی ہو''۔

ہر دین کے عقائد اور اُس دین کی مذہبی کتابوں میں ایک ''مصلح اعظم'' کی آمد کا تذکرہ موجود ہے، ریڈ انڈین، افریقہ اور اسٹریلیا کے جنگلوں میں آباد قبیلے بھی اُس عظیم ہستی کی آمد کا انتظار کر رہے ہیں، حضرت امام مہدیؑ کو مختلف اقوام میں مختلف ناموں سے یاد کیا جاتا ہے، اسلام میں آپ کے نام امام مہدی، قائم، منتظر، حجتِ خدا، برہان ہیں، آپ ہی کلمۂ باقیہ ہیں، آپ ہی شجرۂ طیبہ ہیں، آپ ہی نور علیٰ نور ہیں،

مولانا نظام الدین شامزئی مفتی و استاد الحدیث جامعۂ فاروقیہ کراچی نے ''عقیدۂ ظہورِ مہدی احادیث کی روشنی میں'' ایک کتاب لکھی ہے جس میں انھوں نے عقیدۂ مہدیؑ پر کُل حدیثوں کو جمع کر کے یہ بحث کی ہے کہ یہ تمام حد تک مستند اور تواتر کے

ساتھ ہیں، انھوں نے تقریباً نوے (۹۰) حدیثیں سرکارِ ختمی مرتبتؐ اور پچیس صحابہ و تابعین سے جو نقل ہوئی ہیں اُن پر تحقیقی کتاب لکھی ہے، اُن کا کہنا ہے "عقیدۂ امام مہدیؑ" پوری اُمت کا اجتماعی عقیدہ ہے۔

اہلسنت علماء کی نظر میں "صحاحِ ستہ" کو بڑی اہمیت حاصل ہے، خصوصاً کوئی روایت اگر "صحیح بخاری" اور "صحیح مسلم" میں نہیں ہے تو پھر وہ روایت، وہ واقعہ، وہ معجزہ، وہ حدیث علمائے اہلسنّت کے نزدیک غیر مستند ہے، سچ پوچھئے تو ہزاروں عقائد جن پر اہلسنت عمل کرتے ہیں لیکن وہ بخاری اور مسلم میں نہیں ہیں مگر ضد کا علاج تو حکیم لقمان کے پاس بھی نہیں تھا۔

"صحاحِ ستہ" ان چھ مشہور کتابوں کو کہا جاتا ہے جو سب سے زیادہ مستند مانی جاتی ہیں، وہ مشہور چھ کتابیں جن میں "صحیح بخاری" کو اوّلیت حاصل ہے، یہ کتاب ۲۳۰ھ میں تکمیل کو پہنچی گویا امام مہدیؑ کی ولادت سے ۲۶ برس پہلے، اس کتاب کو محمد بن اسماعیل (امام بخاری) نے تالیف کیا تھا، بخاریؔ ۱۹۴ھ میں پیدا ہوئے اور ۲۵۶ھ میں وفات پاگئے، یہی وہ سال ہے جس سال امام مہدیؑ کی ولادت ہوئی، بخاریؔ میں سات ہزار دو سو پچھتر حدیثیں ہیں،

"صحاحِ ستہ" کی دوسری کتاب "سنن ابی داوٗد" ہے، یہ کتاب ابوداوٗد سلیمان بن الاشعث السجستانی نے تالیف کی، ان کی پیدائش ۲۰۴ھ اور وفات ۲۷۵ھ میں ہوئی، یعنی امام مہدیؑ کی ولادت کے اُنیس[۱۹] برس کے بعد، اس کتاب میں چار ہزار آٹھ سو حدیثیں ہیں۔ "صحاحِ ستہ" کی تیسری اہم کتاب "سنن ابن ماجہ" ہے، اس کتاب کو ابن ماجہ الربعی نے ترتیب دیا، ۲۰۳ھ میں پیدا ہوئے اور ۳۰۹ھ میں وفات پاگئے، امام مہدیؑ کی ولادت کے ۲۳ برس کے بعد،

"صحاحِ ستہ" کی پانچویں اہم کتاب "سنن نسائی" ہے، یہ کتاب ابوعبدالرحمٰن

احمد بن شعیب نسائی کی تالیف ہے، ان کی پیدائش ۲۱۵ھ اور وفات ۳۰۲ھ میں ہوئی امام نسائی کو "محبتِ علیؑ" کے جرم میں اتنا مارا گیا کہ وہ زخمی ہو گئے اور زخموں کی تاب نہ لا کر "محبتِ علیؑ" اور "معاویہ دشمنی" میں شہید ہو گئے۔ یہ واقعہ امام مہدیؑ کی ولادت کے ۴۶ برس کے بعد ہوا۔

"صحاحِ ستہ" کی چھٹی اہم کتاب "صحیح مسلم" ہے، اس کتاب کو مسلم بن حجاج قشیری نے ترتیب دیا، ان کی پیدائش ۲۰۶ھ اور وفات ۲۶۱ھ میں ہوئی، اس کتاب میں چھ ہزار پانچ سو حدیثیں ہیں۔ امام مسلم کی وفات امام مہدیؑ کی ولادت کے ۵ برس کے بعد ہوئی۔

"صحاحِ ستہ کی تمام کتابیں ہجرت نبوی کے تین سو سال کے اندر تالیف ہوئی ہیں، "صحاحِ ستہ" میں حضرت امام مہدیؑ کی بشارت کی متعدد حدیثیں موجود ہیں، کوئی بھی

فردِ بشر جو سرکارِ دو عالم کی اُمّت میں ہے وہ ان حدیثوں کی موجودگی میں امام مہدیؑ کے عقیدے سے انکار نہیں کر سکتا۔

"صحیح مسلم" اور "صحیح بخاری" میں ابو ہریرہ سے روایت بیان کی گئی ہے، انھوں نے کہا کہ حضرت رسولؐ اللہ نے فرمایا:-

"اس وقت تم کیا کرو گے جب کہ تمہارے درمیان ابنِ مریم (حضرت عیسیٰؑ) نازل ہوں گے اور تمہارا امام تم لوگوں میں سے ہوگا"۔

"سنن ابی داؤد" میں ہے کہ پیغمبرِ اسلام نے فرمایا:-

"اگر زمانہ ایک روز بھی باقی رہے گا یقیناً خداوند عالم میرے اہلِ بیتؑ سے ایک شخص کو ظاہر کرے گا جو دنیا کو عدل و انصاف سے بھر دے گا، جس طرح وہ اس سے پہلے ظلم و جور سے بھری ہوگی"۔

دُنیا ختم نہ ہوگی یہاں تک کہ میرے اہلِ بیتؑ سے ایک شخص تمام
عرب کا حاکم قرار پائے گا، اس کا نام میرے نام پر (یعنی محمدؐ) ہوگا،

سنن ابی داؤد میں حضرت اُمِ سلمہ سے یہ روایت بھی ہے کہ حضور ختمی مرتبتؐ نے فرمایا:-

"مہدیؑ میری اولاد سے فاطمہ زہراؑ کا فرزند ہے"

سنن ابی داؤد میں ابوسعید خدری سے یہ روایت بھی ہے کہ حضور ختمی مرتبتؐ نے فرمایا:-

"میرا مہدیؑ بلند پیشانی اور بلند ناک والا ہوگا، جو زمین کو عدل و انصاف سے اس طرح بھر دے گا جس طرح وہ ظلم و جور سے بھری ہوگی"۔

"صحاحِ ستہ" کی تیسری کتاب "سنن ابنِ ماجہ" میں بھی امام مہدیؑ کی بشارت کی حدیثیں موجود ہیں۔

ابنِ ماجہ نے حضور اکرمؐ کی حدیث نقل کی ہے کہ:-

"مہدیؑ اہلِ بیت سے ہوگا (جس کے ذریعے) خداوند عالم ایک ہی رات میں اصلاح فرمائے گا"۔

ابن ماجہ نے انس بن مالک کی یہ روایت بھی لکھی ہے کہ حضور اکرمؐ نے فرمایا:-

اولادِ عبدالمطلب سے میں اور حمزہؑ، علیؑ، جعفرؑ، حسنؑ، حسینؑ اور مہدیؑ جنت والوں کے سردار ہیں"۔

"صحاحِ ستہ" کی چوتھی کتاب "ترمذی" ہے، امام ترمذی نے حضور اکرمؐ کی یہ حدیث لکھی ہے کہ:-

"دنیا فنا نہیں ہوگی، یہاں تک کہ میرے اہلِ بیتؑ سے ایک شخص

تمام عرب پر حکومت کرے گا جس کا نام میرے نام پر ہوگا"۔

ترمذیؒ نے یہ حدیث بھی لکھی ہے کہ حضور اکرمؐ نے فرمایا:۔

میرے اہلِ بیتؑ سے ایک شخص ظاہر ہوگا جس کا نام میرے نام پر (محمدؐ) ہوگا۔

ترمذیؒ نے یہ حدیث بھی لکھی ہے کہ حضور اکرمؐ نے فرمایا:۔

"میری اُمت سے مہدیؑ ظہور کرے گا، جو پانچ یا سات یا نو سال تک زندگی گزارے گا"۔

حضرت عیسیٰؑ جس امام کے پیچھے نماز پڑھیں گے وہ امام مہدیؑ ہوں گے، یہ رسولؐ اللہ کی حدیث امام بخاریؒ، امام مسلمؒ اور امام احمد بن حنبل تینوں نے اپنی اپنی کتابوں میں نقل کی ہے، یہ روایت بالکل مستند ہے کہ حضرت عیسیٰؑ، حضرت امام مہدیؑ کے پیچھے نماز پڑھیں گے، امام بخاریؒ اور امام مسلمؒ نے متعدد روایتیں حضرت ختمی مرتبتؐ کی نقل کی ہیں جو حضرت امام مہدیؑ سے متعلق ہیں، بس یہ کہ لفظ "مہدی" کے بجائے امام، خلیفہ اور رجل "من قریش کے لفظ استعمال کیے ہیں دراصل یہ بخاریؒ اور مسلمؒ کا تقیہ ہے، تقیہ کا عقیدہ نہ رکھتے ہوئے بھی دونوں تقیہ کر گئے ہیں، بہرحال "صحاحِ ستہ" کی کتابوں میں ترمذی نے "باب خروج المہدی" کے عنوان سے الگ باب قائم کیا ہے، اسی طرح ابی داؤدؒ نے "سنن ابی داؤد" میں "کتاب المہدی" کے عنوان سے اور ابن ماجہ نے "خروجِ مہدی" کے لیے مستقل باب قائم کیا ہے جو اس بات کی دلیل ہے کہ "عقیدۂ مہدی" ان حضرات کے نزدیک بے اصل و بے بنیاد نہیں، ورنہ یہ اہلسنّت کے جلیل القدر محدثین اپنی کتابوں میں اس موضوع کے لیے ابواب قائم نہ کرتے۔

ابنِ خلدون جیسا متعصب ناصبی مورّخ بھی امام مہدیؑ کے ظہور کا قائل ہے وہ لکھتا ہے آخری زمانے میں پیغمبرِ اسلام کے اہلِ بیتؑ میں سے ایک شخص اُٹھے گا اور عدل و

انصاف قائم کرے گا۔

حضرت امام مہدیؑ کے عقیدے پر اہلِ بیتؑ رسولؐ اور آئمہ طاہرین اپنے اپنے عہد میں اس موضوع پر گفتگو کرتے رہے حضرت ختمی مرتبتؐ کی مستند حدیثوں کو بیان فرماتے رہے اور لوگوں کے سوالات کے جوابات دیتے رہے ہمارے آئمہ طاہرین کے ارشادات امام مہدیؑ کے عقیدے کو پختہ کرتے ہیں۔

حضرت علی ابن ابی طالبؑ نے فرمایا: مہدیؑ موعود ہم میں سے ہوگا اور آخری زمانہ میں ظہور کرے گا اس کے علاوہ کسی قوم میں مہدی منتظر نہیں ہے۔اس سلسلے میں حضرت علیؑ سے اور پچاس حدیثیں ہیں۔

حضرت فاطمہ زہراؑ نے امام حسینؑ سے فرمایا: تمہاری ولادت کے بعد رسولؐ خدا میرے پاس تشریف لائے۔ تمہیں گود میں لیا۔اور فرمایا: اپنے حسینؑ کو لے لو اور جان لو کہ یہ نو ائمہ کے باپ ہیں اور ان کی نسل سے صالح امام پیدا ہوں گے اور ان میں کا نواں مہدی ہے...... تین حدیثیں اور ہیں۔

حضرت امام حسن بن علی نے فرمایا: رسولؐ کے بعد امام بارہ ہیں۔ان میں سے نو (۹) میرے بھائی حسین کی نسل سے ہوں گے اور اس امت کا مہدی ان ہی کی نسل سے ہے۔چار حدیثیں اور ہیں۔

حضرت امام حسینؑ نے فرمایا: بارہ امام ہم میں سے ہیں۔ان میں سے پہلے علی بن ابی طالب ہیں اور نویں میرے بیٹے قائم برحق ہیں۔خدا ان کے وجود کی برکت سے مردہ زمین کو زندہ اور غیر آباد کو آباد کرے گا اور دین حق کو تمام ادیان پر کامیابی عطا کرے گا خواہ مشرکین کو یہ بات ناگوار ہی کیوں نہ ہو۔مہدی ایک زمانہ تک غیبت میں رہیں گے۔غیبت کے زمانہ میں کچھ لوگ دین سے خارج ہو جائیں گے لیکن کچھ لوگ ثابت قدم رہیں گے اور اس راہ میں مصیبتیں اٹھائیں گے۔سرزنش کے طور پر ان سے کہا

جائے گا، اگر تمہارا عقیدہ صحیح ہے تو تمہارا امام موعود کب انقلاب برپا کرے گا؟ لیکن جان لو کہ جوان کی غیبت کے زمانہ میں دشمنوں کے طعن و تشنیع کو برداشت کرے گا اس کی مثال اس شخص کی ہے جس نے رسولؐ خدا کے ہمراہ تلوار سے جنگ کی...... اس سلسلے میں آپ کی تیرہ حدیثیں اور ہیں۔

امام زین العابدینؑ نے فرمایا: لوگوں پر ہمارے قائم کی ولادت آشکار نہیں ہوگی یہاں تک وہ یہ کہنے لگیں گے کہ ابھی پیدا ہی نہیں ہوئے ہیں۔ ان کے مخفی ہونے کی وجہ یہ ہے کہ جب وہ اپنی تحریک کا آغاز کریں اس وقت کسی کی بیعت میں نہ ہوں...... دس حدیثیں اور ہیں۔

حضرت امام محمد باقرؑ نے آبان بن تغلب سے فرمایا: خدا کی قسم امامت وہ عہدہ ہے جو رسولؐ خدا سے ہمیں ملا ہے۔ پیغمبرؐ کے بعد بارہ امام ہیں ان میں سے نو امام حسینؑ کے اولاد سے ہوں گے۔ مہدیؑ بھی ہم ہی میں سے ہوگا اور آخری زمانہ میں دین کی حفاظت کرے گا...... ۶۲ حدیثیں اور ہیں۔

امام صادقؑ نے فرمایا: جو شخص وجود مہدی کے علاوہ تمام آئمہ کا اقرار کرتا ہے اس کی مثال اس شخص کی سی ہے جو کہ تمام انبیاء کا معتقد ہے لیکن رسولؐ خدا کی نبوت کا انکار کرتا ہے۔ عرض کیا گیا: فرزند رسولؐ! مہدی کس کی اولاد سے ہوں گے؟ فرمایا: ساتویں امام موسیٰ بن جعفر کی پانچویں پشت میں ہوں گے، لیکن غائب ہو جائیں گے اور تمہارے لیے ان کا نام لینا جائز نہیں ہے...... ۱۲۳ حدیثیں اور ہیں۔

امام موسیٰ کاظمؑ سے یونس بن عبدالرحمٰن نے سوال کیا: کیا آپ مہدی برحق ہیں؟ آپ نے فرمایا: میں قائم برحق ہوں لیکن جو قائم زمین کو خدا کے دشمنوں سے پاک کرے گا اور اسے عدل و انصاف سے بھرے گا وہ میری پانچویں پشت میں ہے۔ وہ دشمنوں کے خوف سے مدت دراز تک غیبت میں رہے گا۔ زمانۂ غیبت میں کچھ لوگ

دین سے خارج ہو جائیں گے لیکن ایک جماعت اپنے عقیدہ پر ثابت وقائم رہے۔ اس کے بعد فرمایا: خوش نصیب ہیں وہ شیعہ جو امام زمانہ کی غیبت کے زمانہ میں ہماری ولایت سے وابستہ اور ہماری محبت اور ہمارے دشمنوں سے بیزاری میں ثابت قدم رہیں گے وہ ہم سے ہیں اور ہم ان سے ہیں وہ ہماری امامت سے راضی اور ہم ان کے شیعہ ہونے سے راضی ہیں یقیناً خوش نصیب ہیں وہ لوگ، خدا کی قسم وہ جنت میں ہمارے ساتھ ہوں گے...... پانچ حدیثیں اور ہیں۔

حضرت امام رضاؑ سے ریان بن صلت نے دریافت کیا تھا: کیا آپؑ ہی صاحب الامر ہیں؟ فرمایا: میں صاحب الامر ہوں لیکن میں وہ صاحب الامر نہیں ہوں جو زمین کو عدل وانصاف سے پر کرے گا۔ میری اس ناتوانی کے باوجود جسے تم مشاہدہ کر رہے ہو کیسے ممکن ہے کہ میں وہی صاحب الامر ہوں؟ قائم وہ ہے جو بڑھاپے کی منزل میں ہے لیکن جوان کی صورت میں ظاہر ہوگا وہ اتنا طاقتور اور قوی ہے کہ اگر روئے زمین کے بڑے سے بڑے درخت کو ہاتھ لگا دے تو اکھڑ جائے۔ اور اگر پہاڑوں کے درمیان نعرہ بلند کرے تو بڑے بڑے پتھر چور چور ہو کر بکھر جائیں، اس کے پاس موسیٰ کا عصا اور جناب سلیمان کی انگوٹھی ہے، وہ میری چوتھی پشت میں ہے، جب تک خدا چاہے گا اسے غیبت میں رکھے گا۔ اس کے بعد ظہور کا حکم دے گا اور اس کے ذریعہ زمین کو عدل و انصاف سے پُر کرے گا جیسا کہ وہ ظلم و جور سے بھر چکی ہوگی۔ ۱۸ حدیثیں اور ہیں۔

امام محمد تقیؑ نے عبدالعظیم حسنیؒ سے فرمایا: قائم ہی مہدی موعود ہے کہ غیبت کے زمانہ میں ان کا انتظار اور ظہور کے زمانہ میں ان کی اطاعت کرنی چاہیئے اور وہ میری تیسری پشت میں ہے۔ قسم اس خدا کی جس نے محمدؐ کو رسالت اور ہمیں امامت سے سرفراز کیا ہے۔ اگر دنیا کی عمر کا ایک ہی دن باقی بچے گا تو بھی خدا اس دن کو اتنا طویل بنا دے گا

کہ جس میں مہدی ظاہر ہوگا اور زمین کو اسی طرح عدل وانصاف سے پُر کرے گا جیسا کہ ظلم و جور سے بھری ہوگی۔ خداوند عالم ایک رات میں ان کی کامیابی کے اسباب فراہم کرے گا جیسا کہ اپنے کلیم موسیٰ کی کامیابی کے اسباب ایک ہی رات میں فراہم کئے تھے۔ موسیٰ بیوی کے لیے آگ لینے گئے تھے لیکن منصب رسالت لے کر پلٹے۔ اس کے بعد امام نے فرمایا: فرج کا انتظار ہمارے شیعوں کا بہترین عمل ہے...... پانچ حدیثیں اور ہیں۔

امام علی نقی نے فرمایا: میرے بعد میرا بیٹا حسنؑ امام ہے اور حسنؑ کے بعد ان کے بیٹے قائم ہیں جو کہ روئے زمین پر عدل وانصاف پھیلائیں گے...... پانچ حدیثیں اور ہیں

امام حسن عسکری نے موسیٰ بن جعفر بغدادی سے فرمایا: گویا میں دیکھ رہا ہوں کہ تم لوگ میرے جانشین کے بارے میں اختلاف کررہے ہو لیکن یاد رہے جو شخص پیغمبرؐ کے بعد تمام ائمہ پر ایمان واعتقاد رکھتا ہے اور صرف میرے بیٹے کی امامت کا انکار کرتا ہے تو وہ ایسا ہی ہے جیسے کوئی تمام انبیاء پر ایمان واعتقاد رکھتا ہے لیکن محمدؐ کی رسالت کا منکر ہے کیونکہ ہم سے آخری امام کی اطاعت ایسی ہی ہے جیسے اول کی۔ پس جو شخص ہمارے آخری امام کا انکار کرے گا گویا اس نے پہلے کا بھی انکار کردیا۔ جان لو! میرے بیٹے کی غیبت اتنی طولانی ہوگی کہ لوگ شک میں پڑ جائیں گے مگر یہ کہ خدا ان کے ایمان کو محفوظ رکھے......۲۱ حدیثیں اور ہیں۔

امام حسن عسکری علیہ السلام کی شہادت کے بعد جب حکومت عباسیہ کے فرمانروا معتمد نے حضرت حجت علیہ السلام کے قتل کی تدبیروں کے سلسلہ میں پوشیدہ طریقہ سے تفتیش شروع کی تو اوّل اس تجسس میں باہر مرد معیّن کئے گئے اور بعض خبروں کی بنا پر حمل کے خیال سے اندر دائیاں بھیجی گئیں کنیزوں کی نگرانی ہونے لگی کہ اگر کوئی ولادت ہوئی تو مولود کو ضائع کردیا جائے گا لیکن جب یہ حراست غلط رہی تو حضرت کی سراغ

رسائی کے دوسرے بڑے بڑے انتظامات کیے گئے اُس وقت منجانب حکومت حضرت کی خفیہ تلاش صرف شہروں ہی میں محدود نہ تھی بلکہ غیر آباد مقامات پر بھی جاسوس لگے ہوئے تھے خصوصا شیعہ آبادیوں میں جگہ جگہ اس تجسس کی ایسی مصیبت ناک صورت ہوگئی تھی کہ حضرت کے حالات سے واقفیت کا جس شخص پر ذرا بھی شبہہ ہوتا تھا اُس کی گردن اُڑا دی جاتی تھی، مومنین کی حالت یہ تھی کہ عزیزوں نے دوستوں نے آپس میں ملنا چھوڑ دیا تھا باپ بیٹے باہم عہد و پیمان کے بعد حضرت کے متعلق کوئی بات کہہ سکتے تھے ان پریشان حال لوگوں کا نہ کوئی کاروبار تھا نہ روزگار، نتیجہ یہ ہوا کہ اپنا گھر بار چھوڑ کر خاندان کے خاندان اطراف عالم میں نکل گئے اور دوسرے دور دراز ملکوں میں سکونت اختیار کر لی بہت سے بیچارے جنگلوں میں پہاڑوں میں حیران و سرگردان پھرتے رہے اور خانہ بدوشی میں زندگی گزاری بہت سے غریب مہاجر اس غربت و مسافرت میں سر پٹک پٹک کر مر گئے بہر حال اس زمانہ کے راسخ العقیدہ اور کامل الایمان صاحبان نے نہایت استقلال کے ساتھ ناقابل برداشت مصائب کا مقابلہ کیا اور حق کی حفاظت میں ثابت قدم رہے جو ایسے ہی حق پرستوں کا کام ہے لیکن مومنین کے یہ مصائب حضرت کے لیے مصیبت عظیم بنے ہوئے تھے۔

اگر چہ اس اثناء میں معتمد کو چودہ پندرہ برس ایسے گزرے کہ وہ ملکی جھگڑوں میں پھنسا رہا حجاز و یمن وغیرہ میں نظام سلطنت درہم برہم ہو رہا تھا وہ ہر وقت انہیں معاملات میں لگا رہتا تھا کسی دوسری بات کی طرف توجہ نہ تھی لیکن بعض ارکان حکومت جو عداوت اہل بیتؑ میں ڈوبے ہوئے تھے اپنی اس عادت سے باز نہ آئے اور حضرت کے تفحص میں دوست داران اہل بیتؑ کے پیچھے ہی پڑے رہے یہاں تک کہ معتمد ۲۷۹ھ میں مرگیا اُس کے مرنے کے بعد معتضد کی سلطنت ہوئی اگر چہ قتل و خونریزی میں وہ بھی بڑا دلیر تھا لیکن ابتدا میں اُس نے عقل و فہم سے کام لے کر بہت نرمی کے ساتھ کار

حکومت انجام دیا اور اُس کے عہد میں موالیانِ اہلِ بیتؑ کے لیے پانچ چھ برس کسی قدر سکون کے گزرے معتمد نے کچھ ایسے بھی کام کرنے چاہے جن سے بظاہر سادات بنی فاطمہ کی ہمدردی ظاہر ہوتی تھی مگر چند مشیرانِ سلطنت نے روکا اور اچھی طرح اُس کے دل میں یہ بات بٹھائی کہ ہمیشہ ان لوگوں کے پیشِ نظر حکومت رہی ہے اور یہ گروہ اسی فکر میں لگا رہتا ہے ایسا نہ ہو کہ اس وقت کے کسی طرزِ عمل سے ان کی ہمتیں بڑھ جائیں ان کا مٹا ہوا وقار پھر لوٹ آئے اور عام نگاہوں میں ان کی عظمت و جلالت قائم ہو جائے، اس افہام و تفہیم کا معتمد پر ایسا اثر پڑا کہ اپنی سلطنت کی حفاظت کے لیے آبائی بغض و عناد پر اُتر آیا اور اولادِ رسولؐ کی دشمنی فرضِ منصبی سمجھنے لگا بہت دنوں تک ملکی جھگڑوں میں گھرا رہا اور ایسی مصیبتیں اُس کے سر پر آئیں جنھوں نے بادشاہت کی بنیادیں ہلا دی تھیں بعد میں جب معتقد نے مملکت کے خلاف حملوں سے فرصت پائی تو

حضرت حجت علیہ السلام کی تلاش کی طرف متوجہ ہوا جابجا جاسوس لگا دیئے گئے مقدس مقامات عتباتِ عالیات مسجد کوفہ و مسجد سہلہ نجف اشرف کربلائے معلّٰی کاظمین میں خصوصیت کے ساتھ تلاش ہوتی رہی سامرے میں جہاں بھی وہم و گمان ہوتا وہیں تلاشی لی جاتی تھی اور یہ سختیاں اس نوبت کو پہنچ گئی تھیں کہ حضرت کی طرف سے اپنی اور اپنے تابعین کی حفاظت کے پیشِ نظر وکلاء و سفراء کو یہ حکم ہو گیا تھا کہ کوئی مومن کسی حالت میں ہمارا نام اپنی زبان سے نہ لے ہمارے متعلق اشارات و کنایات میں گفتگو کی جائے اور جن مومنین کو تعلیم کی ضرورت ہے اُنہیں احکام تلقین کیے جائیں ہمارے حالات سمجھائے جائیں اگرچہ حضرت کے جد بزرگوار و پدر نامدار نے بھی مصیبتیں اُٹھائی تھیں لیکن حضرت کے مصائب بہت بڑھ گئے تھے اک طرح سے قید بھی تھی اپنے کو عام لوگوں کی نظروں سے پوشیدہ رکھنا اپنی جان کی حفاظت علیحدہ مومنین کے جان و مال محفوظ رکھنے کی فکر جدا یہ سب باتیں مل کر مصائب کا پہاڑ ہو گیا تھا۔

ایک مرتبہ کسی مخبر کی خبر پر معتمد نے اپنے چند معتمد آدمیوں کو تنہائی میں بلایا اور یہ حکم دیا کہ ابھی فوراً شاہی اصطبل کے تیز رفتار گھوڑوں پر سوار ہو کر بغداد سے سامرہ روانہ ہو جائیں راستہ میں کہیں قیام نہ ہو وہاں پہنچ کر فلاں مکان میں جس کا پتہ ونشان یہ ہے بلا تامل داخل ہوں اور جس کو اندر دیکھیں اس کا سر کاٹ کر میرے پاس لے آئیں چنانچہ یہ لوگ سامرہ پہنچے آدھی رات کا وقت تھا حسب ہدایت اُن نشانات کے مطابق جو بتائے گئے تھے اُس مکان کے دروازے پر پہنچے دیکھا کہ اک غلام بیٹھا ہوا ازار بند بن رہا ہے اُس سے دریافت کیا کہ اس مکان میں کون ہے اُس نے بے پرواہی کے ساتھ جواب دیا کہ مالک مکان ہیں اور خود اپنے کام میں مشغول رہا آنے والوں کی طرف کچھ توجہ نہ کی اور بالکل متوجہ نہ ہوا وہ اندر داخل ہو گئے دیکھا کہ بڑی خوشنما عمارت ہے جس کے صحن میں پانی کا دریا بہہ رہا ہے اور ایک صاحب نہایت حسین وجمیل نورانی صورت مُصلّے پر عبادت الٰہی میں مصروف ہیں'' سب کے سب یہ منظر دیکھ کر مارے حیرت کے کھڑے کے کھڑے رہ گئے بالآخر اُن میں سے ایک شخص جراُت کر کے آگے بڑھا تا کہ اُن نمازی تک پہنچ کر معتمد عباسی کے حکم کی تعمیل کرے لیکن پانی میں قدم رکھنا تھا کہ گر پڑا اور ہاتھ پاؤں مارنے لگا قریب تھا کہ ڈوب جائے جو دوسرے ساتھیوں نے ہاتھ بڑھا کر اُس کو کھینچ لیا جب باہر نکلا تو بیہوش تھا کچھ دیر تک اسی حالت میں پڑا رہا پھر ایک دوسرے شخص نے اپنی حماقت سے یہی ہمت کی اُس پر بھی یہی آفت آئی تب تو سب پر ایسی دہشت طاری ہوئی کہ قدم اُکھڑ گئے اور ان میں سے ایک سمجھدار نے اُن صاحب کی طرف متوجہ ہو کر کلمات معذرت ادا کئے کہ میں اپنے اس اقدام جرم سے توبہ کرتا ہوں اور معافی چاہتا ہوں میں آپ کی عظمت وجلالت سے واقف نہ تھا، اس کا کوئی جواب نہ ملا اور وہ اسی طرح خشوع وخضوع کے ساتھ ذکرِ الٰہی میں مشغول رہے، اس کے بعد جلدی سے یہ لوگ لرزتے ہوئے باہر نکل آئے اور سوار ہو کر بغداد کی

طرف روانہ ہوگئے گھوڑوں کی باگیں اُٹھادیں اور شاہی محل میں پہنچ کر ہی دم لیا اُس وقت معتمد عباسی ان لوگوں کے انتظار میں بیٹھا ہوا تھا انھوں نے ساری روئداد بیان کی جس کو سن کر وہ سکتہ میں رہ گیا اور کچھ دیر خاموشی کے بعد کہنے لگا کہ مجھ کو اب یقین ہو گیا کہ میں اپنے مقصد میں کامیاب نہیں ہو سکتا اور اُس نے نہایت سختی کے ساتھ ان جانے والوں سے عہد لیا کہ کسی پر اس واقعہ کا اظہار نہ ہو اور کانوں کان اس کی خبر نہ ہونی چاہیئے۔

معتمد عباسی کو اس معجزے سے حضرت کے موجود ہونے کا تو یقین ہو گیا اور شان امامت کو بھی سمجھ لیا لیکن حضرت کے ہاتھوں زوال سلطنت کے خیال نے پھر زور کیا خاندان رسالت سے عداوت کی رگ پھڑکی اور اُس نے ایک روز اپنے خاص فوجی جوانوں کی کافی جماعت کو حکم دیا کہ سامرہ پہنچ کر امام علی نقی علیہ السلام کے مکان کا محاصرہ کرلیں اور جس کو بھی وہاں پائیں گرفتار کر کے لے آئیں چنانچہ یہ سپاہی گئے چاروں طرف سے مکان کو گھیر لیا آمد و رفت کے راستے بند کر دیئے کچھ جوان مع افسران کے اندر داخل ہوئے اور حسب ہدایت اُس سرداب مقدس کے قریب پہنچ گئے جو مکان کے آخری حصہ میں ایسے پوشیدہ مقام پر واقع تھا جہاں کسی کے رہنے کا احتمال نہیں ہو سکتا اُس میں ایسا اندھیرا تھا کہ یکا یک کسی کو اندر جانے کی جرأت نہ ہوئی،

''سرداب اس تہ خانہ کو کہتے ہیں جو گرم زمانہ کے لیے مکان میں زمین کے اندر بنایا جاتا ہے وہاں پانی ٹھنڈا رہتا ہے'' جب یہ پہنچے تو اتنے میں وہاں سے بڑی خوش الحانی کے ساتھ تلاوت قرآن کی آواز ان لوگوں کے کانوں میں آنے لگی جس کو سن کر سب کی محویت کی یہ کیفیت ہوئی کہ کھڑے کے کھڑے رہ گئے اور اس جماعت کے افسر نے مکان سے باہر والے سپاہیوں کو بھی اس خیال سے اندر بلا لیا کہ جو مقصد ہے وہ اسی سرداب میں پورا ہوگا جن کو گرفتار کرنا ہے وہ یہیں موجود ہیں محاصرہ کی ضرورت نہیں ہے اب سب مل کر پوری قوت کے ساتھ گرفتاری عمل میں لائیں کہ یکا یک حضرت

حجت علیہ السلام سرداب سے باہر تشریف لائے اور ان لوگوں کے آگے سے نکل کر سب کی نگاہوں سے غائب ہو گئے بہت سے سپاہیوں نے حضرت کو نکلتے ہوئے دیکھا کچھ کی نظریں نہ پڑیں مگر جب فوجی افسر نے سرداب کے اندر داخل ہونے کا سپاہیوں کو حکم دیا تو دیکھنے والوں نے کہا کہ ایک صاحب ابھی برآمد ہوئے تھے اور اس طرف کو چلے گئے آفسر نے کہا کہ ہم نے تو کسی کو نکلتے نہیں دیکھا تم نے دیکھا تھا تو کیوں نہ پکڑا انہوں نے جواب دیا کہ ہم آپ کے حکم کے منتظر رہے جب آپ نے کچھ نہ کہا تو ہم نے بھی توجہ نہ کی، اس صورت حال سے سب کے سب دنگ رہ گئے۔ پھر ہر چند کوشش کی گوشہ گوشہ چھان ڈالا لیکن کوئی نشان نہ ملا آخر کار ندامت و شرمندگی کے ساتھ یہ گروہ بھی واپس ہو گیا اور معتمد عباسی کو صورت واقعہ کی اطلاع دی گئی یہ حضرت کا دوسرا معجزہ تھا جو دشمنوں میں سے دیکھنے والوں نے دیکھا اور سننے والوں نے سنا جن کو قدرت نے

یہ بتا دیا کہ حجت خدا کا حافظ و نگہبان خدا ہے اور دشمنوں کی کوئی ظالمانہ حرکت کامیاب نہیں ہو سکتی پہلے بھی خدا والوں کے کیسے کیسے محاصرے ہوتے رہے ہیں حضرت عیسیٰؑ کو یہودیوں نے گرفتار کر کے پھانسی دینے کے ارادے سے ایک گھر میں بند کر دیا تھا مگر خداوند عالم نے اُن کو تو اُٹھا لیا اور یہودیوں کے سردار یہودا کو حضرت عیسیٰؑ کی شکل میں کر دیا جو سولی پر چڑھا دیا گیا، پیغمبر اسلام صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قتل کرنے کے سلسلہ میں کفار و مشرکین بڑی بڑی تدبیریں کرتے رہے یہاں تک کہ شب ہجرت کیسا محاصرہ ہوا مگر حضرت اندر سے باہر تشریف لائے دشمنوں کے سامنے سے چلے گئے اور کسی نے نہ دیکھا اسی طرح حضرت امام مہدی علیہ السلام کی حفاظت کا واقعہ ہوا کہ سرداب سے تشریف لا کر حملہ کرنے والوں کے درمیان سے نکلے لیکن ان قاتلوں کی آنکھوں پر عقلوں پر ایسے پردے پڑے کہ کچھ نہ کر سکے مگر اپنی اس ناکامی و شان الٰہی کے مظاہرہ سے بھی کچھ سبق نہ لیا اور گمراہی کی دیواروں میں محصور رہے۔ **وَجَعَلْنَا مِنۢ**

بَيْنِ اَيْدِيهِمْ سَدًّا وَّمِنْ خَلْفِهِمْ سَدًّا فَاَغْشَيْنٰهُمْ فَهُمْ لَا يُبْصِرُوْنَ

''اور ہم نے ایک دیوار کے سامنے اور ایک دیوار ان کے پیچھے بنا دی اور پھر انھیں عذاب سے ڈھانک دیا ہے کہ وہ کچھ دیکھنے کے قابل نہیں رہ گئے ہیں''۔ (سورۂ یٰسین آیت ۹)

امام زمانہؑ کا پیغام یہ ہے کہ وہ کرو جو ہم چاہتے ہیں اور اس کے اوپر یہ کہنا کہ مدد نہیں کرتے، آتے نہیں۔ نہیں علماء نے لکھا ہے کہ ایسا نہیں کہ غیبتِ کبریٰ میں ملاقات نہ ہو سکے۔ ملاقات ہے۔ ملاقات کر سکتے ہو۔ اپنے کردار کو اپنے تقوے کو اتنا بلند کرلو ان کی معرفت اتنی حاصل کرو کہ اُن سے قریب آجاؤ۔ وہ خود ملاقات کرتے ہیں وہ خود آتے ہیں تم اُن سے ملنا چاہو تو اُن سے مل سکتے ہو۔ آقائے اردبیلی۔ سناٹے میں جارہے ہیں۔ امیر غلام پیچھے ہے نجف کے دروازے کے قریب پہنچے۔ دروازہ بند ہے۔ تالا پڑا ہوا تھا، جیسے ہی دروازے کے قریب گئے۔ دروازہ کھل گیا۔ اندر داخل ہوئے۔ ضریح کے قریب گئے۔ کچھ باتیں کیں وہاں سے نکلے دروازہ بند ہو گیا۔ مسجد کوفہ کی طرف گئے۔ محراب کی طرف گئے۔ وہاں پر امیر غلام کہتا ہے مجھ کو کھانسی آگئی۔ انھوں نے پوچھا کون امیر ہو؟ کہا جی سرکار۔ میں نے دیکھا کہ آدھی رات کو آپ کہاں جارہے ہیں لیکن جو واقعات ہوئے میں حیرت زدہ ہوں۔ علامہ اردبیلی نے کہا تجھے بتائے دیتا ہوں لیکن کسی کو بتانا نہیں میری زندگی میں۔ میں ہر رات جب بھی کوئی مشکل مسئلے میں الجھا میں ہمیشہ علیؑ کے مزار پر جاتا ہوں۔ میں سوال کرتا ہوں مولا جواب دیتے ہیں۔ آج کی رات جب میں علیؑ سے مسئلہ پوچھنے گیا تو مولا نے فرمایا اردبیلی یہاں کیوں آگئے آج تو میرا بیٹا مسجد کوفہ میں محراب میں موجود ہے وہاں جا کر مہدیؑ سے پوچھو تو میں اس لیے یہاں امام مہدیؑ سے یہ سوال پوچھنے آیا ہوں۔ قزوینی کا بیان ہے کہ ہم جارہے ہیں راستے میں سناٹا ہے صحرا ہے قافلہ ہے ہم پیچھے رہ گئے ہم نے

دیکھا ایک شخص ہاتھ میں نیزہ لیے زمین میں نیزے سے خط کھینچ رہا ہے۔ لکیریں بناتا چلا جاتا ہے، ہم اس کو دیکھتے ہیں ہم اس سے پوچھتے ہیں کارواں وہ جارہا ہے اور تم یہاں نیزے سے زمین پر نشانات بنارہے ہو؟

اس شخص نے کہا قزوینی یہ جہاں ہم نے نشان بنا دیا ہے یہاں مسجد تعمیر ہوگی۔ یہاں امام بارہ بنے گا۔ کہا اس صحرا میں مسجد۔ کیا کہتے ہو؟ کہا ہم کہتے ہیں یہاں مسجد بنے گی یہاں ایک شہر آباد ہوگا وہ سامنے بازار بنے گا۔ میں نے کہا کیوں؟ کہا اس لیے کہ اس جگہ پر ہمارے خاندان کے ایک سیّد کا لہو گرا ہے۔ جہاں سیّد کا لہو گرتا ہے وہیں مسجد بنتی ہے۔ نشان بنا دیا۔ یہاں امام بارہ بنے گا، یہاں مسجد بنے گی اور وہاں ہمارے دشمنوں کا خون گرا ہے وہاں بازار بنے گا۔ قزوینی کہتے ہیں کہ ہم نے اپنی آنکھ سے اس شہر کو بنتے دیکھا۔ آج بھی وہ مسجد ہے وہ امام بارہ ہے۔ جب ہم دوسرے دن مسجد میں آکر بیٹھے تو وہ ہی سیّد وہی حسین اور خوبرو شہزادہ ہمارے قریب آیا اور جب وہ ہٹ گئے تب پتہ چلا کہ امام زمانہؑ تھے۔ تو یہ مسجد کی خبر تھی، یہ شہر کی خبر تھی، یہ امام باڑے کی خبر تھی۔ آتے ہیں علما سے بھی ملتے ہیں، عام لوگوں سے بھی ملتے ہیں، پریشانی کی بات نہیں۔ جو چاہے ملے۔ کوئی پابندی نہیں ہے۔ لیکن بس یہ ہے کہ جب دنیا میں دل لگا ہو اور ہر وقت ہمارا دل دنیا کی طرف مائل ہو تو کیوں ملیں۔ اُن کی محبت کے تقاضے کچھ اور ہیں ظاہر ہے کہ یہ محبت کے ہی تقاضے ہونگے کہ وہ آواز جو آنے والی ہے۔ رمضان کی ۲۳ تاریخ کو جسے سن کر کائنات لرز جائے گی۔ وہ جبرئیل کی آواز کہ پکار کر کہیں گے قریب ہے کہ مہدیؑ نے ظہور کیا۔ مدینے میں جب وہ آجائیں گے اور ظہور میں چند مہینے رہ جائیں گے تو پانچ مہینے پہلے جبرئیل کائنات کو بتا دیں گے کہ مہدیؑ آنے والا ہے صبح کو جبرئیل کی آواز آئے گی۔ شام کو شیطان کی آواز آئے گی کہ زمانے والوں سفیانی آرہا ہے اس کی پیروی کرنا۔ عثمان ابن عتبہ سفیانی کی پیروی کرنا اور دمشق سے

لے کر کوفہ اور مدینے تک اور فلسطین تک سفیانی کی حکومت ہو جائے گی۔ اور ظلم اس حد تک بڑھ جائے گا کہ کوئی عورت راہ میں محفوظ نہیں ہوگی سفیانی کے سپاہی کسی عورت کو نہیں چھوڑیں گے کہ جس کی بے حرمتی نہ کریں اور اس کے بعد ان عورتوں کے شکم چاک کر دیئے جائیں گے۔ اتنا بڑا قتلِ عام ہوگا کہ دجلہ اور فرات میں کئی کئی ہزار لاشوں کی وجہ سے بیماری پھیلے گی۔! مولا فرماتے ہیں کہ دو طرح کی موت زمانے پر چھا جائے گی۔ ایک سُرخ موت ایک سفید موت۔ سرخ موت لہو کی موت ہے اتنا قتلِ عام ہوگا۔ اتنی لاشیں ہونگی کہ اُن لاشوں کی وجہ سے سفید موت پھیل جائے گی۔ طاعون پھیل جائے گا اور اس میں مدینے تک تباہی آجائے گی۔ مدینے کو بچانے کے لیے امامؑ مدینے پہنچیں گے۔ علماء نے لکھا ہے کہ آج بھی ہر سال حج پر امامؑ پہنچتے ہیں اور قیام مکے میں رہتا ہے اور اس کے بعد حج سے فراغت کے بعد زیارت کے لیے پہلے مدینے

جاتے ہیں پھر مشہد جاتے ہیں، اور وہاں سے واپس ہوتے ہیں اپنی منزلوں کی طرف۔ آج بھی پورے سال امامؑ کا یہ سفر جاری ہے اور وہ سفر جو ظہور سے پہلے ہوگا اس وقت دمشق سے سفیانی بارہ ہزار کا لشکر لے کر نکلے گا کہ امامؑ کو گرفتار کیا جائے۔ اس وقت سفیانی یہ حکم جاری کرے گا کہ جو ایک شیعہ کا سر لائے گا اسے ایک ہزار درہم دیئے جائیں گے۔ علما نے لکھا ہے کہ ہر پڑوسی اپنے پڑوسی پر ٹوٹ پڑے گا یہ نہیں دیکھے گا کہ کس مذہب اور کس فرقے کا ہے سر کاٹ کر لے جائے گا تا کہ ہمیں ایک ہزار درہم مل جائیں تو قتل عام پوری دنیا میں اس طرح ہو جائے گا اور وہ بارہ ہزار کا لشکر جب مدینے پہنچے گا تو امام مہدیؑ کو نہ پائے گا اس لیے کہ امام وہاں سے نکل کر مکے پہنچ چکے ہونگے اور جب مکے آجائیں گے تو بارہ ہزار کا لشکر واپس جب مدینے چلے گا تو ایک پُل کے پاس زمین میں یہ لشکر دھنس جائے گا، اس لشکر کے دھنسنے کی خبر سیّد یمانی کو پتہ چلے گی، سیّد خراسانی کو اور سیّد حسنی کو پتہ چلے گی۔ تو سب اپنے اپنے مقام پر یہ کہیں گے کہ وہ

علامت پوری ہوئی کہ ظہور قریب ہے۔ اس کے بعد سیّد حسنی سیاہ جھنڈے لے کر دس ہزار کا لشکر لے کر مشہد سے چلیں گے امام سے ملنے کے لیے۔ ادھر یمن سے لشکر چلے گا، اُدھر سے ایسے میں اصفہان سے دجّال کا خروج ہوگا۔ چاروں طرف سے مومنین گھِر جائیں گے، سفیانی کا لشکر کوفے پر حملہ کرے گا۔ تیس ہزار ایسی مومنہ عورتوں کو اسیر بنالیا جائے گا کہ جن کو چشم فلک نے نہ دیکھا ہوگا اتنی متّقی عورتیں ہونگی اور انھیں اسیر بنا کر سفیانی دمشق لے جارہا ہوگا کہ سید حسنی پیچھا کریں گے لشکر کا، جنگ ہوگی، سیّد حسنی کی سفیانی کے لشکر سے اور بے گناہ اسیر عورتوں کو چھُڑا کر سیّد حسنی لے آئیں گے۔ ایسے میں سید حسنی، نفسِ ذکیہ کو بھیجیں گے کہ امام سے ملاقات کریں۔ نفسِ ذکیہ جو امام حسنؑ کی اولاد میں ہونگے جا کر امام سے ملاقات کریں گے جب سفیانی کا لشکر قریب آجائے گا مکّے کے تو یہ وہ وقت ہوگا کہ تمام عیسائی قومیں امریکہ کی، اور روس کی تمام قومیں اور چین کی تمام قومیں سعودی عرب میں گھیراؤ کر کے چاروں طرف سے اپنے اپنے لشکروں کو اُتار دیں گی تا کہ مہدیؑ کا گھیراؤ کیا جائے، تا کہ مہدیؑ کا خاتمہ کیا جائے تا کہ مہدیؑ سے جنگ کی جائے۔ ایسے میں آسمان سے آواز آئے گی کہ کعبے میں مہدیؑ آگیا۔

اِدھر سے سیّد خراسانی بڑھیں گے سیّد حسنی بڑھیں گے، امام نفسِ ذکیہ کو بھیجیں گے کہ جا کر سفیانی سے بات کرو جب وہ سفیانی سے بات کریں گے تو رکن و مقام کے درمیان میں نفسِ ذکیہ کو قتل کر دیا جائے گا۔ جب نفسِ ذکیہ کو قتل کر دیا جائے گا تو اب امام خروج کے لیے تیار ہو جائیں گے اور ظاہر ہو کر رکن کے پاس آجائیں گے۔ پشت کو دیوار کعبہ سے لگا لیں گے۔ جبرئیل و اسرافیل و عزرائیل و میکائیل امام کے داہنے بائیں اور پیچھے کھڑے ہونگے۔ ملائکہ کا لشکر آجائے گا، اصحابِ کہف آجائیں گے، تین سو تیرہ انصار آجائیں گے اور جب جہاں جس جس ملک میں امام کا ناصر ہے وہ اس ملک سے یوں سفر کو طے کرے گا کہ زمین اپنے آپ کو لپیٹ لے گی اس کا ایک قدم اپنے گھر میں ہوگا

دوسرا قدم امام کے پاس ہوگا۔

سفیانی مظالم کی انتہا کردے گا کہ اُس کے احکام یہ ہونگے کہ جن لوگوں کے نام علی، حسن، حسین، عباس، رقیہ، زینب، اور اُمّ کلثوم ہوں ان نام والوں کو لاؤ اور سب کے سر اُتارلو۔ جب امام پہنچیں گے سفیانی کا خاتمہ کرنے کے لیے تو وہ اہم واقعہ جو سفیانی کے ہاتھ سے ہوگا کہ دو معصوم بچے ایک کا نام حسن ایک کا نام حسین ہوگا۔ مسجد کوفہ کے نیچے ان دونوں کا سر کاٹا جائے گا۔ جیسے ہی دونوں بچوں کا خون زمین پر گرے گا ویسے ہی زمین سے اتنا خون اُبلے گا کہ سفیانی لشکر گھبرا کر بھاگنے لگے گا۔ زمین اس بے گناہ خون کو سامنے لائے گی اور اب سفیانی بچ نہ پائے گا۔ علامات ظہور میں یہ واقعہ لکھا ہے۔ یعنی اگر بچوں کا نام بھی حسن اور حسین ہوجائے تو ان کا خون بھی زمین معاف نہیں کرتی۔ ابن السکّیت بہت بڑا عالم تھا، متوکّل نے اپنے بچوں کو پڑھانے کے لیے اس کو رکھا تھا۔ متوکّل کے دو بیٹے تھے۔ متوکّل بڑا ظالم تھا۔ جس نے دسویں امام کو قید کیا اور گیارھویں امام کو قیدی بنایا۔ اس کے بیٹوں کو ایک شیعہ پڑھائے لیکن اپنے ایمان کو چھپائے رہے۔ ایک دن متوکّل کی سواری آئی مسجد میں دیکھا وہ پڑھا رہے ہیں۔ ایک بار متوکّل نے پوچھا کیوں ابن السکّیت میرے لڑکے بہت ذہین ہیں نا دونوں۔ اس نے کہا ہاں۔ کہا کیا خیال ہے ابن السکّیت میرے یہ دونوں لڑکے حسنؑ اور حسینؑ سے افضل ہیں نا۔ اب تک ایمان چھپائے ہوئے تھا ایک بار اُٹھ کر کھڑا ہوگیا کہا، سُن متوکّل۔ لہجہ بدل گیا۔ سن متوکّل وہ جو علیؑ کا غلام قنبر تھا اس کے پیر میں جو جوتی تھی اس کے تلوے کے برابر بھی تیرے بیٹے نہیں ہیں۔ تیری مجال کہ تو حسنؑ اور حسینؑ سے اپنے ان کافر بیٹوں کو ملاتا ہے۔ کہاں سے ہمّت آئی ہے اس مومنِ کامل میں، ایک بار وہ حبشی غلام جو متوکّل کے ساتھ چلتے تھے ان کو حکم دیا کہ زمین پر لٹا کر اپنے نوکیلے جوتوں سے اس کو روند ڈالو۔ حبشی غلاموں نے ابن السکّیت کو زمین پر لٹا کر روند

ڈالا۔لیکن ہر کروٹ پر ابن السکیت کی آواز تھی یا علیؑ۔یا علیؑ۔یا علیؑ۔چاہنے والے ایسے ہوتے ہیں جو حسنؑ اور حسینؑ پر یوں جان دے دیتے ہیں۔امام یہی چاہتے ہیں کہ تمھاری قربانیاں ہمیں قبول ہم تمھیں دیکھ رہے ہیں یہ مت سمجھنا کہ تمھارا کوئی آنسو ضائع جارہا ہے۔

تمھارے سینے پر یہ ہاتھ مارنا ضائع نہیں جائے گا! یہ مجلسوں میں آنا۔ہم سب دیکھ رہے ہیں۔یہ جو بزم عزا جاری ہے اگر ہم تمھارے ساتھ نہ ہوتے تو آج یہ عزاداری نہ ہوتی۔ہم تمھاری نگرانی کر رہے ہیں،گھبرانا نہیں اگر قربانیاں ہو جائیں تو پریشان مت ہو جانا،بس تقریر خاتمے پر پہنچی ہم کل کے مصائب سے متصل ہو رہے ہیں۔کل یہاں تک بیان کیا تھا کہ شام کی عورتیں آئیں قید خانے کے دروازے پر اور پکار کر کہا اے سکینہؑ ہم آگئے ہمیں کربلا کی کہانی سناؤ،لیکن بچی کی آواز نہ آئی،ایک قیدی آیا ایک بیمار آیا،زنجیروں کی جھنکار کی آواز آئی،آکر کہا شام کی رہنے والیو! وہ بچی رات کو مرگئی جو کربلا کی کہانی سناتی تھی۔ہم نے رات کو اس کی قبر بنادی وہ قید خانے کے اندھیرے میں سوگئی۔عورتیں روتی ہوئی گھروں کو چلیں اور گھر پر پہنچ کر اپنے اپنے شوہروں سے کہا ہماری چادر اوڑھ لو۔تم کیسے غیرت دار ہو۔ارے پتہ بھی ہے قید خانے میں ان بے کس قیدیوں کی وہ بچی مرگئی جو روز رات کو روتی تھی اپنے باپ کو یاد کر کے وہ بچی مرگئی اور تم اپنے گھروں میں بیٹھے ہو تم گھر سے نہیں نکلتے تو ہم سب جاتے ہیں اور دربار یزید میں جا کر احتجاج کریں گے،اس کے قصر کو گھیر لیں گے۔مرد ہوش میں آگئے کمر میں تلواریں لگائے ہوئے قصرِ یزید کو جا کر گھیر لیا ایک بار درباریوں اور وزرا نے یزید سے کہا انقلاب برپا ہو گیا ہے،سب روتے ہوئے گھروں سے نکل آئے ہیں،بڑا ماتم ہے بڑی بے کسی ہے،رونے اور فریاد کا غل ہے۔کوئی بچی مرگئی ہے۔ایک بار یزید بام پر آیا اور اس نے کہا تم لوگ۔کیوں آئے ہو۔کہا یزید اگر اب یہ قیدی آزاد نہ کیئے گئے تو ہم

تلواریں نکال لیں گے انھوں نے کہا قید خانے میں کوئی واقعہ ہوا ہے۔ ایک بچی مرگئی ہے بتاؤ کون سی بچّی مری ہے، اس کا نام بتاؤ تو یزید نے بھی نام چھپایا کہا شاید عاتکہ مرگئی، رقیہؑ مرگئی، زینبؑ مرگئی یا اُمّ کلثوم مرگئی یا سکینہؑ مرگئی تاریخ میں یہاں سے غلط فہمی پیدا ہونے لگی مورخین نے غلط باتیں لکھنا شروع کیں اور نام کی غلط فہمی شروع ہوگئی لیکن شام والوں نے پکار کر کہا ہمیں نام سے بحث نہیں۔ بس اتنا یاد ہے کہ جب دربار میں یہ قیدی آئے تھے تو ایک چھوٹی سی بچی کے گلے پر ہاتھ تھا، کانوں سے خون بہہ رہا تھا، اس کا دامن جلا ہوا تھا۔ بس اتنا بتادے کیا وہی بچی مری ہے جس نے دامن پھیلا کر بابا کا سر گود میں لیا تھا۔ یہ وہی بچی مری ہے۔ بس ایک بار سب نے کہا وہ بیکس بچی تھی ارے ان قیدیوں کو چھوڑ دو۔ یزید نے وعدہ کیا کہ اچھا جاؤ ہم کل قیدیوں کو چھوڑ دیں گے تم اپنے گھروں کو چلے جاؤ۔ ایک بار قصر میں آیا تو روتا ہوا آیا ہند نے کہا اب کیوں روتا ہے۔ کہا کیا کروں انقلاب آگیا ہے۔ اب رونے کی صدائیں سن کر دل تڑپ جاتا ہے۔ ہند نے کہا کہ پھر قیدیوں کو آزاد کیوں نہیں کر دیتا۔ رسولؐ کے گھرانے کی عورتوں کو کیوں قیدی بنایا ہے۔ سیّد سجادؑ کو بلایا۔ اب جو دربانوں نے کہا تمھیں امیر بلاتا ہے تو جب باہر آئے تو پھپھی لپٹ گئی۔ کہا میرے لعل پھپھی نہیں جانے دے گی کہا پھپھی اماں نہ گھبرائیے میں گفتگو کر کے آتا ہوں سیّد سجادؑ یزید کے دربار میں آئے۔ سامنے بہت سے صندوق لا کر رکھے گئے جو زر و جواہر سے بھرے ہوئے تھے۔ سیّدِ سجادؑ سے یزید نے کہا اسے قبول کیجئے۔ کہا یہ کیا ہے۔ کہا آپ کے باپ کا خون بہا۔ تو رو کر کہا ارے مجھ کو کیا خون بہا دیتا ہے محشر کے میدان میں رسولؐ خدا کو خون بہا دے دینا، علیؑ کو بیٹے کا خون بہا دے دینا، خون بہا نہیں چاہیئے، کہا ہم نے تمھیں آزاد کیا۔ تم چاہو تو وطن جاؤ جہاں جانا چاہتے ہو چلے جاؤ۔ سید سجادؑ نے کہا دیکھو ہم جب تک اپنی پھپھی سے نہ پوچھ لیں کچھ نہیں کہہ سکتے۔ اپنی پھپھی سے پوچھیں گے سیّد سجادؑ آئے کہا پھپھی اماں حاکم

نے ہم کو آزاد کر دیا اب آپ کیا چاہتی ہیں۔ مدینے چلنا چاہتی ہیں یا کربلا چلنا چاہتی ہیں کہا بیٹا تیری پھپھی نہ ابھی کربلا جائے گی نہ ابھی مدینے جائے گی۔ ابھی تو بھائی کا ماتم نہیں کیا بہن بھائی کو رو نہیں سکی۔ یزید سے کہو ہمیں ایک مکان خالی کرا دے تاکہ ہم وہاں اپنے بھائی کی صفِ ماتم بچھا سکیں۔ ہاں قاتل کے دارالحکومت میں زینبؑ نے صفِ ماتم بچھوا کر بتایا کہ قاتل کے شہر میں ہم مقتول شہید کا ماتم کروا کر دنیا کو بتا کر جائیں گے کہ حسینؑ کا ماتم اب دنیا میں کیسے ہوگا۔ قید سے زینبؑ اس مکان میں آئیں ساری بیبیاں آگئیں۔ کہا یزید سے کہو ہمارا لوٹا ہوا سامان بھی ہمیں واپس کر دے، سارے شہداء کے سر بھی بھجوا دے۔

شہیدوں کے سر آئے، سامان بھی آنے لگا، عباسؑ کا خوں بھرا علم بھی آیا، علی اصغرؑ کا جلا ہوا جھولا بھی آیا، قاسمؑ کا پیراہن بھی آیا، علی اکبرؑ کا عمامہ بھی آیا، حسینؑ کا خوں بھرا کرتا بھی آیا، سارے لباس آئے، زینبؑ نے سب کچھ ہٹایا اور ہٹا کر ایک جلی ہوئی مسند اٹھائی، اُٹھا کر ایک بلند مقام پر بچھا دی، جب مسند بچھا دی تو ہاتھ باندھ کر کہا بیٹا سید سجادؑ ذرا اس مسند پر بیٹھ جاؤ، کہا پھپھی اماں آپ کیا چاہتی ہیں۔ کہا بیٹا اس مسند پر بیٹھو تو پھپھی بتائے۔ حسینؑ کا بیٹا اس مسند پر بیٹھ گیا، زینبؑ ہاتھوں کو باندھ کر بیٹے کے سامنے آئیں کہا میرے لعل آج تجھے میں نے امامت کی جگہ پر بٹھا دیا میرے لعل یہ میرے بھائی حسینؑ کی مسند ہے اے سید سجادؑ جب کسی کا باپ مر جاتا ہے تو اس کو یتیمی کا پرسہ دیتے ہیں اے بیٹا عصر عاشور کو تمھارا باپ مارا گیا زینبؑ پرسہ نہ دے سکی اس لیے کہ اس کے ہاتھ بندھ گئے تھے آج ہاتھ کُھلے ہیں تو اپنے باپ کا اور اپنی یتیمی کا پرسہ لو۔

اے سیّد سجادؑ تیرا باپ مارا گیا، تجھ کو زینبؑ پرسہ دیتی ہے۔

ہاں وہ دن آیا کہ جب زینبؑ شام سے کربلا کے لیے چل رہی تھیں، عماریاں آئیں۔ زینبؑ باہر نکلیں دیکھا محمل و دیبا کے پردے پڑے ہیں واپس ہو گئیں۔ کہا سیّد

سجادؑ اب زینبؑ صرف شاہِ مدینہ کی بیٹی نہیں ایک مظلوم بھائی کی بہن بھی ہے یہ محمل و دیبا کے پردے ہٹائے جائیں اور سیاہ پردے ڈلوا دو، سیاہ پردے عماریوں پر ڈالے گئے شہزادی زینبؑ باہر آئیں ایک ایک بی بی کو اپنی نگرانی میں عماریوں پر بٹھایا۔ آؤ اُمّ لیلیٰ سوار ہو جاؤ، آؤ زوجۂ عباسؑ سوار ہو جاؤ۔ آؤ زوجۂ مسلمؑ سوار ہو جاؤ، فضہ سوار ہو جاؤ، زینبؑ سب کو سوار کرنے لگیں۔ کیا ۲۸ رجب کا دن زینبؑ کو یاد آ رہا ہوگا، عباسؑ، علی اکبرؑ، عونؑ و محمدؑ وہ حسینؑ بازو تھامے ہوئے۔ جب سب سوار ہو گئے ایک بار داہنی جانب دیکھا، بائیں جانب دیکھا تو کہا بھابھی اُمّ رباب نہیں نظر آتیں۔ میری بھابھی اُمّ رباب کہاں ہیں شام کی عورتیں جو ہزاروں کی تعداد میں پہنچانے آئی تھیں۔ قافلے کو گھیرے کھڑی ہوئی تھیں۔ ایک عورت آگے بڑھی کہا ہم قید خانے کی طرف سے آ رہے تھے ہم نے دیکھا ایک بی بی درِ زنداں سے لپٹی تڑپ تڑپ کر رو رہی ہے۔ زینبؑ سمجھ گئیں آہستہ آہستہ قدم اٹھاتی ہوئی قید خانے کے دروازے پر پہنچیں دیکھا ایک بی بی درِ زنداں سے لپٹی ہوئی رو رہی تھی۔ زینبؑ نے شانہ پکڑ کر کہا بھابھی سواریاں تیار ہو گئیں۔ کہا شہزادی اللہ نے دو بچے دیئے تھے علی اصغرؑ کربلا میں رہ گیا۔ اور میری بچی قید خانے میں اکیلی ہے۔ سکینہؑ کی قبر پر کون چراغ جلائے گا، ربابؑ کو سمجھاتی ہوئی بازو پکڑ کر زینبؑ لائیں۔ سوار کیا اور جب سواریاں چلنے لگیں عماری کا پردہ زینبؑ نے الٹ دیا شام کی عورتیں رو رہی تھیں اور شہزادی کو الوداع کہہ رہی تھیں، اُن کی گودیوں میں بچے تھے زینبؑ نے پکار کر کہا اے شام کی رہنے والیو! اللہ تمھاری گودیوں کو آباد رکھے ایک بچی ہمارے قافلے میں بھی تھی ہم تنہا اُسے زنداں میں چھوڑ کر جا رہے ہیں، کاروبارِ دنیا سے جب فرصت پانا تو سکینہؑ کی قبر پر آ کر ایک چراغ جلا دینا، ہائے سکینہؑ، وائے سکینہؑ

مجلسِ نہم

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحمٰنِ الرَّحِیمِ ہ

ساری تعریف اللہ کے لیے دُرود و سلام محمدؐ و آل محمدؐ پر

عشرۂ چہلم کی نویں تقریر آپ حضرات سماعت فرما رہے ہیں

گفتگو اس منزل تک پہنچ چکی ہے کہ جہاں ہم نے ظہور کے بعد کے کچھ حالات پیش کیئے آج اور کل مسئلہ رجعت تک ہم اپنی گفتگو کو مکمل کریں گے، عشرے کی حد تک تو بات مکمل ہو گی لیکن یہ کہ موضوع کا حق ادا ہو جائے یہ ناممکن ہے اس لئے کہ امام پر سیکڑوں کتابیں لکھی گئیں ہیں اور جتنے بھی اعتراضات اب تک ہوئے ہیں تفصیل کے ساتھ ان کے جوابات ہر دور میں دیئے جاتے رہے ہیں۔

پہلا مسئلہ جو اٹھتا ہے وہ یہ کہ اتنی صدیوں تک ایک انسان کیسے جی سکتا ہے، کیسے زندہ ہے تو جب قدرت کا ہی انتظام ہے تو قدرت ہر اس مسئلے کو کہ جس پر اس کے بنائے ہوئے بندے اعتراض کریں وہ استدلال پہلے تخلیق کرتا ہے، یہ نہیں کہ دلیلیں بعد میں آئیں قدرت کی طرف سے اسی لئے اس نے اپنے انبیاء میں چار انبیاء کو زندہ رکھا اس لیے کہ دنیا کا اختتام ایک منتظر پر ہونے والا تھا اس لئے اس نے دوؔ ہستیاں زمین پر اور دوؔ آسمان پر زندہ رکھیں۔ جناب خضرؑ کو اور جناب الیاسؑ کو زمین پر زندہ رکھا اور وہ اب تک حیات ہیں، جناب ادریسؑ اور جناب عیسیٰؑ کو آسمان پر زندہ رکھا، خضرؑ جو پانی پر اللہ کی طرف سے حاکم ہیں اگر کوئی مسافر پانی پر راستہ بھول جائے تو خضرؑ بتاتے

ہیں اور خشکی میں اگر کوئی راستہ بھٹک جائے تو اسے الیاسؑ راستہ بتاتے ہیں۔ دوسری روایت یہ ہے کہ خشکی کا راستہ خضرؑ بتاتے ہیں اور پانی پہ مُصلّیٰ الیاسؑ کا بچھا ہے، آسمان پر ادریسؑ بھی ہیں اور عیسیٰؑ بھی جب امامؑ آئیں گے تو یہ چاروں انبیا امامؑ کے لشکر میں آ جائیں گے پھر خضرؑ کا ظہور بھی ہوگا، الیاسؑ و ادریسؑ و عیسیٰؑ کا ظہور بھی ہوگا اور وہ تمام ہستیاں کہ جو اپنے اپنے دور میں شجاع تھیں اور بہادر تھیں، جن کے دل میں لڑنے کی تمنا تھی، نصرت الٰہی کی تمنا تھی ان ہستیوں کو بھی امامؑ کے لشکر میں زندہ کر کے بھیجا جائے گا اس کے علاوہ ظہور سے چند ماہ پہلے علامات میں ایک علامت یہ ہے کہ جمادی الثانی کے نصف سے لے کر رجب کی ۱۵ تک ایسی بارش ہوگی کہ دنیا نے کبھی ایسا پانی برستے نہ دیکھا ہوگا اور اتنا پانی برسے گا اتنا پانی برسے گا کہ وہ پانی جب قبروں میں داخل ہوگا تو جسموں میں گوشت اگنے لگے گا، ہڈیوں پر گوشت یوں اُگے گا جیسے درخت اُگ آتے ہیں اور قبروں میں مردے کامل ہو جائیں گے اور پھر امامؑ کے آتے ہی اپنی اپنی قبروں سے نکل آئیں گے، جتنے مومن اس حسرت میں مر گئے کہ ہم امامؑ کی زیارت کرتے وہ سب امامؑ کے لشکر میں پہنچ جائیں گے۔

طولانی سن کے ابتدائے دنیا میں جتنے بھی انبیاء گزرے ہر ایک کی عمر کسی کی ۹ سو سال، کسی کی ہزار سال ہوتی تھی، یہ تو انبیاء کی عمریں تھیں امامؑ کے لئے فرمایا گیا کہ جب ظہور ہو جائے گا تو جو امامؑ کی رعایا ہوگی یعنی پوری دنیا میں، جب ایمان سے دنیا بھر جائے گی تو ایک ایک مومن کی طاقت چالیس انسانوں پر بھاری ہوگی اور کوئی مومن اُس وقت تک نہ مرے گا جب تک اپنی ایک ہزار اولاد نہ دیکھ لے۔ آج ہم امامؑ کے لئے بحث کر رہے ہیں ظہور کے بعد ہر مومن معجزہ بن جائے گا، کائنات معجزہ بن جائے گی یعنی ایک عورت ہند سے چلے عرب کی طرف اور سر سے پیر تک جواہرات سے لدی ہو لیکن راستے میں اسے نہ کوئی ڈاکو ملے گا نہ چور اور وہ چلے ہند سے عرب تک کہیں اس

کے قدموں کے نیچے خشکی نہ آئے گی، سوا سبزے کے یعنی پوری دنیا میں، سوا سبزے کے کچھ نہ ہوگا، سبزہ زار ہو جائے گی پوری دنیا، جس طرح یہ انسان اس دنیا کو تباہ کرے گا اسی طرح مہدیؑ اس دنیا کو آباد کریں گے۔ علامات سفیانی میں شام میں ایسا قحط پڑے گا، عراق میں ایسا قحط پڑے گا کہ عراق و شام والے کھانے کو ترسنے لگے گیں، دانے کو ترسنے لگیں گے، چاروں طرف سے ان کی غذا بند کردی جائے گی لیکن جب امامؑ آ جائیں گے تو شام و عراق کی صورتِ حال بدل جائے گی۔ علامات ہیں، تفصیلات ہیں اگر میں بیان کردوں تو رات گزر جائے اور نہ ختم ہوں۔ مختصر مختصر چیزیں جو اہم ہیں میں وہ بتا دیتا ہوں تاکہ ذہن نشین رہیں۔

امام زمانہؑ جب آئیں گے مکّے میں ایک لشکر تیار ہو جائے گا اور اس وقت جب کہ ملائکہ آ جائیں بدر کے میدان کی طرح فرشتوں کو اتار دیا جائے۔ جبرئیل و میکائیل، اسرافیل آپ کے پہلو بہ پہلو ہوں گے، جب اصحاب کہف اٹھ کر آ جائیں اور امامؑ کو سلام کریں، تین سو تیرہ آپ کے اصحاب خاص پہنچ جائیں جو آپ کے آس پاس رہیں گے اس کے علاوہ ہندوچین و خراسان، روس سے تمام دنیا کے ملکوں سے ایک ایک دو دو چاہنے والے پہنچیں گے اور ایران کا لشکر اور یمن کا لشکر جب پہنچ جائے گا اس وقت امامؑ کے پاس دس ہزار کا لشکر ہوگا اور یہ لشکر لے کر آپ مکّے میں اپنا گورنر مقرر کر کے مدینے کو کُوچ کریں گے راستے میں اطلاع ملے گی مکّے والوں نے آپ کے گورنر کو قتل کر دیا امامؑ پھر واپس آئیں گے باغیوں کا قتل عام کریں گے دوبارا گورنر مقرر کر کے مکّے میں امن قائم کر کے پھر مدینے کی طرف جائیں گے۔ مدینے پہنچتے ہی پہلا کام یہ کریں گے کہ مسجد نبوی کو گرا دیں، روضہ رسولؐ پر جو غلط عمارت تعمیر ہے اس کو گرا دیں گے دوبارہ روضہ رسولؐ تعمیر ہوگا۔ مسجد نبوی صحیح معنوں میں شریعت نبوی کے مطابق دوبارہ تعمیر کروائیں گے۔ جب مسجد کو گروائیں گے تو مدینے والے آپ کے خلاف بغاوت کریں

گے آپ ان کا بھی قتل عام کریں گے ان سب کو بھی قتل کر دیں گے، جہاں جہاں کہیں بھی امامؑ کے خلاف بغاوت اٹھے گی بغیر کسی مقدمے کے ان سب کو قتل کر دیا جائے گا، جب مدینے میں قتل عام کریں گے تو ایک ایک مسلمان چلا کر کہے گا کہ جتنی دیر میں ایک ذبیحہ کو ذبح کیا جاتا ہے بس اتنے لمحے کے لئے امیر المومنین علیؑ آ جاتے تو ہماری فریاد سن لیتے مہدیؑ سے بہتر تو علیؑ تھے ہمارے لئے تو مہدیؑ کہیں گے کہ آج علیؑ سمجھ میں آئے پوچھیں گے علیؑ کو کیوں یاد کر رہے ہو تو وہی مسلمان کہیں گے کہ علیؑ تو معاف کر دیا کرتے تھے، علیؑ تو نگاہیں پھیر لیا کرتے تھے، علیؑ تو درگزر کر دیا کرتے تھے تو مہدیؑ کہیں گے وہ دور علیؑ کا حسن عسکریؑ پہ تمام ہوا اب وہ دور چلے گا جہاں پوچھا نہیں جائے گا اور مجرم کو فوراً سزا دی جائے گی اب پوچھنے کی ضرورت، صفائی کا موقع نہیں رہا، اب قتل کر دیا جائے گا اس لئے کہ امامؑ کو اب پوچھنے کی ضرورت نہیں ہے جو جرم کرے گا جو دین مہدیؑ پہ نہیں آئے گا اسے قتل کر دیا جائے گا۔ جب امامؑ اتنا قتل عام کریں گے تو لشکر کا ایک سردار امامؑ کے خلاف یہ آواز اٹھائے گا کہ مہدیؑ تم جو قتل عام کر رہے ہو کیا تم کو اس کا اذن نبیؐ آخر نے دیا ہے، جواز کیا ہے اس قتل عام کا تو آپ اپنے وزرا میں سے ایک کو آواز دیں گے کہ فلاں صندوقچہ لایا جائے جب وہ صندوقچہ لایا جائے گا تو امامؑ اس میں سے خط نکال کر پڑھ کر سنانا شروع کریں گے کہ "میں نبیؐ آخر محمدؐ بن عبداللہؑ اپنے بیٹے مہدیؑ کو اذن دیتا ہوں کہ اللہ میرے ہاتھ سے جس شریعت کو کامل کرنا چاہتا تھا اب میرا بیٹا کامل کرے اور جو میری شریعت پر نہ آئے اس کو قتل کر دے چاہے کافر ہو یا مشرک یا منافق، اگر کلمہ بھی پڑھتا ہو اور حق پر نہ ہو تو اسے قتل کر دیا جائے" اور اس پر محمدؐ کی مہر لگی ہوگی تب امامؑ کہیں گے یہ محمدؐ کا اذن نامہ دیکھو مجھے نبیؐ آخر نے اذن دیا ہے کہ میں قتل عام کروں منافق کا۔

مدینے سے لشکر تیار کر کے اب رخ کریں گے امامؑ عراق کا اس لئے کہ عراق آپ کا

مرکز ہوگا کوفہ دارالحکومت ہوگا، مسجد کوفہ کو تعمیر کیا جائے گا، نماز جمعہ ہوگی تو لوگ اس وقت پہنچیں گے جب نماز ہو چکی ہوگی تو لوگ خواہش کریں گے کہ ہم آپ کے پیچھے نماز پڑھنا چاہتے ہیں اسی دن سے آٹھ مہینے کے اندر امامؑ نجف سے کربلا تک، ایک ایسی مسجد تعمیر کروائیں گے کہ پوری دنیا کے لوگ امامؑ کے پیچھے نماز پڑھ سکیں کم سے کم جو تعداد لکھی ہے وہ ۱۴ کروڑ افراد ہر جمعے کو امامؑ زمانہ کے پیچھے نماز پڑھا کریں گے اور شہر نجف بڑھ کر کربلا سے مل جائے گا، نجف کربلا اور کوفہ ایک ہو جائے گا دنیا کا سب سے بڑا شہر۔ جب آپ عراق میں پہلی بار داخل ہوں گے تو شان یہ ہوگی کہ امامؑ کے پرواز کرنے والے جہاز جو دنیا کے سائنس دانوں جیسے جہاز نہ ہوں گے، نہ لمبے جہاز، نہ پرندوں کی شکل کے جہاز، نہ پر والے جہاز بلکہ آفتاب کی شکل والے جہاز گول، جنہیں سنہرے قبے کہا جائے گا اور سات جہاز ایک ساتھ پرواز کریں گے اور جس وقت وہ پرواز کر کے ملکوں پر سے نکلیں گے تو اتنی روشنی پھیلے گی کہ جیسے سامنے آفتاب نکل آئے ہیں اور خود امامؑ کے لئے کہا گیا کہ جب امامؑ آ جائیں گے باہر اپنی سواری سے تو زمین آپ کے نور سے یوں روشن ہو جائے گی کہ آفتاب کی روشنی آپ کے چہرے کے نور سے شرما جائے گی سب سے آگے کی سواری سے باہر تشریف لائیں گے لوگ زیارت کریں گے، آپ کے جسم پر وہ زرہ ہوگی جو بدر و اُحد میں رسولؐ کے جسم پہ تھی۔

حضرت امام جعفر صادقؑ اپنی بزم میں اصحاب کے ساتھ تشریف فرما تھے فرمایا تمہیں علم ہے کہ میرا فرزند جو کرتا پہنے گا وہ کیسا ہوگا؟ لوگوں نے کہا آپ ارشاد فرمائیں تو ایک صندوقچہ منگایا اور اس میں سے ایک کھدر کا کرتا نکال کر دکھایا کہا جسم مہدیؑ پر یہ کرتا ہوگا آستین پر لہو لگا تھا۔ لوگوں نے پوچھا یہ کیا؟ کہا یہ وہ کرتا ہے جو جنگ اُحد میں رسولؐ پہنے تھے جب ناقے پہ تھے اور آپ کے دندان مبارک زخمی ہوئے تو آپ نے آستین سے اپنا دہن پونچھا تھا یہ وہ لہو ہے اسی عالم میں یہ کرتا میرا بیٹا مہدیؑ پہن کر آئے

گا، یہی اس کے جسم پر ہوگا، اس پر رسولؐ کی زرہ ہوگی اور ہر نبی کا معجزہ اسے دے دیا جائے گا۔ سلیمانؑ کی انگوٹھی، عصائے موسیٰؑ اس کے پاس ہوگا، ابراہیمؑ جب آگ میں پھینکے گئے تھے تو جو پیرہن لاکر جبرئیل نے دیا تھا بعد میں وہ پیرہن ابراہیمؑ نے اپنے بیٹے اسحٰقؑ کے بازو پر باندھا تھا آخری وقت اسحٰقؑ نے وہ پیرہن یعقوبؑ کے بازو پر باندھا تھا، یعقوبؑ نے بازوئے یوسفؑ پر باندھا تھا اس کا اثر یہ تھا کہ یوسفؑ کو کنوئیں میں پھینکا گیا لیکن پتھر اور کنواں یوسفؑ کو ضرر نہ پہنچا سکے اس پیرہن کے مالک بھی مہدیؑ ہوں گے انبیا کے تمام تبرکات مہدیؑ کے پاس ہوں گے اور جب فلسطین پہنچیں گے اور یہودی آپ کا انکار کریں گے تو انطاکیہ کے غار میں اللہ نے اصل توریت کو چھپا کر رکھا ہے اور اسی پہاڑ میں تابوت سکینہ جو بنی اسرائیل کا متبرک تابوت تھا جو موسیٰؑ کے پاس تھا، اس غار کو اشارہ کریں گے وہ شق ہو جائے گا تابوت سکینہ اور اصل توریت لے کر مہدیؑ آئیں گے اور کہیں گے آج توریت کے مالک بھی ہم ہیں، تابوت سکینہ کے مالک ہم ہیں، انجیل کے مالک ہم ہیں، زبور کے مالک ہم ہیں۔

عراق سے جب لشکر لے کر چلیں گے تو سب سے پہلے امامؑ روس کو اور ترکی کو فتح کریں گے، ایشیا کے ملکوں کو فتح کرتے ہوئے جب فلسطین کا رخ کریں گے اس وقت امامؑ کا لشکر جو دس ہزار سے شروع ہوا تھا، جب روم کی فتح کے لئے چلیں گے تو تمام یورپ و امریکہ کی تمام قومیں، سات اتحادی ہوں گے جو سفیانی کو تیار کریں گے آپ سے لڑنے کے لئے اس وقت جب عراق سے چلے تو دس ہزار کا لشکر تھا اور اب روس و ترکی و ایران و عراق کی فتح کے بعد دو کروڑ کا لشکر آپ کے ساتھ ہوگا یعنی مہدیؑ کے لشکر کی ہیبت سے زمین لرز رہی ہوگی، روم کانپ رہا ہوگا، سفیانی کانپ رہا ہوگا، یہودی لرز رہے ہوں گے اور فلسطین کا باڈر اسرائیل کی دفاعی لائن ہوگا، سفیانی یہودیوں کا مددگار ہوگا، جب آپ فلسطین پہنچ جائیں گے اور حضرت عیسیٰؑ بھی آجائیں گے اور گفتگو

عیسائیوں سے شروع ہوگی، علماء نے آج بحث کی اس پر کہ عیسیٰؑ کو کیوں زندہ رکھا گیا، موسیٰؑ کو نہیں زندہ رکھا، سلیمانؑ کو نہیں زندہ رکھا، اللہ کو معلوم تھا کہ پوری دنیا میں عیسائیوں کی سب سے زیادہ اکثریت ہوگی اور وہی قوم مہدیؑ کے مقابل آ جائے گی۔ جب عیسیٰؑ آ جائیں گے تو مہدیؑ کہیں گے کہ آپ جائیں اور اپنی قوم کو سمجھائیں، عیسیٰؑ جائیں گے اور اپنی قوم کو سمجھائیں گے یہ میرا امامؑ ہے میں نے اس کے پیچھے نماز پڑھی ہے میں اس کی فوج کا کمانڈر ہوں تم سب اس کی بیعت کرلو، جب عیسائیوں کو عیسیٰؑ سمجھائیں گے تو سارے عیسائی کلمہ پڑھ کر مہدیؑ کے لشکر میں شامل ہو جائیں گے اب یہ راز سمجھ میں آیا کہ اللہ نے عیسیٰؑ کو کیوں آسمان پر زندہ رکھا۔

اب مسئلہ یہودیوں کا رہ جائے گا، یہودیوں کی سازش یہ ہوگی کسی طرح مہدیؑ کو قتل کر دیں سفیانی کو تیار کریں گے کہ تم جا کر لشکر کا مقابلہ کرو تمام یورپ اور امریکہ کی

طاقتیں یہ ذہن میں رکھئے گا۔ لوگ کہتے ہیں کہ صاحب، وہ ذوالفقار لے کر آئیں گے یہاں کیسے کیسے ہتھیار بن رہے ہیں، بم، بندوقیں، راکٹ، تو تلوار کیا کام دے گی، جیسے ہی مہدیؑ کا ظہور ہوگا ساری کائنات کے سائنسی آلات اور مشینیں اپنا کام کرنا چھوڑ دیں گی اس لئے مہدیؑ کو وہ معجزہ جو سلیمانؑ کو دیا گیا یعنی ہوا پر حکومت امامؑ کو بھی وہ حکومت دے دی جائے گی اور امامؑ کی سواریاں جہاں چاہیں گی پرواز کریں گی اور دنیا کے تمام ملکوں کے جہاز پرواز نہ کر سکیں گے اب یہودی سازش کریں گے اور سفیانی سے کہیں گے تم جا کر گفتگو کرو مہدیؑ سے، جب وہ گفتگو کے لئے آئے گا تو امامؑ اپنی فصاحت و بلاغت کے ساتھ اس سے گفتگو کریں گے یاد رکھئے علماء نے لکھا کہ جب امامؑ آ جائیں گے تو امامؑ کے آنے کے بعد جو قرآن علیؑ نے پیش کیا تھا کہ میں دوش پر چادر نہ ڈالوں گا کہ جب تک قرآن نہ لکھ لوں، چالیس پاروں کا نہیں بلکہ صرف اس قرآن کی خصوصیت یہ ہے کہ علیؑ کے ہاتھ کا لکھا ہے یہی خصوصیت کیا کم ہے؟ وہ قرآن

لے کر آئیں گے اور اسے پیش کریں گے۔ کائنات کے سارے قرآنوں کو ضبط کر لیا جائے گا اور علیؑ کا قرآن رائج کیا جائے گا اور قرآن کی تفسیروں سے تفسیر بالرائے کو خارج کر دیا جائے گا، فلسفے کا علم فنا ہو جائے گا، منطق کی گفتگو ختم ہو جائے گی۔ اب پڑھے لکھے لوگ ہی اس بات کو سمجھیں گے، استدلالی گفتگو کوئی نہ کیا کرے گا اس لئے کہ خدا کا سب سے بڑا استدلال تو مہدیؑ ہے۔

امامؑ جو تقریر کریں گے اس میں کہیں گے آدمؑ کو دیکھنا ہے تو ہمیں دیکھو، نوحؑ کو دیکھنا ہے تو ہمیں دیکھو، ابراہیمؑ کو دیکھنا ہے ہمیں دیکھو، موسیٰؑ کو دیکھنا ہے تو ہمیں دیکھو، داؤدؑ و سلیمانؑ و شعیبؑ و یحییٰؑ کو دیکھنا ہے تو ہمیں دیکھو، سب کی شریعتیں ہمارے پاس ہیں، نبی آخرؐ کی شریعت کا نفاذ ہم کر رہے ہیں، جو ادھورا رہ گیا خواب وہ خواب کامل کیا جائے گا، جس جس نبیؑ نے جو خواب دیکھا ہے وہ خواب کامل کیا جائے گا سفیانی ایک بار قدموں پہ گر جائے گا اور کہے گا میں آپ کی بیعت کرتا ہوں لیکن بیعت کر کے جب لشکر میں واپس جائے گا تو یہودی اس پر نفرین کریں گے، اس کے ننھیال کا قبیلہ، قبیلۂ بنی کلب اسے برا کہنا شروع کرے گا کہ تم نے مہدیؑ سے صلح کر لی جاؤ اور جا کر جنگ کرو لیکن اب جو ذوالفقار کھنچے گی تو رُکے گی نہیں، اب جو ذوالفقار چلے گی اور جنگ شروع ہو گی تو کیا احد، کیا خیبر، کیا خندق، کیا حنین، اگر علیؑ کی ساری لڑائیوں کو ملا لیا جائے تو مہدیؑ کی ایک لڑائی دیکھنے کے قابل ہو گی، علیؑ کا وارث، فاتح خیبر کا وارث، فاتح کربلا حسینؑ کا وارث، حسن مجتبیٰؑ کا وارث، ہر امامؑ کا وارث جب ذوالفقار کو کھینچے گا تو عالم یہ ہو گا کہ ایک ایک یہودی چھپتا پھر رہا ہو گا لیکن چھپ نہ پائے گا اس لئے کہ حدیث میں یہ ہے کہ جس پتھر کے پیچھے یہودی چھپے گا پتھر پکار کر کہے گا مہدیؑ، یہ میرے پیچھے چھپا ہے۔

یہودیوں کو فنا کر دیا جائے گا اور اس کے بعد تمام یورپ پر، پورے روم پر آپ کا

قبضہ ہوگا اور اس کے بعد جب پوری دنیا پر آپ کا قبضہ ہو جائے گا تو انتظام شروع ہوگا۔

اب کل کی تقریر میں عرض کروں گا کہ ۲۶۰ گورنر ہوں گے اور ہر ملک میں امامؑ کا گورنر ہوگا اور اپنے اپنے ملک میں جب بھی وہ امامؑ سے رجوع کرنا چاہے گا کسی ملکی مسئلے میں تو بے اختیار وہ اپنی ہتھیلی کو دیکھے گا مہدیؑ نظر آئیں گے آواز آنے لگے گی ہر مومن اپنے گھر میں بیٹھ کر دیکھ رہا ہوگا اس وقت مہدیؑ کہاں کہاں ہیں، اس وقت مہدیؑ کہاں ہیں۔

اب کل عرض کریں گے کہ پوری حکومت کا انتظام کیسے ہوگا، سڑکیں کس طرح بنوائیں جائیں گی، عمارتیں کیسی ہوں گی، مسجدیں کیسی ہوں گی، عزا خانے کیسے ہوں گے، عزاداری کیسی ہوگی۔ روضۂ حسینؑ، نجف اشرف، اور خانۂ کعبہ میں پاسپورٹ اور ویزے کی پابندیاں ختم کردی جائیں گی۔ کعبے کو توڑ کر صحیح بنیادوں پر بنائیں گے اس لئے کہ اصل حج جو ہے کعبے کا وہ صفا کی پہاڑی سے لے کر مقام تک ہے امامؑ کعبے کو بڑا کردیں گے تاکہ پوری دنیا کے حاجی طواف کرسکیں۔ یہ جو سازش کی گئی کہ رکن کے مقام پر غلط جگہ پر مقام ابراہیمؑ بنایا گیا، جب علیؑ نے کہا تھا کہ یہ غلط مقام پر رکھا ہے اسے ہم ہٹا کر صحیح مقام پر رکھیں گے تو لشکر بغاوت پر تیار ہوگیا تھا، علیؑ خاموش ہوگئے اور کہا ٹھیک ہے مجھے تم صحیح اقدام کرنے نہیں دے رہے لیکن مہدیؑ کو روک نہ سکو گے، وہ مقام اتنا چھوٹا ہو جاتا ہے حاجیوں کے لئے کہ سب طواف کرنے میں دقت محسوس کرتے ہیں، اس حرم کی حدود کو بڑھا دیا جائے گا اور کوئی پابندی نہیں ہوگی، کوئی چیکنگ، کوئی ویزا نہیں ہوگا اور کوئی منافق نہیں ہوگا کعبہ میں سوا مومنوں کے، سوا علیؑ علیؑ کے کچھ نہیں ہوگا۔

وہ انتظامات اقتصادی اور معاشی کہ جس میں کوئی مومن دولت و خزانے کی خواہش نہ کرے گا اس لئے کہ جہاں مومن ٹھوکر مارے گا زمین زر و جواہر اگل دے گی، لالچ ختم

ہوجائیگی، زہریلے جانوروں کا زہر ختم ہوجائے گا، درندوں کی درندگی ختم ہوجائے گی تو انسانوں کی وحشت کیسے نہ ختم ہوگی، مہدیؑ آجائے گا۔ اس کے بعد رجعت ہے اسے کل عرض کریں گے۔

آج کی حد تک عرض کرنا ہے کہ، آج وہ پردے میں ہیں اور وہ سب دیکھ رہے ہیں اور کتنے خوش ہوتے ہوں گے کہ جب وہ عزاداروں کو دیکھتے ہوں گے کہ دنیا کی ساری پریشانیوں کے باوجود یہ ایک قوم پابندی کے ساتھ حسینؑ کے غم میں سوا دو مہینے اس طرح شریک ہے، ذرا سوچیے تو صحیح کیا نہیں ہوا، کس ملک میں کس کس ظالم و جابر نے یہ نہیں چاہا ہے کہ یہ غم رک جائے لیکن یہ غم نہیں رکا، اگر اس طرح کسی اور قوم کے پیچھے دنیا لگ جاتی تو آج اس قوم کا نام و نشان نہ ہوتا لیکن آج بھی یہ قوم اسی طرح زندہ و تابندہ ہے کتنی سازشیں ہیں اس غم کے خلاف بیرونی بھی داخلی بھی خارجی بھی لیکن آج تک کوئی اس غم کو نہیں مٹا سکا، جتنی کوشش کی کہ مٹے اتنا بڑھتا گیا۔ دیکھئے آپ عراق میں، عرب میں ایک دن کا غم منانے کی پابندی تھی بڑھا تو دس دن ہوا، ایران آیا تو اور بڑھا، ہند آیا تو نصیر الدین حیدر بادشاہ اودھ نے کہا چالیس دن منائیں گے بڑھتا گیا، بڑھتا گیا اتنا بڑھا کہ اب آٹھ ربیع الاوّل تک کا یہ غم ہوگیا اور کتنی مجلسیں پورے ورلڈ میں، یعنی ایک حیرت انگیز تحقیقی اعداد و شمار کے ذریعے حساب لگایا گیا، سروے کیا گیا کہ انجام شہادت حسینؑ کیا ہے۔ پوری دنیا میں انسانوں کے جتنے نام رکھے جاتے ہیں اُن ناموں کو جمع کیا جائے تو اُن انسانوں کے نام جن کا نام حسین ہے اُن کی تعداد اٹھارہ کروڑ ہے گویا، دنیا کے اٹھارہ کروڑ انسانوں کے نام ''لفظِ حسینؑ'' سے مرکب ہیں۔ دوسری بات یہ لکھی گئی کہ ایک دن اور ایک رات میں لفظ حسینؑ تخمیناً چھپّن کروڑ مرتبہ بولا جاتا ہے اور ترپن کروڑ مرتبہ تحریر میں آتا ہے۔ تیسری بات سروے میں یہ لکھی گئی کہ ہر منٹ میں نامِ حسینؑ پر ترانوے (۹۳) ہزار مرتبہ درود اور سلام پڑھا جاتا ہے۔

چوتھی بات یہ لکھی گئی کہ ہر سال اسی (۸۰) لاکھ انسان قبرِ حسینؑ کی زیارت کرتے ہیں۔ پانچویں بات یہ لکھی گئی کہ دنیا کی بیاسی (۸۲) رائج شدہ زبانوں میں ذکرِ حسینؑ ہوتا ہے۔ چھٹی بات یہ لکھی گئی ہے کہ ہر منٹ میں تین مجالس دنیا کے کسی نہ کسی گوشے میں ہوتی ہیں، ساتویں بات یہ لکھی گئی ہے کہ مسلمانوں کی شخصیات کے بارے میں سب سے زیادہ لٹریچر امام حسینؑ پر لکھا گیا ہے۔ آٹھویں بات یہ لکھی گئی ہے کہ دنیا میں حضرت عیسیٰؑ کے بعد سب سے زیادہ لٹریچر امام حسینؑ پر لکھا گیا ہے۔ نویں بات یہ لکھی گئی ہے کہ دنیا میں سب سے زیادہ اشعار ہر زبان میں امام حسینؑ پر کہے گئے ہیں۔ کیسا معجزہ ہے حسینؑ کا اور کیوں نہ میں آج یہ کہوں کہ احسان ہے ایک مظلومہ بی بیؑ کا، خدا کی قسم اگر وہ شاہزادی کربلا نہ آتی تو بڑا مشکل ہو جاتا کہ یہ پیغام ہم تک پہنچتا، یہ زینبؑ کا ہی عزم تھا یہ زینبؑ کا ہی استقلال تھا کہ اس طرح دشمن کے دارالحکومت میں مکان خالی کروا کر سات دن مجلس منعقد کی، انداز مجلس سمجھایا، جیسا کہ آپ کے یہاں دستور ہے کہ جب آپ مجلس کرتے ہیں تو انتظار ہوتا ہے کہ شبیہ آئے گی، تو زینبؑ نے پہلے ماتم کروایا ماتم کروانے کے بعد ایک ایک سے کہا اب عباسؑ کا سر لاؤ، اب علی اکبرؑ کا سر لاؤ اب حسینؑ کا سر لے کر آؤ۔ ابھی مصائب میں نے شروع کیئے ہیں تابوت ذرا ٹھہر کر لایئے گا، ابھی دیکھتے رہیئے ہم جب تک گفتگوئے سرِ حسینؑ کا اختتام نہ کریں اس وقت تک تابوت نہ لایئے گا۔ آج چہلم کا دن ہے ہم چاہتے ہیں کہ تھوڑا سا آپ روئیں تو یہ جو تجسس ہے کہ حسینؑ کی قبر میں صرف لاشہ ہے تو سر کہاں گیا آج اس بات کو کامل کردوں۔

زینبؑ نے سر منگوائے، قاسمؑ کا سر آیا، اکبرؑ کا سر آیا، عباسؑ کا سر آیا، لیکن جب زینبؑ چلنے لگیں تو سید سجادؑ کو بلوا کر یزید نے حسینؑ کا سر واپس لے لیا، ہم نے بڑے خزانے خرچ کیئے ہیں تو یہ سر پایا ہے ہم یہ سر نہ دیں گے، یزید نے حسینؑ کے سر کو ایک تہہ خانے میں جس کے دروازے مقفل اور لوہے کے تھے ایک صندوق میں رکھ دیا، پہرہ لگا دیا

گیا، بہن تڑپتی چلی گئی شام سے بھائی کا سر بہن کو نہ ملا لیکن اب جو سواری چلی تو بشیر بن جزلم کے ساتھ دو ہزار پہرے داروں کا لشکر تھا کہ حفاظت سے لے جانا اہل حرم کو اور جب سیاہ پردوں کی عماریوں میں اہلِ حرم جا رہے تھے تو حکم سید سجادؑ تھا کہ لشکر دور دور چلے کہ سیدانیوں کی آواز بھی لشکر تک نہ پہنچے اور جب قافلہ کہیں ٹھہرتا تو بشیر کا لشکر کئی سو قدم دور اترتا تھا کہ کہیں شاہزادیوںؑ کی سواریوں پر ہماری نظر نہ پڑ جائے، زینبؑ کو کیا کیا یاد آیا ہوگا بڑے اہتمام سے پردے میں ہم جا رہے ہیں، سواریاں آئیں تو تھیں شام میں بہن کتنا روئی ہوگی، جب کربلا سواری پہنچ رہی تھی تو چہلم کا دن تھا، آج کا دن تھا اور رسولؐ کا بوڑھا صحابی جن کی آنکھوں کی روشنی جا چکی تھی وہ آئے تھے کربلا تا کہ حسینؑ کی زیارت کریں غلام سے کہا تھا مجھے قبرِ حسینؑ تک پہنچا دے پہلے فرات میں وضو کیا، غسل کیا پھر لباس بدلا چادر اوڑھ چکے تو غلام سے کہا مجھے قبرِ حسینؑ پہ لے چل، غلام نے پیروں کے پاس نعلین رکھ دی کہا میرے آقا یہ آپ کی نعلین ہیں، کہا یہ نعلین ہٹا لے میرے سامنے سے، نعلین پہن کر اب اس زمین پر کیا چلوں مجھے کیا معلوم فاطمہؑ کا لہو کہاں کہاں گرا ہے، فاطمہؑ کا لہو کربلا کے چپے چپے پر ہے، میں پیادہ چلوں گا قبرِ حسینؑ قریب آئی غلام نے کہا آقا، آقا قبر آ گئی، جابرؓ نے اپنے آپ کو قبر پر گرا دیا، قبر پر گرتے ہی یہ بین تھے ہم نے گود میں کھلایا ہے، ہم نے کاندھے پہ چڑھایا ہے، ہم نے رسولؐ کے دوش پر مسجد میں دیکھا ہے حسینؑ تمہیں یاد ہے یہ بوڑھا نانا آیا ہے جب کبھی سلام کرتا بیٹا تم جواب دیتے تھے آج جابر پکار رہا ہے حسینؑ جواب دو لیکن جب کوئی جواب نہ آیا تو بے اختیار بس اتنا کہا میرے لال بولو بھی تو کیسے بولو جسم پر سر تو نہیں ہے، حسینؑ کا سر تو جسم سے جدا ہے ابھی یہ کہہ رہے تھے کہ آواز آئی جابر ذرا دور ہٹو قبر سے بہن آ رہی ہے آگے بڑھو میرے بیٹے کا استقبال کرو غلام نے آواز دی، گرد اتنی نظر آ رہی ہے، کچھ عماریاں آ رہی ہیں کچھ دیر نہ گزری تھی کہ ایک قافلہ گرد اڑاتا ہوا آ گیا آتے ہی قبرِ حسینؑ

کے قریب عماریاں لگ گئیں لیکن راوی کہتا ہے کہ دستور یہی ہے کہ پہلے ناقہ بٹھاتے ہیں پھر سواری کو اتارا جاتا ہے لیکن میں نے دیکھا کہ ایک عماری سے ایک بی بیؑ نے اپنے آپ کو قبر حسینؑ پر گرادیا بھیا، بہن لٹ کر آئی ہے۔ آج چہلم کا روز ہے پرسہ دیجئے شاہزادی مجلس میں آئی ہیں، آپ کی آوازیں سن رہی ہیں، بھیا بہن آئی ہے، لٹ کر آئی ہے اور ایک بار بس اتنا کہا سکینہؑ کو میرے حوالے کیا تھا لیکن سکینہؑ کو زینبؑ واپس نہ لا سکی قید کے اندھیرے میں سکینہؑ سو گئی بہن قبر سے لپٹ کر روئیں تین دن بیبیاں قبر حسینؑ پر رہیں، سواریاں تیار ہوئیں قافلہ چلنے لگا تو قبر حسینؑ سے تھوڑی سی خاک یہ کہہ کر اٹھائی مری صغراؑ بیمار ہے بھیا اب تری قبر کی مٹی قیامت تک کے لئے خاک شفا بن گئی ہے۔ قافلہ چلا گیا لیکن کہتے ہیں کہ ایک بی بی جس کا نام اُمّ ربابؑ تھا وہ قبر حسینؑ پر پہلی مجاورہ بن کر بیٹھ گئی اور یہ عہد کیا کبھی سائے میں نہ بیٹھوں گی دھوپ میں بیٹھ کر ماتم کروں گی، ارے میرے آقا کی قبر پر سایہ نہیں، ربابؑ ایک سال تک دھوپ میں بیٹھی رہیں اور جب کوئی مسافر آتا تو ربابؑ کا غلام قبر حسینؑ کا پتہ بتاتا۔ تقریر کو یہاں روکا، کل مکمل کروں گا۔

اب یہاں کی سنو ایک ترکی غلام، جب اس کو پتہ چلا کہ سر حسینؑ کے لیے تڑپ کر زینبؑ مدینے چلی گئی تو وہ طے کر کے چلا کہ ہم سر حسینؑ لائیں گے اور نجف میں قسم کھائی کہ یا علیؑ مرتضیٰؑ بیٹے کا سر لا کر آپ کو نذر کروں گا تا کہ کربلا سر حسینؑ پہنچ جائے۔ یزید کے پاس پہنچا ملازمت کی اتنا تقرّب حاصل کیا کہ اس تہہ خانے کا دربان بنا اور روز رات کو جب آدھی رات آتی تو سر کو اپنے زانو پہ رکھتا، کہتا میرے آقا بہت جلد لے کر آپ کے بابا کے پاس چلوں گا، روز رات کو آنسو بہاتا رو کر سر حسینؑ کو صندوق میں رکھ دیتا ایک رات موقع پا کر خاموشی سے آدھی رات کو تہہ خانہ کھول کر صندوق سے سر حسینؑ لے کر چلا ابھی آگے چلا تھا کہ یہاں علم ہو گیا کہ سر حسینؑ لے کر غلام چلا گیا، غلام چلا گیا

ہے یزید نے لشکر کو روانہ کیا کہ غلام کو گرفتار کر کے لایا جائے لیکن جنگل میں پورے لشکر کو ظاہر دمشقی دیکھتا لیکن لشکر اس کو دیکھ نہیں پا رہا تھا، یہ آگے بڑھتا جاتا تھا لشکر عاجز آ کر واپس آ گیا۔ یہ جنگل میں آگے بڑھا اسی جنگل میں نصرانی خاتون خورشید بانو اپنی چالیس کنیزوں کے ساتھ پڑاؤ ڈالے تھی خیمے میں روشنی پھیلی تو خورشید بانو نے کنیزوں سے کہا یہ نور کیسا ہے، آدھی رات کو روشنی کیسی، کنیزوں نے خیمے کے پردے کو ہٹایا کہا کوئی مسافر جا رہا ہے اس کے ہاتھ میں کوئی رومال ہے، اس میں ایک بڑا موتی بندھا ہے اس سے روشنی نکل رہی ہے خورشید بانو نے اپنے غلاموں کو دوڑایا کہا کہ اس مسافر کو بلاؤ مسافر آ گیا خورشید بانو نے کہا اس رومال میں تیرے پاس کیا ہے، کہا بہت قیمتی موتی ہے۔ کہا ہمارے ہاتھ بیچ دے ہم ساری دولت یہ چالیس کنیزیں رونمائی میں دیتے ہیں ہمارے ہاتھ یہ موتی بیچ ڈال، کہا نہیں اس کی قیمت زمین و آسمان میں بھی ادا نہیں ہو سکتی کہا ہم کو یہ رومال کھول کے دکھا دے، کہا قسم کھائی ہے کہ اس رومال کو علیؑ کے روضے پر کھولوں گا اس لئے دکھا بھی نہیں سکتا کہا اچھا ایک رات ہمارے خیمے میں ٹھہر جا کل ہم بھی تیرے ساتھ چلیں گے اس رات مسافر ٹھہر گیا لیکن اس موتی کو سینے پہ رکھ کے سو گیا تاکہ کوئی لے نہ جائے آدھی رات کو خورشید بانو جب سو گئی تو خواب میں دیکھا کہ جناب عیسیٰؑ سر پر خاک ڈالے ہوئے روتے ہوئے آئے ہیں اور کہتے ہیں خورشید بانو، ترے گھر حسینؑ آیا ہے اور تو سو رہی ہے گھبرا کر اٹھ گئی اب جو گھبرا کر اٹھی تو کنیزوں کو اٹھایا اور کہا ارے ذرا دیکھو اس خیمے کے پیچھے کوئی بی بی روتی ہے ہائے میرا لال، ہائے میرا لال لیکن دیکھا گیا تو کوئی نظر نہ آیا خورشید بانو نے کہا مسافر سو رہا ہے اس موتی کو اٹھا کر لاؤ کنیزیں اٹھا لائیں درمیان میں رکھ کر کھولا اب تک سمجھتی رہی کہ یہ موتی ہے لیکن جب رومال کھلا تو کٹا ہوا سر نظر آیا، کٹی ہوئی رگیں نظر آئیں، آنکھوں میں حلقے نظر آئے، چہرے پہ لہو نظر آیا، زلفوں میں لہو نظر آیا کہا یہ تو کسی غریب کا سر ہے، کسی

بے کس کا سر ہے، اس کے سوکھے ہونٹ یہ بتا رہے ہیں پیاسا مارا گیا، اے سر بتا تو کس کا سر ہے آواز آئی خورشید بانو یہ رونے کی صدا جو ہے یہ میری ماں فاطمہؑ رو رہی ہے، میں فاطمہؑ کا بیٹا حسینؑ ہوں ایک بار خورشید بانو نے کہا عیسیٰؑ نے خبر دی ہے کہ نبی آخر کا بیٹا ہے ہم پر واجب ہے اس کا ماتم کریں چالیس کنیزوں نے مل کر سر کے گرد ماتم کرنا شروع کیا لیکن ماتم کرتے کرتے تھک کر گرنے لگیں تو سب نے کہا ہم گر جائیں گے اس لئے اپنے بالوں کو خیمے کی چوب میں باندھ لو سب نے رسیوں میں اپنے سر کو باندھ کر جو ہائے حسیناؑ وائے حسینؑ ماتم کرنا شروع کیا اتنا ماتم کیا کہ سب کے بال چوب خیمہ میں رہ گئے کنیزیں گر کر بے ہوش ہو گئیں صبح کو مسافر اٹھا سر کو تلاش کیا دیکھا کنیزوں کے خیمے میں سر رکھا تھا خاموشی سے سر کو اٹھایا لے کر چلا اب جو ادھر سب ہوش میں آئیں تو دوڑتی ہوئی مسافر کے پیچھے ہائے حسیناؑ وائے حسینؑ ایک بار پروردگار عالم نے جبرئیل کو حکم دیا ارے حسینؑ کا جنازہ نہیں اٹھا اس لئے اب سر کا جنازہ چلے سب فرشتے چلے، جبرئیل چلے، میکائیل چلے اور ادھر انبیاء چلے ماتم کر و عیسیٰؑ چلے، ابراہیمؑ چلے انبیاء کی صفیں سر کے پیچھے، ہائے حسیناؑ وائے حسینؑ اور جب نجف کے قریب حسینؑ کے سر کا جلوس پہنچا تو روضے سے دو نورانی بزرگ آگے آئے کہا لاؤ سر حسینؑ ہمیں دو۔ کہا، آپ کون، کہا ہم خضرؑ ہم الیاسؑ مسافر نے کہا، نہیں علیؑ کو سر دیں گے طاہر دمشقی قبر کے قریب پہنچا سر کو ہاتھ میں لیا کہا مولاؑ بیٹے کا سر لایا ہوں۔ قبر شگافتہ ہوئی دو ہاتھ نکلے آواز آئی، علیؑ کی آواز آئی، آنکھیں بند کرو فاطمہؑ آگئیں۔ بیٹے کا سر نجف میں آیا ہے، فاطمہؑ پکار رہی ہے میرے لال کا سر لاؤ حسینؑ کا سر لاؤ ہائے حسیناؑ وائے حسینؑ۔

مجلسِ دہم

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ٥

ساری تعریف اللہ کے لیے دُرود و سلام محمدؐ و آلِ محمدؐ پر

عشرۂ چہلم کی دسویں تقریر آپ حضرات سماعت فرمار ہے ہیں

بانیٔ عشرہ جناب ناصر رضا صاحب کی طرف سے آپ تمام حضرات کا شکریہ ادا کیا جاتا ہے، تمام مومنین، ماتم دار، انجمنیں، سلام خواں اور سوز خواں حضرات کا شکریہ جنھوں نے اپنی شرکت سے مجلسوں کو رونق بخشی، ظاہر ہے کہ ذکرِ حسینؑ کا ثواب اور اس کی جزا اتنی عظیم ہے جو بیان سے باہر ہے، میزبان چند جملوں سے اپنا حق ادا کرتا ہے لیکن جزا دینے والی سیدۂ نساء العالمینؑ ہیں جو منزلِ شفاعت پر حقِ شفاعت پروردگارِ عالم کی طرف سے پا کر عرشِ اعظم کے پائے کو ہلا کر اپنا حق طلب فرمائیں گی۔

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام مجلس میں بیٹھنے کا ثواب ارشاد فرماتے ہیں کہ اگر تمہیں یہ بتا دیا جائے کہ مجلس میں بیٹھنے کا ثواب کتنا ہے تو تم دنیا کے سارے کام چھوڑ کر مجلس ہی میں بیٹھے رہو گے"۔

اس حدیث کی روشنی میں اندازہ لگایئے کہ سب سے عظیم ثواب ذکرِ حسینؑ میں بیٹھنے کا ہے، اب اگر یہ بیان کیا جائے کہ "مجلسِ عزا" میں بیٹھنے کا ثواب اتنا عظیم کیوں ہے تو ایک اور عشرہ "ثوابِ مجلس" کے موضوع پر پڑھا جا سکتا ہے۔

وہ حضرات جو ذکرِ حسینؑ کا حق ادا کرتے ہیں، ذاکری و خطابت کر کے، ماتم کر کے،

سوز خوانی کر کے، شعر کہہ کر، اُن کا مرتبہ معصومینؑ کی نظر میں کیا ہے، اس موضوع پر اکثر میں نے تقاریر کی ہیں جو محفوظ ہیں، یہ فضائلِ مجلس ڈھکے چھپے نہیں ہیں سب کتابوں میں موجود ہے، آئمہ طاہرینؑ کے ارشادات کا ایک دفتر ہے۔

یہ عشرہ ایک انفرادیت رکھتا ہے اس لحاظ سے کہ ہر سال ایک نئے موضوع پر گفتگو ہوتی ہے، تاریخِ عزاداری میں ملّت جعفریہ کی ثقافت اور تہذیب کے دھارے میں اس عشرے نے سال بہ سال جو خدمات کی ہیں وہ آپ حضرات کے پیشِ نظر ہیں۔ ناصر جہاں مرحوم ہر سال اسلام آباد سے آتے تھے اور اپنی خوبصورت آواز میں کلام پیش فرماتے تھے۔ اب ان کے صاحبزادے اسد جہاں صاحب اس فریضے کو ادا کرتے ہیں۔ جناب فائق حسین صاحب کی سوز خوانی سے اس عشرے میں رونق ہوتی ہے، فائق حسین صاحب کے صاحبزادے عباس صاحب بھی سوز خوانی کرنے لگے ہیں،

ماجد رضا عابدی صاحب بھی قابلِ تعریف ہیں جو اپنا کلام روزآنہ پیش کرتے رہے،

جناب ناصر رضا صاحب ہر سال یہ اہتمام قوم کے لیے فرماتے ہیں اور ایک علمی و ادبی گلدستہ سجا دیتے ہیں۔

ہم اپنے موضوع پر جو گفتگو کر رہے تھے، امید یہ تھی کہ جو سوالات آئیں گے وہ امام مہدی علیہ السلام سے متعلق پوچھے جائیں گے لیکن عجیب بات یہ ہے کہ غیر متعلق سوالات زیادہ آئے ہیں۔

ایک خاتون کا خط پڑھے دیتا ہوں وہ کہتی ہیں:۔

پچھلے تین سال سے آپ کا عشرہ سن رہی ہوں، وہ الفاظ نہیں جن سے آپ کی معلومات، انداز اور ذوق کی تعریف کر سکوں، خدا آپ کو شیعیانِ اہلِ بیتؑ کو بیدار کرنے میں کامیابی عطا فرمائے، چھٹی مجلس میں آپ نے جن خیالات کا اظہار فرمایا میرے نزدیک اکثریت کو

اس پر اتفاق ہے، میری دعا ہے کہ آپ کو عزادارانِ حسینؑ میں یہ سوچ اور فکر پھیلانے کے زیادہ مواقع ملتے رہیں، اچھے ذاکر کے لیے سامعین کے دل سے دعا نکلتی ہے، حضرت زہراؑ کی دعائیں بھی یقیناً آپ کے ساتھ ہوں گی۔

عشرہ سُن کر یہ ایک خاتون کے تاثرات تھے۔

منبر سے چہاردہ معصومین کے ذکر کے علاوہ کوئی ذکر نہیں ہونا چاہیئے۔ فقہی مسائل کے لیے درس کا سلسلہ الگ قائم کرنا چاہیے، ہندوستان میں اخلاقی درس کے اجتماع الگ ہوتے تھے اس میں محرم کی قید نہیں تھی وہ جلسے ہمیشہ ہوتے رہتے تھے، مجلس عزا میں حدیثِ رسولؐ پیشِ نظر رہے کہ اپنی مجلسوں کو زینت دو ذکرِ علیؑ سے اور ذکرِ علیؑ عبادت ہے"۔

حضرت امام عصر علیہ السلام سے محبت و مودت کے سلسلے میں حضرت رسولؐ خدا کا ایک ارشاد آپ کو سناتا ہوں،

سرکارِ رسالتؐ نے اپنے اصحابِ کرام سے فرمایا کہ کچھ مومنین ایمان میں سب سے زیادہ افضل ہوں گے، اصحاب نے فرمایا کہ ایمان میں سب سے افضل فرشتے ہوں گے، آپ نے فرمایا کہ نہیں، اصحاب نے کہا کہ پھر انبیاء و اولیا ہوں گے، آپؐ نے فرمایا کہ نہیں، اصحاب نے کہا کہ پھر یارسول اللہؐ وہ کون ہیں جب کہ ہم بھی وہ نہیں ہیں، آنحضرتؐ نے فرمایا وہ لوگ جو آخری دور میں میرے فرزند مہدیؑ کے زمانے میں پیدا ہوں گے، وہ ہم کو دیکھے بغیر ہم پر ایمان لائیں گے اور ہمارے بارھویں پر بھی ایمان لائیں گے، اے میرے اصحاب تم مجھے دیکھ کر ایمان لائے ہو، وہ مجھے دیکھے بغیر ایمان لائیں گے، پھر فرمایا کہ وہ ایمان لائیں گے سفیدی پر سیاہی کو دیکھ کر، (یعنی سفید کاغذ پر کالے حروف دیکھ کر رسولؐ سے بارھویں تک پر یقین رکھیں گے) رسول اللہؐ نے فرمایا

کہ یہ ایمان میں سب سے زیادہ افضل مومنین ہیں۔

آج کا ایک مومن یہ پختہ یقین رکھتا ہے کہ امام مہدیؑ موجود ہیں اور وہ امامِ آخر کا انتظار کر رہا ہے،

اِس لیے یہ عقیدہ ضروری ہے کہ، ایک کا انتظار کرو، کیوں؟ اس لیے کہ کائنات میں ہر چیز کا دارومدار انتظار پر ہے، ایک کسان اپنی کھیتی کو ہری بھری دیکھنے کے لیے بارش کا انتظار کرتا ہے، موسم گرما میں موسم بہار کا انتظار رہتا ہے، بچپن میں جوانی کا انتظار، لیکن انتظارِ امامؑ کا عقیدہ ہر انتظار سے زیادہ عظیم، خوش گوار اور لطیف ہے، یہ عقیدہ نہایت پُر لطف اس لیے ہے کہ اس میں یہ تو کہا گیا کہ انتظار کرنا لیکن یہ نہیں بتایا گیا کہ کب تک؟ یہی کیف ہے، اس انتظار میں، علامہ اقبالؔ نے کہا تھا:-

کبھی اے حقیقتِ منتظر نظر آ لباسِ مجاز میں

کہ ہزاروں سجدے تڑپ رہے ہیں مری جبینِ نیاز میں

علامہ اقبال کا نام آ گیا تو عرض کر دوں کہ وہ بھی حضرت امام مہدیؑ کے منتظر تھے، وہ اس بات پر یقینِ کامل رکھتے تھے کہ امام ولیٔ عصرؑ موجود ہیں اور ایک دن ظہور فرمائیں گے۔

۱۹۱۹ء میں علامہ اقبالؔ نے مہاراجہ سرکشن پرشاد شادؔ وزیرِ اعظم حیدر آباد دکن کو ایک خط میں لکھا تھا کہ:-

''اقبالؔ ایک مدّت سے منتظرِ امام ہے''

کئی سال پیشتر عرض کر چکا ہے:-

کبھی اے حقیقتِ منتظر نظر آ لباسِ مجاز میں

آنے والے کا زمانہ اگر مقرر کر دیا جاتا، وقت معین کر دیا جاتا تو ''عقیدۂ ظہورِ امام'' کا کیف ختم ہو جاتا، محبت بڑھتی جائے اور رابطہ باقی رہے، یہ انتظار محبت کی علامت

ہے اگر ایسا نہ ہوتا تو محبت کا رشتہ ٹوٹ جاتا، یہ انتظار بتا رہا ہے کہ منتظر سے محبت ہے، ظہور کا سن، مہینہ اور تاریخ نہیں بتائی گئی بلکہ یہاں تک تاکید ہے کہ جو ظہور کا وقت مقرر کرے گا وہ جھوٹا، کاذب ہوگا۔

اس انتظار کے فلسفے کو ایک عام سی مثال سے سمجھائے دیتا ہوں، عید کے چاند کا انتظار سب کو ہوتا ہے، ۲۸ تاریخ رمضان کی گذری اور ۲۹ رمضان آ گئی، چاند ہونے والا ہے، ایک طرح کی بے قراری ہے کہ دیکھیے مطلع صاف ہوتا کہ چاند نظر آ جائے، ۲۹ کے چاند کی عید کا انتظار سب کو ہوتا ہے، لیکن ۳۰ رمضان کا چاند دیکھنے کے لیے کوئی بے قرار نہیں ہوتا، اب تو طے ہے کہ کل عید ہوگی، یعنی اب چاند کا انتظار ختم ہو گیا۔ ۲۹ کے چاند میں جو لذتِ انتظار ہے وہ ۳۰ کے چاند میں نہیں ہے۔

امام کے یہ دونوں لقب ہیں مُنتظِر اور مُنتظَر، ...... مُنتظِر جو خود انتظار کر رہا ہے...... مُنتظَر ''یعنی جس کا انتظار کیا جا رہا ہو''۔

یہ تمھارے عہد کا امام ہے، زندہ امام، اپنی محبت کا اظہار کرو، معصوم کا ارشاد ہے کہ اُن کے ذکر پر مغموم رہا کرو کہ ہائے ہم میں موجود ہیں اور ہم جمالِ امامت سے محروم ہیں، اس غم کا بھی بڑا ثواب ہے، دوسرے اُن کی سلامتی کی دعا کیا کرو، تیسرے اُن کی طرف سے حج کروایا کرو، چوتھے امام زمانہؑ کا صدقہ دیا کرو، یہ باتیں محبتِ امام کی دلیل ہیں۔

گفتگو تھی علامہ اقبالؔ کے ''عقیدۂ ظہورِ امام مہدیؑ'' کی، علامہ اقبالؔ بھی مُنتظَر کے مُنتظِر ہیں، وہ امام زمانہؑ کو کبھی امامِ غائب کہتے ہیں، کبھی حقیقتِ منتظر کبھی مہدیٔ برحق کبھی امامِ مطلق اور کبھی نائبِ حق کبھی جانِ عالم، کبھی سوارِ اشہبِ دوراں کہتے ہیں، علامہ اقبالؔ نے اپنی شاعری میں امام مہدیؑ کو اپنی تمام امیدوں کا سہارا بتایا ہے، وہ کہتے ہیں:-

ہے اگر دیوانہ غائب تو کچھ پرواہ نہ کر

منتظر رہ وادیٔ فاران میں ہو کر خیمہ زن

علامہ اقبالؔ کی نظر میں دنیا کو "مہدیٔ برحق" کی ضرورت ہے۔

سب اپنے بنائے ہوئے زنداں میں ہیں محبوس — خاور کے ثوابت ہوں کہ افرنگ کے سیار

پیرانِ کلیسا ہوں کہ شیخانِ حرم ہوں — نے جدّتِ گفتار ہے نے جدّتِ کردار

ہیں اہلِ سیاست کے وہی کہنہ خم و پیچ — شاعر اسی افلاسِ تخیل میں گرفتار

دنیا کو ہے اس مہدیٔ برحق کی ضرورت

ہو جس کی نگہ زلزلۂ عالمِ افکار

علامہ اقبالؔ کے چار اشعار "امامت اور حضرت امام مہدیؑ" کے موضوع پر پڑھتا ہوں اکثر تقاریر میں ان اشعار کی تشریح وتفسیر میں کر چکا ہوں۔

قوموں کی حیات اُن کے تخیل پہ ہے موقوف — یہ ذوق سکھاتا ہے ادب مرغِ چمن کو

مجذوبِ فرنگی نے بہ اندازِ فرنگی — مہدیؑ کے تخیل سے کیا زندہ وطن کو

اے وہ کہ تو مہدیؑ کے تخیل سے ہے بیزار — نومید نہ کر آہوئے مشکیں سے ختن کو

ہو زندہ کفن پوش تو میّت اُسے سمجھیں

یا چاک کریں مردکِ ناداں کے کفن کو

حضرت امام مہدیؑ کا تذکرہ کرنے والوں کو علامہ اقبالؔ "باریک بین" سمجھتے ہیں، حضرت امام عصرؑ کے حضور وہ یہ عرضداشت پیش فرماتے ہیں:-

نمایاں ہو کے دکھلا دے کبھی ان کو جمال اپنا

بہت مدّت سے چرچے ہیں تیرے باریک بینوں میں

تاریخ میں ایک بحث یہ بھی ہے کہ حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام کی شہادت کے بعد ان کے بھائی حضرت جعفر ابن امام علی نقیؑ نے امامت کا دعویٰ کر دیا۔ اس موضوع کو شروع کرنے سے پہلے ایک بات کو ذہن نشین کر لیجئے کہ "سادات اہل

بیت'' کا مرتبہ و منصب حضرت رسولؐ اللہ کی نظر میں کیا ہے۔ سادات کا احترام تمام مسلمانوں پر واجب ہے، غیر سادات شیعہ حضرات بھی ان باتوں کو محفوظ کریں اور سادات کے احترام و تعظیم میں کوتاہی نہ کیا کریں۔

بریلوی سُنّی فرقے کے رہنما اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں بریلوی رحمتہ اللہ علیہ نے ایک رسالہ ''اِرَاۃُ الادب لِفَاضَلِ النَّسَب'' کے نام سے لکھا ہے، اس رسالے میں انھوں نے وہ حدیثیں جمع کی ہیں جو سادات کی عظمت و بزرگی سے متعلق ہیں۔

وہ لکھتے ہیں ''کسی کو بُرے نام سے نہ پکارو، حضرت رسولؐ اللہ فرماتے ہیں'' جو کسی مومن کو اس کا نام بدل کر پکارے یہ شرعاً ناجائز و حرام ہے جو ایسا کرتا ہے فرشتے اس پر لعنت کرتے ہیں''۔

حضرت جعفرؓ کو کذّاب و تو آب کے نام سے نہیں پکارنا چاہیئے کہ وہ ''سیّد عالی نسب'' ہیں، اس حدیث کی روشنی میں شیعہ و سُنّی مورخین کو احتیاط سے کام لینا چاہیئے۔

رضا احمد لکھتے ہیں:-

> '' حضرت رسولؐ خدا فرماتے ہیں روئے زمین پر کوئی شخص مجھ سے افضل نہیں اور کوئی قبیلہ بنی ہاشم سے بہتر نہیں''۔

دوسری حدیث:-

> ہر شخص بنی ہاشم کے احترام کے لیے اُٹھے مگر بنی ہاشم کسی کے احترام و تعظیم کے لیے نہ اُٹھیں، چونکہ اسلام و جاہلیت دونوں زمانے میں بنی ہاشم کی جرأت، شجاعت، سماعت، فتوت، قوت، شہامت، حیا، حمیت، تہذیب، سخاوت، مروت، سیر چشمی، حوصلہ بکثرت اوصافِ حمیدہ شہرۂ آفاق رہی ہیں اس لیے بنی ہاشم کا احترام و تعظیم پوری امت پر فرض قرار دیا گیا۔

تیسری حدیث:-

اہلِ فارس علم اگر ثریا میں آویزاں ہوتا تو وہاں سے بھی لے آتے"

اس حدیث کی روشنی میں احمد رضا بریلوی صاحب لکھتے ہیں اولادِ کسریٰ (فارس) اعلیٰ نسل شمار ہوتی ہے جو ہزار سال صاحب تاج وتخت رہی اور ان کی مجوسیت، شریف قوم گنے جانے کے منافی نہیں جیسے کہ قریش زمانہ جاہلیت میں بت پرست تھے اور بعد میں قریش عرب افضل قوم قرار پائے۔

یہاں یہ بات بھی قابلِ غور ہے کہ حضرت شہر بانوؑ جو نو اماموں کی ماں ہیں وہ کسریٰ کے خاندان سے تعلق رکھتی ہیں۔

احمد رضا بریلوی نے لکھا ہے کہ:-

حضرت رسول اللہ نے ارشاد فرمایا:-

"اچھی نسل میں شادی کرو کہ رگ خفیہ اپنا کام کرتی ہے"۔

اس کے بعد وہ لکھتے ہیں کہ:-

حضرت رسولؐ خدا نے ارشاد فرمایا کہ:-

"ہر علاقہ اور ہر رشتہ روز قیامت قطع ہو جائے گا مگر میرا علاقہ اور رشتہ منقطع نہیں ہوگا"۔

"ایک روایت میں یوں ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے لوگوں کو جمع کیا اور منبر پر تشریف لے گئے اور فرمایا:-

"کیا ہو گیا ہے ان لوگوں کو کہ یہ زعم کرتے ہیں کہ میری قرابت نفع نہ دے گی، ہر علاقہ ورشتہ قیامت میں منقطع ہو جائے گا مگر میرا رشتہ وعلاقہ کہ دنیا وآخرت میں جڑا ہوا ہے، خدا کی قسم میری قرابت

دنیا و آخرت میں پیوستہ ہے۔

حضور اکرم نے فرمایا:۔

''فاطمہ زہراؑ کا فاطمہ نام اس لیے ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے اُن کی نسل کو قیامت میں آگ سے محفوظ فرما دیا، حضورؐ نے فرمایا ''میں نے اپنے ربّ عزوجل سے عرض کی کہ میرے اہلِ بیتؑ سے کسی کو دوزخ میں نہ لے جائے، اس نے میری یہ مراد عطا فرمائی''۔

عبداللہ ابن عباس کہتے ہیں:۔

''اللہ عزوجل نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے وعدہ فرمایا ہے کہ بیشک عنقریب تمہیں تمہارا ربّ۔ اتنا دے گا کہ تم راضی ہو جاؤ گے اور حضور اکرم کی رضا میں یہ ہے کہ حضورؐ کے اہلِ بیتؑ میں

سے کسی سادات کو دوزخ میں داخل نہیں کیا جائے گا''۔

حضور اکرم نے فرمایا:۔

یا علیؑ سب سے پہلے وہ چار جنت میں داخل ہوں گے میں ہوں اور تم اور حسنؑ اور حسینؑ اور ہماری تمام اولادیں، ذریتیں ہمارے پسِ پشت ہوں گی۔ (یہ خیال رہے حضرت فاطمہؑ اُس وقت جنت میں داخل ہو چکی ہوں گی'')۔

حضرت شیخ محقق قدسی سرہ اشعتہ اللمعات'' میں ارشاد فرماتے ہیں:۔

''سادات کرام کی حمایت ہر مسلمان پر فرض ہے''

سرکارِ ختمی مرتبت صلی اللہ علیہ وآلہ فرماتے ہیں:۔

''جسے پسند ہو کہ اس کی عمر میں برکت ہو اور اللہ اُسے اپنی دی ہوئی نعمت سے بہرہ مند کرے تو اسے لازم ہے کہ میرے بعد اہلِ

بیتؑ سے اچھا سلوک کرے جو ایسا نہ کرے اس کی عمر کی برکت اُڑ جائے گی اور قیامت میں میرے سامنے کالا منہ لے کر آئے گا"۔

یہ ہیں رضا احمد بریلوی صاحب کے افکار عالیہ، اس گفتگو کے بعد حضرت جعفر کی سیرت پر ہم تفصیلی گفتگو کریں گے۔

حضرت امام علی نقی علیہ السلام نے ۵ رجب ۲۱۴ھ (۸۲۹ء) کو ظہور فرمایا اور دوشنبہ ۳ رجب ۲۵۴ھ (۸۶۸ء) میں شہادت ہوئی، وقتِ شہادت سن مبارک ۴۲ برس تھا۔ آپ کے چار فرزند تھے:۔

فرزندِ اکبر گیارھویں امام حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام ہیں، دوسرے فرزند سیّد محمد ہیں، آپ کا مزار اقدس مابین سامرہ و کاظمین بلَد کے مقام پر زیارت گاہِ خاص و عام ہے، آپ بھی مثلِ حضرت عباس علمدار علیہ السلام اپنے غیظ و جلال کے لیے

مشہور ہیں، آپ کے مزار پر کسی کی کوئی چیز گم نہیں ہوتی۔ تیسرے فرزند سیّد حسینؑ ہیں، آپ کی اولاد اصفہان (ایران) میں آباد ہوئی، وہاں سے ہجرت کر کے ہندوستان میں وارد ہوئی، سادات نقوی اصفہانی منڈ و اسادات ضلع فتح پور ہنسوا میں آباد ہوئے،

حضرت امام علی نقی علیہ السلام کے چوتھے فرزند حضرت سیّد جعفر الذّکی ہیں، آپ کا لقب "مرتضٰی اعظم" بھی ہے۔ آپ کو "کذّاب اور توّاب" کے بُرے ناموں سے یاد نہیں کرنا چاہیئے، ۹۵ فیصد نقوی سادات آپ ہی کی نسل میں ہیں، برصغیر پاک و ہند کی کم و بیش تمام سادات نقویہ کے سلسلے آپ ہی سے ملتے ہیں، آپ کی نسل میں، سبزواری نقوی، گردیزی نقوی، بغدادی نقوی، واسطی نقوی اور بخاری نقوی ہیں۔

تعداد میں بخاری نقوی سادات کی اکثریت ہے۔ سیّد جلال الدین حیدر سُرخ بخاری وہ بزرگ ہیں جن کی اولاد امجاد سے برصغیر پاک و ہند کا گوشہ خالی نہیں ہے۔ جنوبی ہند میں میسور ہو یا مدراس، دکن ہو یا احمد آباد، گجرات ہو یا بنگال، آسام ہو یا بہار،

یوپی ہو یا دہلی، کشمیر ہو یا سندھ، پنجاب ہو یا صوبہ سرحد غرضیکہ برصغیر کا وہ کون سا علاقہ ہے جہاں آپ کے اخلاف نے اپنے علم و فضل کا لوہا نہ منوایا ہو۔

حضرت جعفر الذکیؑ کی اولاد کا ارتقاء یہ بتاتا ہے کہ آپ کی ذات گرامی کس قدر بلند، بزرگ اور عظیم الشان تھی۔

آپ کا نام جعفر، کنیت ابوعبداللہ، آپ کے القاب ابوالکرین، زکی، مبّرقع، ابوالبنین مشہور ہیں۔ آپ کے پدرِ گرامی دسویں امام حضرت علی نقی علیہ السلام ہیں والدۂ گرامی سلیل خاتون نہایت پاکیزہ اور صاحبِ تقویٰ خاتون تھیں۔ ''ان مخدرہ کی جلالت کے لیے اتنا کافی ہے کہ شدت اور سختی کے زمانے میں یہی خاتون احکام کے نقل کرنے میں شیعوں کی پناہ گاہ تھیں''۔

حضرت جعفر الذکیؑ کی ولادت ۲۴۶ ہجری میں قرار پائی ہے۔ اور ۳۴۲ ہجری میں آپ نے بعمر چھیانوے سال وفات پائی۔ آپ کی قبر حضرت امام علی نقی علیہ السلام کے روضۂ مبارک بمقام ''سامرہ'' ہے۔ چمک دمک میں آسمان سے باتیں کرتی ہے، جس کے اوپر دنیا کا سب سے بڑا سونے کا قبہ ہے۔ اس کی تعمیر میں بہتر ہزار سونے کی اینٹیں استعمال ہوئی ہیں، کتبوں اور حاشیوں کے علاوہ تعمیرِ قبہ میں ۲۸، ۷، ۲۷ سونے کی اینٹیں استعمال ہوئی ہیں۔

اہلِ تاریخ حضرت جعفر الذکیؑ کی اولاد کی تعداد ایک سو بیس بتلاتے ہیں۔ یعنی نوّے صاحبزادے اور تیس صاحبزادیاں۔ انیس [19] فرزندوں سے آپ کا سلسلۂ نسب اب تک باقی ہے۔

آپ کے چھ فرزندوں کا سلسلۂ نسب برصغیر پاک و ہند میں موجود ہے۔ وہ چھ فرزند یہ ہیں۔

۱۔ سیّد اسمٰعیل حریف ۲۔ سیّد طاہر ۳۔ سیّد یحییٰ الصوفی ۴۔ سیّد ہارون ۵۔ سیّد

علی اشغر (اصغر) ۶۔سیّد ادریس۔

حضرت جعفر الذکیؑ پر یہ الزام ہے کہ انھوں نے اپنے بھائی امام حسن عسکری علیہ السلام کی شہادت کے بعد دعویٰ امامت کیا تھا۔ اس لیے اُن کو ''کذاب'' یعنی جھوٹے کا لقب تاریخ نے عطا کر دیا اور چونکہ بعد میں توبہ کر لی اس لیے ''توّاب'' مشہور ہوئے۔ حالانکہ سرے سے یہ سب مورخ کی سیاسی چال بازی ہے، جعفر نے دعوائے امامت کبھی کیا ہی نہیں۔

اور حقیقت یہ ہے کہ آپ نے بنی عباس کے ظالم و جابر حکمرانوں سے امامت کو محفوظ رکھنے کے لیے تقیہ اختیار کیا تھا۔ جس طرح حضرت رسول اکرم محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قتل کا سارا منصوبہ صرف حضرت ابوطالب علیہ السلام کے اظہار ایمان نہ کرنے سے خاک میں مل گیا۔ بس جس طرح رسولِ اکرمؐ کے چچا حضرت ابوطالبؑ نے اپنے بھتیجے کی زندگی اپنے تقیہ میں مضمر فرمائی بالکل اِسی طرح حضرت امام مہدی علیہ السلام کے چچا حضرت جعفر الذکیؑ نے اپنے بھتیجے کی زندگی اپنے تقیہ میں مضمر پائی اور آخری امام کی حفاظت میں وہ کامیاب بھی ہوئے۔ مسلمانوں کی تاریخ کی تاریکی ہے۔ ان حضرات کی عظیم شخصیات پر ان الزامات سے سیاہی نہیں چھا سکتی۔

عہد بنی اُمیہ اور عہدِ بنی عباسؑ میں زر خرید مورخین و محدثین نے ایسے تصورات کی تشہیر کی جن سے آلِ محمدؐ کی توقیر و احترام پر کاری ضرب لگا کر ان کے ہر شرف کو غیر اہم قرار دیا جائے۔ یہ سلسلہ دراصل حضرت رسول اکرمؐ کے بعد سے حصولِ جاہ و منصب کی خاطر شروع ہوا تو آج تک جاری و ساری ہے۔ عامۃ المسلمین کو آلِ رسولؐ کے کردار سے گمراہ کرنے کے لیے بد کردار اشخاص نے یہ گھناؤنی سازش شروع کی۔ ظاہر ہے آلِ رسولؐ ہونے کا شرف حاصل کرنا تو کسی انسان کے بس کی بات نہیں البتہ اس شرف کی قدر و منزلت کم کرنے پر تو ہر شخص قادر ہے۔ حضرت جعفر الذکی امام زادے تھے اُن

کے کردار میں خامی نکالنا، گویا تربیتِ امام پر اعتراض ہے۔

ایران میں دورِ حاضر کے جیّد عالم اور اعلم الانساب آیت اللہ العظمیٰ سیّد شہاب الدین المرعشی نجفی رضوان اللہ حضرت جعفر الذکی سے منسوب من گھڑت روایت کو غلط قرار دیتے ہیں اور فرماتے ہیں تفرقہ و اختلاف پیدا کرنے کی خاطر دشمنانِ آلِ محمدؐ نے یہ روایت پھیلائی ہے آقائے مرعشی کی تحریر کا ترجمہ مندرجہ ذیل ہے۔

''سیّد جعفر الذکی سیّدِ جلیل نے دعویٰ امامت نہیں کیا تھا اور کچھ دشمنانِ آلِ رسولؐ نے تفرقہ و اختلاف کی غرض سے ضعیف الاعتقاد شیعوں میں یہ افواہیں پھیلا دی تھیں اور ناحیہ مقدسہ سے صادر ہونے والی توقیعات میں سے ایک توقیع میں خود حضرت ولیٔ عصر علیہ السلام فرماتے ہیں ''میرے چچا جعفر کے بارے میں اپنی زبانوں کو لگام دو کہ وہ امام معصوم کے فرزند تھے''۔ اور رعیت کو حق نہیں ہے کہ وہ معصومینؑ کے فرزندوں کے

سلسلے میں جسارت کرے کیوں کہ متکلمین کے عقیدے کے مطابق یہ بزرگوار دو پہلوؤں کے حامل ہیں ایک بشری دوسرا الٰہی اور اپنے بشری پہلو میں کوئی بھی اپنی اولاد کے سلسلے میں خوش نہیں ہے کہ اُن کی اولاد کی توہین ہو کیونکہ اُن کی اولاد کی توہین خود ان حضرات کی توہین ہے''۔

حضرت جعفر الذکی کی نسل میں ایسے ایسے جیّد عالم، صوفی، شعراء، ادیب اور خطیب پیدا ہوئے ہیں کہ آسمانِ علم و ادب آج اُن کی ضوفشانی سے جگمگا رہا ہے۔ ایسے عظیم اشخاص کی ایک طویل فہرست ہے، ہم چند کے نام یہاں درج کر رہے ہیں۔

سیّد عیسیٰؒ باقر عالم ربانیؒ، سیّد شہاب الدین گردیزیؒ، سیّد نظام الدین اولیاءؒ، سیّد جلال الدین حیدر سُرخ بخاریؒ، حضرت مخدوم جہانیاں جہاں گشتؒ، قطب العالم سیّد برہان الدین بخاری گجراتی، شاہ موج دریا بخاری، سیّد محمد ہاشم (اتالیق اورنگ زیب سپہ سالار سیّد نجم الدین سبزواری، قاضی سیّد شرف الدین گردیزی، (بمعہ قاضی سلطان

محمد تغلق) راجے سیّد عبدالقادر گردیزی (میر عدل شاہجہاں بادشاہ) سیّد محمد رحیم گردیزی (میر عدل در عہدِ شاہجہاں) راجے سیّد محمد گردیزی عرف دیوان راجے (دیوان صوبہ بہار عہدِ فرخ سیر بادشاہ) سیف الدولہ نواب عبدالصمد خان گردیزی دلیر جنگ بہادر (صوبہ دار لاہور کشمیر در عہد محمد شاہ عدلی بادشاہِ مغل) خان بہادر سیّد عبدالغفار گردیزی (سپہ سالار صوبہ الٰہ آباد، در عہدِ محمد شاہ عدلی بادشاہ) شاہ ولایت راجے سیّد حامد شاہ گردیزی (شاہ ولایت در عہدِ شاہانِ شرقیہ جونپور) شاہِ ولایت راجے سیّد نور رحمۃ اللہ علیہ غفرآن مآب مولانا سیّد دلدار علی مجتہد العصر، شاہِ ولایت سیّد شرف الدین حسین (مدفون امروہہ)

''ظہورِ امام مہدیؑ'' کے موضوع پر آج کی اس آخری تقریر میں حالاتِ بعدِ ظہور بن سُن لیجئے:۔

احادیث کا خلاصہ یہ ہے کہ حضرت حجت علیہ السلام کے خروج کے بعد ظلم و جور سے بھری ہوئی زمین عدل و داد سے پُر ہو جائے گی'' تمام خزانے اور دفینے خود بخود زمین سے باہر آ جائیں گے'' زمین و آسمان کی نعمتوں کی ایسی فراوانی ہوگی جو پہلے کبھی نہ ہوئی تھی'' آسمان سے بارانِ رحمت و برکات کا نزول ہوگا'' زمین سے پیداوار کی کثرت ہوگی اور ایسی سرسبزی و شادابی کہ اگر کوئی عورت بھی پا پیادہ عراق سے شام تک کا سفر کرے تو اُس کا ہر قدم سبزے پر پڑے گا'' ساری زمین کفر و شرک سے پاک ہوگی'' درختوں کے پھل دوگنے ہو جائیں گے وحشی جانور آدمیوں میں پھرتے نظر آئیں گے نہ اُن کو اِن سے وحشت ہوگی نہ اِنہیں اُن سے اذیت ہوگی'' باہم حیوانات کی عداوت اُٹھ جائے گی بکری بھیڑیا گائے اور شیر ایک گھاٹ میں پانی پئیں گے'' ہر حیوان دوسرے حیوان سے محفوظ رہے گا دریاؤں میں مچھلیاں آشیانوں میں پرندے اپنے انڈوں بچوں سے بے پرواہ ہونگے، زہریلے جانوروں کے زہر زائل ہو جائیں گے'' ایسا

امن وامان ہوگا کہ کسی کو کسی سے ضرر نہ پہنچے گا ہر طرح خیر کا وجود ہوگا اور شر بالکل مفقود ہو جائے گا'' لوگوں میں علم و حکمت کی کثرت ہوگی'' اخلاص و یقین زہد و تقویٰ و صداقت و عبادت عادت بن جائیں گے'' بغض و حسد کینہ و عداوت طبیعتوں سے دور ہو جائیں گے'' مساوات کا دور ہوگا'' برتری کا دعویٰ نہ رہے گا بڑوں کی چھوٹوں پر مرحمت ہوگی چھوٹے بڑوں کا احترام کریں گے'' نماز وقت پر پڑھی جائے گی زکوٰۃ وقت پر ادا ہوگی حضرت کے اعوان و انصار میں ہر ایک کی قوت چالیس آدمیوں کے برابر ہوگی اُن کے دل لوہے کی طرح مضبوط ہوں گے وہ جسمانی آفت و بلا سے محفوظ رہیں گے'' حضرت کے اصحاب میں خلاف عادت ایسی قوت بصارت وسماعت ہوگی کہ بغیر کسی آلہ کے مشرق سے مغرب میں مغرب سے مشرق میں بھائی بھائی کو دیکھے گا۔ میلوں کی مسافت سے گفتگو کر سکیں گے'' ان صاحبان کی عمریں طویل ہونگی'' حضرت کے لشکر میں آدمیوں کی کثیر تعداد کے علاوہ ملائکہ و جن کا لشکر بھی ہوگا۔ جملہ امور میں علم امامت سے احکام جاری ہونگے'' کسی معاملہ میں گواہوں کی ضرورت نہ ہوگی'' تعلیم قرآن اُس ترتیب سے ہوگی جس طرح وہ نازل ہوا تھا اس میں مدنی سورے مکی سوروں سے اول نہ ہونگے مکی آیات مدنی آیتوں میں مخلوط نہ ہوں گی''۔ اُس وقت علم شریعت کی یہ صورت ہوگی کہ گھروں میں عورتیں خدا کی کتاب اور سنت رسولؐ کے مطابق احکام جاری کریں گی۔ حضرت کی سلطنت زمانہ رجعت تک رہے گی اور مدت کا خداوند عالم ہی خوب عالم ہے اگرچہ اس کی بھی خبر دی گئی ہے مگر روایات میں اختلاف ہے اور بظاہر یہ اختلاف مختلف تغیرات کی بنا پر ہیں کسی میں ہمارے اس زمانہ کے حساب سے مقدار بیان کی گئی ہے کسی میں اُس زمانہ کے شب و روز کا حساب ہے کہیں ایک حیثیت کا لحاظ ہے کہیں دوسری حیثیت ملحوظ ہے کیونکہ موجودہ زمانہ سے وہ آئندہ زمانہ ایسا مختلف ہوگا کہ اُس وقت کا ایک دن اس وقت کے دس دنوں کے برابر

ہوگا اس بنا پر ستر برس بھی بیان کیے گئے ہیں اور سات سال کا بھی ذکر ہے اس کے علاوہ دیگر حیثیتوں سے بھی تذکرے ہیں حضرت کا ظہور تو قرب قیامت کی علامت ہے اس لیے قیامت کے قریب رات دن کے اس تغیر و تبدل پر تعجب نہ ہونا چاہیے قرآن میں روز قیامت کی مقدار ہزار برس کی بیان ہوئی ہے جس میں آسمان و زمین کے خالق آفتاب و ماہتاب کے پیدا کرنے والے دن کو دن رات کو رات بنانے والے کیلئے زمانہ کی رفتار میں تبدیلی ہر طرح ممکن ہے شق القمر کا معجزہ ہو چکا ہے سورج غروب ہو کر پلٹ چکا ہے روز قیامت تو صورت فلکیہ و ارضیہ ایسی بدلے گی کہ زمین اور ہوگی آسمان اور ہوگا رات اور ہوگی دن اور ہوگا۔ یَوْمَ تُبَدَّلُ الْاَرْضُ غَیْرَ الْاَرْضِ وَالسَّمٰوٰتُ وَبَرَزُوْا لِلّٰہِ الْوَاحِدِ الْقَھَّارِ

عقیدۂ رجعت کے سلسلے میں کچھ حقائق بیان کر دوں:

حضرت حجت علیہ السلام کے ظہور پُرنور کے بعد حضرات معصومین علیہم السلام پھر دنیا میں تشریف لائیں گے بلکہ ہر طبقہ سے بہترین خالص نیک کردار اور بدترین محض بدکار قیامت سے قبل زندہ کیے جائیں گے تاکہ خدا و رسولؐ و اہلِ بیتؑ رسولؐ کے سچے دوست اور پکے دشمن ثواب و عذاب آخرت سے پہلے اپنے اعمال کا کچھ نتیجہ دنیا میں دیکھ لیں اسی واپسی اور دوبارہ دنیا میں آنے کا نام رجعت ہے جس پر ایمان لانا ضروریات دین میں سے ہے" تین روز ایام اللہ ہیں ایک یوم قیام قائمؑ دوسرا یوم رجعت تیسرا یوم قیامت ان سب کی تہ دل سے تصدیق اور زبان سے اقرار ہر مومن کے لیے لازم ہے زیارت معصوم میں جس کو مومنین معمولاً پڑھا کرتے ہیں اُسی کی شہادت کے متعلق یہ الفاظ ہیں وَاُشْھِدُ اللّٰہَ وَمَلٰٓئِکَتَہٗ وَاَنْبِیَآئَہٗ وَرُسُلَہٗ اِنِّیْ بِکُمْ مُؤْمِنٌ وَبِاِیَابِکُمْ مُوْقِنٌ " یعنی خدا کو اور اُس کے ملائکہ کو اور اُس کے انبیاء اور اُس کے رسولوں کو گواہ کرتا ہوں کہ آپ سب حضرات پر میرا ایمان ہے اور آپ کی

رجعت کا یقین رکھتا ہوں۔ رسولؐ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وامیر المومنین علیہ السلام وسید الشہدا صلوات اللہ علیہ کی رجعت متواترات سے ہے سیدۂ عالم ودیگر آئمہ علیہم السلام کی تشریف آوری بھی روایات صحیحہ میں ہے" اس آخر زمانہ میں یہی حضرات روئے زمین کے مالک وحاکم ہونگے اگر سب حضرات بیک وقت جمع ہو جائیں تو ایک بزرگوار کی حکومت سب کی حکومت ہوگی نماز میں جس کو آگے بڑھائیں وہی مقدم رہے گا البتہ رسولؐ خدا اور امیر المومنینؑ سے کوئی مقدم نہیں ہوسکتا۔

زمانہ رجعت میں واپس آنے والوں کی تھوڑی سی تعداد ہوگی جو قیامت صغریٰ ہے لیکن قیامت کبریٰ میں سارا عالم زندہ کیا جائے گا اور کوئی باقی نہ رہے گا"۔

رجعت میں سب مظلومین وظالمین اور مقتولین وقاتلین واپس آئیں گے جس ظالم نے جیسا ظلم کیا ہوگا ویسا ہی بدلا لیا جائے گا اور عذاب آخرت اس کے علاوہ ہے، مومنین کی رحلتیں ہونگی جن کے بعد قیامت کے دن اٹھائے جائیں گے اور دشمنان دین عذاب میں مبتلا ہونگے مرتے رہیں گے پھر روز قیامت پیشی ہوگی زمانہ رجعت میں ہزار ہا ملائکہ وجن کا لشکر ہوگا تمام شیطاطین کی جماعت بھی ہوگی ابلیس مع اپنے ساتھیوں کے آئے گا ان شیطانوں سے ایسا معرکۂ جدال وقتال ہوگا کہ اول روز خلقت سے کبھی پیش نہیں آیا نتیجہ میں ابلیس اور اُس کے جملہ تابعین ہلاک ہونگے۔ شیطان کو حضرت رسولؐ خدا قتل کریں گے۔

سب سے اوّل جناب سیّد الشہداء کی رجعت ہوگی جملہ شہداء کربلا ساتھ ہونگے بلکہ بارہ ہزار مومنین کی جماعت ہمراہ ہوگی قاتلان سیّد الشہداء سب کے سب زندہ کیئے جائیں گے بارہویں امام علیہ السلام اپنے جد بزرگوار اور ان کے اعوان وانصار کے خون کا انتقام لیں گے اور اپنے ہاتھ سے ان ظالموں کو قتل کریں گے" پھر امیر المومنین علیہ السلام تشریف لائیں گے حضرت کی سب اولاد جمع ہوگی بعد ازاں جناب رسول خدا

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مع شہداء مہاجرین وانصار ظہور فرمائیں گے وہ لوگ بھی حاضر کئے جائیں گے جنہوں نے حضرت کی تکذیب اور حضرت کے احکام و ہدایات سے رو گردانی کی تھی اسی طرح سیّدہ عالم اور باقی ائمہ طاہرین کی واپسی ہوگی ان حضرات پر ظلم کرنے والے بھی ہونگے اور یہ حضرات اپنی اپنی مصیبتیں بارگاہ رسالت میں بیان فرمائیں گے ان حضرات کی تشریف آوری کا منظر بڑا قیامت خیز ہوگا امیر المومنین علیہ السلام سیدۂ عالم صلوات اللہ علیہا امام حسن علیہ السلام کی شکایات کے بعد جناب سید الشہدا اپنے مصائب بیان کریں گے جس پر نانا اپنے نواسے کو گلے لگا کر اس طرح روئیں گے کہ تمام اہلِ زمین و آسمان میں کہرام ہوجائے گا'' سیدۂ عالم کا گریہ ایسا دردناک ہوگا کہ زمین متزلزل ہوجائے گی جب بارہویں امام علیہ السلام وفات پائیں گے تو جناب سید الشہداءؑ غسل دیں گے حنوط فرمائیں گے کفن پہنائیں گے نماز پڑھیں

گے دفن کریں گے، جناب سیّد الشہداء کی مملکت اتنے بڑے زمانہ تک رہے گی اور اتنی عمر ہوگی کہ حضرت کی ابروئے مبارک آنکھوں پر آجائیں گی اسی طرح امیر المومنین علیہ السلام کی سلطنت بہت طویل مدت تک رہے گی تمام انبیاء و مرسلینؑ آئیں گے اور دشمنان دین کے قتل میں امیر المومنینؑ کے ساتھ شریک ہونگے رجعت کا زمانہ اور اس میں کسی نہ کسی حجت خدا کا وجود اور خدا والوں کی حکومت مخلوق کی ہدایت کا سلسلہ قیامت کبریٰ تک جاری رہے گا جو بظاہر سینکڑوں برس کا زمانہ ہے اصل حقیقت کو خدا ہی خوب جانتا ہے۔

رجعت کے بارے میں تقریباً دو سو حدیثیں پچاس سے زیادہ علماء اعلام نے اپنی اپنی کتابوں میں نقل فرمائی ہیں اور تمام اعصار و امصار میں اس مسئلہ کا چرچا رہا ہے مذاکرات و مباحثات ہوتے رہے ہیں قرآن نے بتا دیا ہے کہ یوم رجعت اور ہے اور یوم قیامت اور ہے چودھویں پارے کے تیسرے رکوع میں اور تیکسویں پارے کے

چودھویں رکوع میں یہ آیات ہیں قَالَ رَبِّ فَاَنْظِرْنِیْ اِلٰی یَوْمِ یُبْعَثُوْنَ قَالَ فَاِنَّکَ مِنَ الْمُنْظَرِیْنَ اِلٰی یَوْمِ الْوَقْتِ الْمَعْلُوْم

یعنی ابلیس نے کہا اے میرے پروردگار مجھ کو اُس دن تک کی مہلت عطا فرما کہ جب سب لوگ اٹھائے جائیں گے خداوند نے فرمایا کہ تجھے مقررہ وقت کے دن تک مہلت دی گئی'' ان آیتوں سے صاف ظاہر ہے کہ جب خداوند عالم نے ابلیس کو حکم دیا تھا کہ تو جنت سے نکل جا تو مردود ہے اور تجھ پر روز جزا تک لعنت ہوتی رہے گی تو اُس نے یوم قیامت تک کے لیے خدا سے مہلت چاہی تھی مگر اُس کی یہ درخواست منظور نہیں ہوئی اور روز قیامت تک کی مہلت نہیں دی گئی بلکہ یوم وقت معلوم تک مہلت ملی ہے اور یہی یوم، یومِ رجعت ہے اگر قیامت کے دن تک کی مہلت ہوتی تو صرف اتنا ارشاد الٰہی کافی تھا کہ اچھا منظور ہے لیکن ایسا نہیں ہوا بلکہ اُس کی درخواست پر یہ حکم ہوا کہ خاص معیّن وقت تک مہلت دی جاتی ہے جو قیامت کے علاوہ ہے اور اسی کو احادیث میں یوم رجعت سے تعبیر کیا گیا ہے'' مزید برآں یہ امر کہ ابلیس کو جس وقت تک مہلت دی گئی ہے وہ رجعت ہی کا وقت ہے اس کی یہ دلیل بھی بہت واضح ہے کہ جب یہ بات سب کو تسلیم ہے کہ روز قیامت سے قبل اور مہدیٔ موعود کے ظہور کے بعد تمام روئے زمین پر ہر طرف حق ہی حق ہوگا۔ باطل کا نام ونشان باقی نہ رہے گا تو شیطان کا اغوا شرک وغیرہ بندوں کو بہکانے کی ساری کارستانیاں ختم ہو جائیں گی شیطان وشیطنت کا خاتمہ ہوگا درانحالیکہ رجعت کا زمانہ مہدیٔ موعود کے ظہور ہی کا سلسلہ ہے اس لیے یہ صورتِ حقیقت اس کا زبردست ثبوت ہے کہ آیۂ مذکورہ میں جس وقت معلوم تک ابلیس کو ڈھیل دی گئی ہے وہ روز جزا اور قیامت کا دن نہیں ہے بلکہ وہ وقت رجعت ہے جس میں وہ ہلاک ہوگا بیسویں پارے کے تیسرے رکوع میں ارشادِ الٰہی ہے وَیَوْمَ نَحْشُرُ مِنْ کُلِّ اُمَّۃٍ فَوْجاً مِّمَّنْ یُّکَذِّبُ بِاٰیٰتِنَا فَھُمْ یُوْزَعُوْنَ یعنی اُس دن

کو یاد کرو جب ہم ہر امت میں سے ایک ایسے گروہ کو جمع کریں گے جو ہماری آیتوں کو جھٹلایا کرتے تھے پھر وہ ترتیب سے کر دیئے جائیں گے" چونکہ اس آیت میں ہر امت سے ایک ایک گروہ زندہ کرنے کی خصوصیت ہے اس لیے یہ دن قیامت کا روز تو نہیں ہوسکتا کیونکہ قیامت میں تو سب کے سب زندہ کئے جائیں گے اور کوئی باقی نہ رہے گا جیسا کہ پندرہویں پارے کے اٹھارہویں رکوع میں فرمایا ہے وَحَشَرْنٰهُمْ فَلَمْ نُغَادِرْ مِنْهُمْ اَحَدًا یعنی ہم سب کو اُس روز جمع کریں گے پس اُن میں سے کسی ایک کو نہ چھوڑیں گے" اس سے معلوم ہوا کہ جس میں کل لوگ زندہ کئے جائیں گے وہ دن اور ہے اور جس میں بعض لوگ زندہ ہونگے یہ دن اور ہے اور یہی یوم رجعت ہے۔

پیغمبرِ اسلام کا فرمان ہے کہ اس امت میں وہ سب باتیں ہونگی جو گذشتہ امتوں میں ہوتی رہی ہیں" قرآن میں احادیث میں پچھلی اُمتوں کے بہت سے واقعات بیان

ہوئے ہیں جو مثل رجعت کے ہیں حضرت حزقیل کا گزر ہڈیوں کے ایک ڈھیر کی طرف ہوا جو عرصہ دراز سے پڑی ہوئی تھیں اور اُن لوگوں کی تھیں جو ہزاروں کی تعداد میں طاعون کے خوف سے بھاگے تھے اور اک آواز غیبی پیدا ہوئی تھی جس سے سب ہلاک ہوگئے تھے حضرت حزقیلؑ نے دعا کی حکم ہوا کہ چلّو میں پانی لے کر ان پر چھڑکو حضرت پانی چھڑک رہے تھے اور مردے زندہ ہوتے چلے جاتے تھے یہ واقعہ نوروز کے دن کا تھا" حضرت موسیٰؑ ستر آدمیوں کا انتخاب کر کے کوہ طور پر لے گئے ان سب پر بجلی گری اور ہلاک ہوگئے پھر حضرت کی دعا سے زندہ ہوئے مدت تک زندہ رہے نکاح ہوئے اولاد ہوئی اور پھر اپنی موت سے مرے" حضرت عیسیٰؑ کے کتنے معجزے ہیں کہ بحکم الٰہی مردے زندہ کئے جاتے تھے پھر وہ اک زمانہ تک زندہ رہتے تھے" یا اصحاب کہف تین سو نو برس تک غار میں سوتے رہے گویا کہ مردہ پڑے رہے پھر اُٹھائے گئے پھر سو رہے اس طرح کہ دیکھا جائے تو یہ سمجھ میں آئے کہ جاگ رہے ہیں پیغمبرؐ اسلام کے زمانہ

میں چونکے پھر سو گئے اور اب اُس وقت جاگیں گے جب حضرت حجت علیہ السلام کا ظہور ہوگا حضرت ارمیّا یا حضرت عُزیرؑ سو برس تک مردہ رہے جب اہل وعیال سے جدا ہوئے تھے تو پچاس سال کا سن تھا بیوی حاملہ تھیں، لڑکا پیدا ہوا جب زندہ ہو کر آئے تو خود پچاس برس کے تھے اور بیٹا سو سال کا'' ذوالقرنین ایک دفعہ پانچ سو برس مردہ رہے پھر زندہ کئے گئے دوسری مرتبہ پھر پانچ سو سال مردہ رہے پھر زندہ ہو کر آئے اور ساری دنیا کے بادشاہ ہوئے'' حضرت جرجیس پیغمبر چار دفعہ قتل کئے گئے بادشاہ کے حکم سے ان کے سر میں آہنی میخیں ٹھوکی گئیں پارہ پارہ کر کے کنوئیں میں ڈال دیا میکائیل نے آواز دی صحیح سالم باہر آ گئے پھر آگ میں جلائے گئے راکھ ہو گئے اور بقدرت خدا زندہ ہوئے پھر اُن کے دو ٹکڑے کر کے دیگ میں پکایا لیکن اُٹھ کھڑے ہوئے ہر مرتبہ زندہ ہو کر تبلیغ رسالت کی پھر قتل ہوئے بالآخر ظالموں پر عذاب آ گیا'' بنی اسرائیل میں ایک جوان بےقصور قتل کر دیا گیا قاتل کا پتہ نہ لگتا تھا حکم الٰہی ہوا کہ ایک گائے ذبح کر کے اُس کا کوئی ٹکڑا لاش پر مارو یہ زندہ ہو کر اپنے قاتل کا نام بتا دے گا چنانچہ یہی ہوا اور مقتول زندہ ہونے کے بعد ایک سو تیس سال زندہ رہا یہ سب رجعت کی واضح مثالیں ہیں اور دنیا کے اندر جو دارِ تکلیف ہے ایک بار سے زیادہ مرنے جینے کے واقعات ہیں رجعت میں بھی کچھ لوگوں کے لیے زندگی اور موت ہے'' روز قیامت بارگاہ الٰہی میں کفار یہ شکایت کریں گے کہ اے ہمارے پروردگار تو نے ہم کو دو مرتبہ مارا اور دو مرتبہ زندہ کیا اب ہمیں اپنے گناہوں کا اقرار ہے تو کیا اس وقت یہاں سے نکلنے کا بھی کوئی راستہ ہے۔ **رَبَّنَا اَمَتَّنَا اثْنَتَيْنِ وَاَحْيَيْتَنَا اثْنَتَيْنِ فَاعْتَرَفْنَا بِذُنُوْبِنَا فَهَلْ اِلٰى خُرُوْجٍ مِّنْ سَبِيْلٍ**

اب اس کے بعد سال بھر کے بعد میں آپ سے ملوں گا لیکن ایک بات کہتا ہوں، آپ بھی سلامت رہیں؟ بچے بھی سلامت رہیں، بس ایک سال امامؑ کا صدقہ نکال کر

دیکھو کہ تمھیں کیا ملتا ہے آئندہ سال پوچھوں گا اور انتظار، ایسا انتظار جو کار آمد ہو، یہ نہیں کہ آپ نے مجھے بلایا اور میں نے آپ کو خط لکھا کہ صاحب میں آرہا ہوں مجھے ذرا ائیر پورٹ سے لے لیجئے گا۔ آپ نہیں آئے، میں گھر میں پہنچا دیکھا آپ سو رہے ہیں۔ میں نے اٹھایا بھئی یہ کیا، لینے کیوں نہیں آئے؟ آپ نے کہا لینے کیا، ہمیں پتہ تھا کہ آپ آرہے ہیں۔ تو۔ بس لیٹ کے سو گئے انتظار میں کہ آنا تو ہے ہی اور لیجئے آپ آ گئے۔ اور دوسرے کو خط لکھا وہ خود بھی آیا دس پانچ افراد کو لے کر جلوس کی شکل میں آیا۔ ساتھ عزت کے گھر لے گیا۔ تو انتظار دو طرح کا ہے۔ ایک یہ ہے کہ انتظار کر رہے ہیں اور پڑے سو رہے ہیں۔ اور ایک یہ انتظار کہ تیاری ہو رہی ہے۔ لینے جانا ہے۔ تو کون سا انتظار؟ وہ انتظار کہ فرمایا رسولؐ خدا نے کہ ۲۳ رمضان کو شبِ قدر میں رات کو اعمال کرنا، ظہور سے قریب کی بات ہے۔ لیکن جب صبح آئے تو گھر کے دروازوں کو بند کر لینا۔ گھر سے باہر نہ نکلنا۔ ۲۳ ر رمضان۔ کس رمضان میں، جس رمضان میں ایک ہی مہینے میں چاند گرہن بھی اور سورج گرہن بھی ایک ساتھ پڑ جائیں۔ سورج گرہن پہلے پڑے، چاند گرہن بعد میں پڑے جبکہ چاند گرہن پہلے ہوتا ہے اور سورج گرہن بعد میں ہوتا ہے۔ حساب الٹ جائے گا اور آدمؑ سے لے کر اب تک ایک مہینے میں دونوں گرہن اس طرح نہیں پڑے ہیں جب ایک ہی رمضان میں دونوں گرہن ایک ساتھ پڑ جائیں تو اس مہینے کو شبِ قدر میں رات کو اعمال کر کے صبح کو گھر سے باہر نہ نکلنا۔ اور جب صبح ہو تو کانوں میں انگلیاں ڈال لینا۔ فرش پر لیٹ جانا۔ شیشے کی چیزوں سے دور رہنا۔ اور انتظار کرنا ایک ایسا دھماکہ ہوگا کہ اگر کان کھلے رہ گئے تو کان کے پردے پھٹ جائیں گے۔ انسان بہرے ہو جائیں گے۔ یہ ہے عالمی جنگ کی خبر جو دنیا میں تباہی لائے گی اور پیغمبرؐ کہتے ہیں کہ اس دھماکے کے ۴ ر مہینے کے بعد انتظار کرنا کہ مہدیؑ آنے والا ہے۔ تیاری۔ تیاری۔ اب دیکھئے کہ لوگ کہتے ہیں کہ عدل و انصاف کی فضا

کو کارگر بنانے کے لیے حکومتیں حاصل کریں اور جب امامؑ آئیں تو حکومت اُن کے حوالے کر دیں۔ ایران کی حد تک تو صحیح ہے اس لیے کہ روایتوں میں ہے کہ ایران کے تین ٹکڑے ہو جائیں گے۔ علاماتِ ظہور میں ہے کہ صرف خراسان میں شیعہ سمٹ کر رہ جائیں گے لیکن عجیب بات یہ ہے کہ گفتگو میں جھنڈوں کا ذکر ہے۔ زرد جھنڈے، سبز جھنڈے، سرخ جھنڈے، لیکن جس لشکر کی خبر ہر امام، ہر راوی نے دی ہے کہ خراسان سے جو جھنڈے آئیں گے وہ سیاہ جھنڈے ہوں گے۔ خراسان سے بارہ ہزار سیاہ جھنڈے برآمد ہونگے۔ یہی لشکر سیاہ جھنڈوں والا جائے گا مہدیؑ کی نصرت کے لیے۔ سرخ جھنڈے، زرد جھنڈے، نیلے جھنڈے، سبز جھنڈے، ہر جھنڈے کا ذکر ہے، سوال یہ ہے کہ ایران کے جھنڈے کالے تو نہیں ہیں۔ بھئی یہ سیاہ جھنڈے کیوں۔ یہ نیلا جھنڈا تو صحیح ہے، سرخ تو صحیح ہے۔ امریکا کا نیلا جھنڈا، ٹھیک ہے سعودی عرب کا سبز جھنڈا۔ یہ ملکوں اور قوموں کے جھنڈوں کے رنگ بتا دیئے گئے۔ یوں آئیں گے اور حملہ کریں گے۔ روس چین پر حملہ کرے گا، ایران تُرکی پر حملہ کرے گا۔ چین ہندوستان پر حملہ کرے گا۔ سید حسنی جب ایران سے چلیں گے تو ملتان کو قبضے میں کر لیں گے، ملتان سے مکران جائیں گے، مکران سے بلوچستان جائیں گے۔ وہاں سے بصرے پہنچیں گے۔ سمندر کے کنارے کنارے چلیں گے۔ ایران سے لے کر مکران اور بلوچستان کا سارا علاقہ اور بصرے تک فتح کرتے چلے جائیں گے اس طرح سیّد حسنی پورا ملک مہدیؑ کے حوالے کریں گے یہ سب ٹھیک ہے لیکن یہ جھنڈے کالے کیوں؟۔ اب رسولؐ خدا کی حدیث سنئے گا فرماتے ہیں کہ مدینے میں شبِ عاشور کو وہ ہوں گے اور جب عاشور کی صبح آئے گی تو اسی صبح کو ظہور ہو جائے گا۔ ارے عاشور کا دن ہوگا کہ امام کا لشکر اپنے اپنے علم اٹھائے ہوئے نکل رہا ہوگا خبر ملے گی کہ مہدیؑ آ گئے سارے علم مڑ جائیں گے مہدیؑ کی طرف ماتم کرتے ہوئے۔ سمجھ گئے نا آپ! عاشور کے دن ظہور

ہے۔ شیعہ سنّی سب نے لکھا ہے کہ عاشور کی صبح۔ نصف شب سے لے کر نماز صبح کے درمیان میں مہدیؑ آ جائیں گے اور آ کر خانۂ کعبہ کی دیوار سے پشت لگا کر آواز دیں گے انا حجۃ اللہ فی الارض۔ اس زمین کے لیے حجت میں ہوں۔ تو سب سے پہلے عرش سے جبرئیل آ جائیں گے۔ ہاتھ پر بیعت کریں گے، پھر اسرافیل، پھر میکائیل۔ پھر اصحابِ کہف۔ پھر ابو دجانہ، مقداد، عمار، ابوذر، سلمان۔ نبیؐ کے اصحاب، ہر امامؑ کے اصحاب آتے جائیں گے، بیعت ہوتی جائے گی۔ یہاں تک کہ الیاسؑ آئیں گے، خضرؑ آئیں گے، یہ انبیاء آتے جائیں گے، بیعت ہوتی جائے گی کہ نمازِ صبح کا وقت آ جائے گا اور عیسیٰؑ کا ظہور ہو جائے گا۔ جب جبرئیل کی آواز آئے گی مہدیؑ کا ظہور ہو گیا، حجتِ خدا آ گیا۔ تو معصوم فرماتے ہیں کہ انسان تین گروہوں میں بٹ جائیں گے۔ ایک گروہ پوری دنیا کا یہ کہے گا یہ کیسی آواز ہے۔ ہنس کر ٹال دیں گے۔ ایک گروہ کہے گا امامؑ آ گئے۔ انھی میں سے کوئی کہے گا آؤ مل کر درخواست دے دیں چھٹی کے لیے کوئی کہے گا۔ فلاں سامان پڑا ہے، تجارت کا سامان پڑا ہے، دکان ہے، بچوں کے لیے یہ انتظام کر دیں، کھانے کے لیے انتظام کر دیں۔ پھر اس کے بعد چلیں۔ یہاں تک کہ شام ہو جائے گی۔ جیسے ہی شام ہوگی شیطان کی آواز آئے گی کہ سفیانی آ گیا۔ اس کی بیعت کرو۔ اب یہ لوگ مخمصے میں پڑ جائیں گے کہ اس میں جبرئیل کی آواز کون سی ہے۔ مہدیؑ کون ہیں۔ سفیانی کون ہے۔

وہ تیسرا گروہ جو آواز سنتے ہی نیت کرے گا جیسے ہی آواز سُنے گا کہ امام آ گئے تو بلند آواز سے کہے گا ''لبیک'' تو ایک قدم یہاں دوسرا قدم امام کے پاس اور چشم زدن میں اپنے آپ کو امام کے پاس پائے گا۔ تین حصوں میں پوری قوم بٹ جائے گی، کوشش کرنا کہ اس گروہ میں ہو کہ فوراً زبان سے لبیک نکلے، کہیں دنیا کے کاروبار کا انتظام نہ کرنے لگنا، امام مہدیؑ کی خبر سن کر۔ ورنہ سفیانی کے لشکر میں پھنس جاؤ گے اور اس کی

پہچان یہ ہے کہ ۷۰ ہزار حرامزادوں کو لے کر آئے گا تو ایسا نہ ہو کہ حرامزادوں کی صف میں شریک ہو جاؤ۔ مہدیؑ کو بھول جاؤ اور جہنم کے دہانے تک پہنچ جاؤ تو بس یاد رکھنا کہ عاشور کو امام آئے گا۔ تو عاشور نہ بھولنا، ماتم نہ بھولنا، عَلم نہ بھولنا، کیا تیاری ہے؟ عزاداری ہے پہچان مہدیؑ تک پہنچنے کی۔ دیکھ لو ساری حدیثوں میں جھنڈوں کا ذکر ہے۔ کالے جھنڈے آ جائیں گے، گویا ہر ملک میں عاشور کا جلوس نکل رہا ہوگا اور خبر آئے گی مہدیؑ آ گئے سارے جلوسوں کے رُخ اِدھر پھر جائیں گے۔ مولا اسی لیے تو ہم کربلا کا منظر لے کر، صف بہ صف علم لے کر نکلتے ہیں۔ آپ کے انتظار میں یہ دیکھئے یہ جو بزرگوں نے انتظار کے سمبلز (Symbols) بنا کے آپ کو دیئے ہیں۔ یہ امام باڑہ ہے۔ ہر مسجد گرا دیں گے۔ کسی حدیث میں نہیں ہیں کہ امام باڑہ گرا دیں گے۔ امام باڑے غلط نہیں بنے۔ مسجدیں غلط بنی ہیں۔ کوفے کی مسجد بھی گر جائے گی۔ اور مسجدِ نبوی بھی حد یہ ہے کہ کعبہ بھی گرے گا اور کعبہ تو اس لیے بھی گرے گا جناب کہ رسولؐ فرماتے ہیں کہ مہدیؑ کے آنے سے نو برس پہلے حج بند ہو جائے گا۔ دنیا کا کوئی آدمی حج کرنے نہ جا سکے گا۔ نبیؐ فرماتے ہیں کہ میں دیکھ رہا ہوں کہ حبش کا عیسائی بادشاہ داخل ہو چکا ہے اور اپنی کدال لے کر کعبے کی بنیادوں کو گرا رہا ہے۔ میرے کان میں اُس حبشی بادشاہ کے کدال کی آواز آ رہی ہے۔ کعبہ گر رہا ہے۔ رسولؐ فرما رہے ہیں۔ تو ظاہر ہے جب گر ہی جائے گا تو بنیاد سے اُکھاڑ کر پھر بنائیں گے اُسے۔ تو جہاں کعبہ گر جائے اور کعبے کے مقابلے میں امام باڑوں کی ایک اینٹ نہ گر سکے۔ حق بنے ہیں امام باڑے۔ کیوں؟ اس لیے حق بنے ہیں کہ بزرگوں نے جب امام باڑہ بنایا تو ایک حصہ اوپر بلند کر کے اس کا نام رکھا اودھ کے نوابوں نے اس کا نام رکھا ''شہ نشین'' امام باڑے میں ایک حصہ الگ کرسی دے کر کہا ''شہ نشین''۔ شہ کے معنی بادشاہ، نشین کے معنی بیٹھنے کی جگہ۔ یہ خالی جگہ اس لیے بنائی ہے کہ کسی بادشاہ کو آنا ہے۔

بادشاہ کے بیٹھنے کی جگہ۔ یہ بلند مقام۔ یہ پٹکے پنجے یہ اس بات کے آثار ہیں اور یہ سجاوٹ یہ بتا رہی ہے کہ کسی کو تشریف فرما ہونا ہے تو مولا آئیں گے شہ نشینیں کھلی ہوئی ہیں آپ کے انتظار میں۔ مسجد میں کہاں کوئی جگہ مقرر ہے؟ کہ وہ آئیں گے۔ ہر آدمی تو سر پر عمامہ باندھ کے خود آجاتا ہے۔ تو اس کو اپنی جگہ کی فکر ہے وہ امامؑ کی جگہ کیا بنائے۔ عزاداروں کو سمجھو کہ یہاں فرش پر بیٹھے ہیں وہاں جگہ خالی رکھی ہے۔ وہاں نہیں بیٹھتے۔ وہ امام کی جگہ ہے۔ ارے تہذیب عزاداری کو سمجھو۔

تو بس ایسے میں جب سفیانی خروج کرے اور بارہ ہزار کا لشکر جب مدینے کو تباہ کرنے جائے مسجد نبوی میں گھوڑے باندھے جائیں۔ روضوں کو گرایا جائے۔ بے ادبی ہو، عورتوں کی بے حرمتی ہو۔ بارہ ہزار کا لشکر جب عاشور کے دن واپس آرہا ہو تو مکے میں خبر آئے گی کہ سفیانی کا بارہ ہزار کا لشکر زمین میں دھنس گیا۔

یہ بڑی نشانی ہوگی مہدیؑ کے ظہور کی۔ بارہ ہزار کا لشکر زمین پھٹے گی اور دھنس جائے گا۔ پورے لشکر میں دو بھائی بچیں گے۔ وہ دو بھائی جو بچیں گے ان کا چہرہ پھر جائے گا یعنی فرشتہ جب ضرب مارے گا تو دونوں کا منہ پھر جائے گا۔ ایک بھائی دمشق جائے گا جو جا کر سفیانی کو خبر دے گا دوسرا بھائی مکے پہنچے گا اور امام مہدیؑ کو خبر کرے گا کہ لشکر دھنس گیا، جیسے ہی امامؑ کو خبر ملے گی کہ لشکر دھنس گیا۔ اعلان کر دیں گے کہ ظہور ہو گیا اور اس کے بعد جہاد کا آغاز۔ بتا چکا کہ جہاد کیسے کیسے ہوگا۔ جب امام فتح کر کے مدینے میں واپس آئیں گے تو مسجد کی تعمیر ہو رہی ہوگی۔ مسجد اپنی صحیح حالت پر دوبارہ بن رہی ہوگی کہ امام مہدیؑ روضۂ رسولؐ میں داخل ہونگے اور داخل ہو کر دو قبروں کو کھدوائیں گے اور کہیں گے کہ اے غاصبانِ حقِ زہراؑ اُٹھو یہاں سے۔ نکلو یہاں سے۔ لیکن لاشیں جب نکالی جائیں گی تو صحیح و سالم ہونگی جسم خراب نہیں ہوئے ہونگے۔ کفن ویسے ہی ہونگے۔ صاف ستھرے کہ جیسے ابھی دفن کیا گیا ہے۔ یہاں سے لوگوں کے شکوک

شروع ہوجائیں گے۔ یہ کیا۔ یہ تو معجزہ ہے۔ ہم کیا کر رہے تھے، یہ کیا نظر آیا امام مہدیؑ خاموش ہونگے ۔ امام مہدیؑ ان دونوں لاشوں کو ایک خشک درخت پر لٹکا دیں گے۔ جیسے ہی وہ لاشیں خشک درخت پر لٹکائی جائیں گی۔ درخت ہرے بھرے ہوجائیں گے۔ پتیاں نکل آئیں گی، پھول کھلنے لگیں گے، پھل آجائیں گے، بس یہ منظر دیکھتے ہی آدھا لشکر مہدیؑ کا کہے گا کہ اب حق سمجھ میں آیا ہم خواہ مخواہ ہی دنیا میں غلط عقیدے میں پڑے تھے۔ یہ تو معجزہ ہے معجزہ جیسے ہی وہ لوگ یہ کہیں گے ذوالفقار نکلے گی اور مہدیؑ کہیں گے یہ اس لیے تھا تاکہ مومن الگ ہوجائیں اور منافق الگ ہوجائیں۔

رسولؐ کے دور میں جو لا اِلٰہ کہہ دے لشکر میں آجاتا تھا لیکن ساٹھ برس میں حسینؑ نے بتایا کہ اب ہر لا اِلٰہ کہنے والا لشکر میں نہیں لیا جائے گا۔ چراغ بجھتا ہے جاؤ۔ جاؤ۔ جاؤ۔ وہ ٹھہرے جو سچا ہو۔ تو اب مہدیؑ آ گیا اب لا اِلٰہ والوں کی ضرورت نہیں ہے، اب سلمان جیسے، ابوذر جیسے، اب قنبر جیسے، اب کمیل جیسے، اب میثم جیسے چاہئیں، ہر ایک کی ضرورت نہیں ہے ہم خود کافی ہیں۔ اگر ہمارے ساتھ رہنا ہے تو عقیدے درست کرو۔ وہیں واپس لے جائیں گے۔ شبِ عاشور کے منظر کی طرف۔ جب ذوالفقار کھینچیں گے تو کہیں گے اب دیکھو تم سب کے قتل کا وقت آ گیا تو تازیانہ نکال کر جیسے ہی تازیانوں کی ضربیں لگائیں گے۔ تو وہ دونوں جو درخت پر لٹکے ہونگے آنکھیں کھول کر مہدیؑ کو دیکھیں گے جیسے ہی مہدیؑ کو دیکھیں گے امام مہدیؑ یہ کہیں گے کہ معلوم ہے کس بات کی سزا ہے یہ؟ زہراؑ کے گھر کا دروازہ جلانے کی سزا، علیؑ کے گلے میں رسّی باندھنے کی سزا، زہراؑ کے پہلو پر تازیانہ مارنے کی سزا۔ ہاں ہاں بیٹا سزا دے گا جو دادی پر ظلم ہوا ہے۔ اس لیے منصور نام ہے، دوسری تقریر کا یہ جملہ یاد کیجئے کہ میں نے کہا تھا کہ جب آخر وقت رسولؐ نے کہا تھا کہ کیا تم زہراؑ اس بات پر خوش نہیں کہ علیؑ تمھارا شوہر ہے، کیا اس بات پر خوش نہیں کہ حسن حسینؑ تمھارے بیٹے ہیں؟ فاطمہؑ

خاموش رہیں۔ جب آخر میں رسولؐ نے کہا کہ مہدیؑ تمھاری نسل میں آئے گا تو فاطمہؑ مسکرادیں۔تو آج کے لیے زہراؑ مسکرائی ہیں۔اس لیے کہ مرتے دم تک کسی نے فاطمہؑ کو مسکراتے نہیں دیکھا۔ مہدیؑ نام ہے فاطمہؑ کی ایک مسکراہٹ کا۔ تازیانے لگائے جائیں گے۔ زندہ کیا جائے گا انھیں تاکہ سزا کا احساس ہو۔اس کے بعد ان کی لاشوں کو جلا کر اُن کی راکھ کو ہوا میں اُڑا دیا جائے گا۔ پھر اس کے بعد ہر دشمنِ اہلِ بیتؑ کو زندہ کیا جائے گا۔زندہ کر کے اس کو سزا دی جائے گی۔ کسی عورت کو زندہ کیا جائے گا۔اس بات پر نہیں زندہ کیا جائے گا کہ امام سے جنگ کیوں کی تھی بلکہ اس بات پر سزا دی جائے گی کہ رسولؐ کی بیوی ماریہ قبطیہ کے یہاں جب بیٹا پیدا ہوا تھا تو یہ الزام لگایا تھا کہ یہ بیٹا رسولؐ کا نہیں ہے تو یہ اِس بات کی سزا ہے کہ اگر کوئی منکوحہ عورت پر زنا کا الزام لگائے تو اس کو کوڑے لگائے جاتے ہیں۔

مقبول احمد صاحب نے قرآن میں اس واقعے پر آیت سے استدلال دیا ہے کہ جس عورت نے ماریہ قطبیہ پر الزام لگایا تھا اس کو کوڑوں کی سزا ملے گی۔تو بس پھر مہدیؑ کی حکومت کا دور شروع ہو جائے گا۔ سزائیں ملیں گی ہر مومن سے کہا جائے گا جس جس نے تمھیں اذیت پہنچائی دشمن سے انتقام لے لو، مومن کو بھی زندہ کیا جائے گا اس کے دشمن کو بھی زندہ کیا جائے گا، دشمن سے انتقام لیا جائے گا اور مار دیا جائے گا۔ مومن امام کی حکومت میں زندہ رہے گا۔ آرام یہ کہ اقتصادی پریشانیاں نہیں ہوں گی۔ سب کو برابر برابر دولت تقسیم کر دی جائے گی۔ امام حکم دیں گے جہاں جہاں زمین خالی پڑی ہے۔ مکان بنالو، جتنی چاہے زمین لے لو، زمین کی کوئی رقم نہیں لی جائے گی۔ بڑی بڑی سڑکیں، ایک ایک سڑک سو گز چوڑی ہوگی۔ سواریوں کی آسانیاں ہو جائیں گی۔ جہاں مومن چاہے گا زیارت کے لیے پہنچ جائے گا۔ امام کی حکومت پوری دنیا پر ہو جائے گی۔ایسے میں ستر برس گذر جائیں گے۔ایک ایک دن ایک ایک سال کے برابر

ہوگا۔ جانے وہ ستر برس کتنے ہزار برس کے ہونگے کہ سکون کی زندگی گذر رہی ہوگی کہ اصفہان سے دجّال خروج کرے گا۔ یہ دجّال وہ ہے کہ جو ایک جزیرے میں قید ہے اور رسولؐ کے حکم سے قید کیا گیا تھا۔ وہ یہودی، وہ کفار وہ مشرک جو صحراؤں میں چھپ گئے تھے جب یہ آئے گا تو اس کی سواری پر میوزک کی آواز گونجتی ہوگی۔ اور وہ کھانا پانی لے کر آئے گا۔ یہ تمام لوگ دجّال کی آواز پر نکل آئیں گے۔ اس لیے مومن نہیں بہکیں گے کہ میوزک پر پابندی لگ چکی ہوگی۔ دجّال کے لیے دو روایتیں ہیں اہلسنت کہتے ہیں، دجّال کو عیسیٰ قتل کریں گے اور آپ کہتے ہیں کہ دجّال کو بھی امام مہدیؑ ہی قتل کریں گے۔ دجّال کے قتل کے بعد پھر سکون ہو جائے گا۔

وہ یہودی جو چھپ جائیں گے، راہوں میں جنگلوں میں صحراؤں میں۔ سازشیں کر رہے ہونگے ان کی سازش ابھی جاری ہوگی اس لیے کہ شیطان زندہ ہے ابھی شیطان نہیں مرا ہے۔ عدل و انصاف سے دنیا بھر چکی ہے۔ مگر ابھی شر موجود ہے اس شر کو ختم کرنے کے لیے اللہ نے رجعت کا عمل رکھا کہ ظہور کے بعد رجعت ہے اور مہدیؑ کے آخری برسوں میں رجعت شروع ہو جائے گی۔ رجعت کے معنی یہ ہیں کہ رسولؐ کو آنا ہے، رسولؐ کے ساتھ جناب خدیجہؑ، جناب فاطمہؑ اور گیارہ اماموں کو واپس آنا ہے۔ علیؑ فرماتے ہیں کہ ایسے میں صفا کی پہاڑی سے دابتہ الارض نمودار ہوگا۔ جس کے ہاتھ میں عصا ہوگا اور وہ چلتا جائے گا اور پیشانیوں پر لکھتا جائے گا کہ یہ مومن ہے یہ کافر ہے، یہ مومن ہے۔ جب دابتہ الارض آجائے گا تو سمجھ لو فیصلے کا دن آگیا۔ صحابہ نے پوچھا یا علیؑ دابتہ الارض کون ہے۔ زمین پر یہ چلنے والا کون ہے۔ کہا دابتہ الارض میں ہوں۔

سب سے پہلے رسولؐ خدا کے ساتھ رجعت کریں گے امام حسینؑ۔ تقریر کے آخری حصے موضوع تمام نہیں ہوا اس لیے کہ ہمیں عالمی ادب سے بھی مہدیؑ کو پیش کرنا تھا کہ ادب مہدیؑ کے بارے میں کیا کہتا ہے۔

مجذوبِ فرنگی نے بہ اندازِ فرنگی
مہدیؑ کے تخیل سے کیا زندہ وطن کو

اقبالؔ نے اپنے کلام میں بار بار مہدیؑ پر گفتگو کی۔ یہاں بھی وہ یہی کہتے ہیں۔ کون مجذوب۔ مجذوبِ فرنگی کہتے ہیں نٹشے (Netshey) کو۔ نٹشے نے اپنے عہد میں جرمنی میں پیغام دیا تھا کہ مہدیؑ آنے والا ہے اقبالؔ کہہ رہے ہیں جرمن فلسفی تو کہے اپنے ملک والوں سے کہ مہدیؑ آنے والا ہے اور تم۔

اے وہ کہ تو مہدیؑ کے تخیل سے ہے بیزار
نومید نہ کر آہوئے مشکیں سے ختن کو

ختن جہاں ہرن پایا جاتا ہے اور اس کے نافے میں مشک ہوتا ہے۔ ختن میں رہنے والوں کو مایوس کر رہا ہے۔ جہاں مہدیؑ موجود ہے اور تو کہہ رہا ہے کہ مہدیؑ کو نہیں آنا۔ تو یہ باتیں کبھی اور پیش کریں گے۔

جیسے ہی کعبے میں بیعت ہوگی تو منصور ملک چار ہزار ملائکہ کے ساتھ آ کر بیعت کرے گا۔ رسولؐ فرماتے ہیں کہ جس دن حسینؑ کی شہادت ہوئی۔ منصور ملک چار ہزار فرشتوں کو لے کر حسینؑ کی لاش پر آیا اور اس نے اللہ سے کہا کہ اب یہ فرشتے واپس جانے کو تیار نہیں ہیں تو انہیں حکم ہوا قیامت تک قبرِ حسینؑ پر رہو۔ قبرِ حسینؑ پر منصور فرشتہ چار ہزار ملائکہ کو لیے رو رہا ہے مہدیؑ کے انتظار میں۔ اب کیا ضرورت ہے اسلام کے لشکر کی۔ منافقوں کے لشکر کی ضرورت نہیں مہدیؑ کو اب مہدیؑ کی تیغ ہی فیصلہ کرے گی۔

تو رجعت میں سب سے پہلے امام حسینؑ رسولؐ کے ساتھ تشریف لائیں گے اور جب امام حسینؑ آئیں گے تو رسولؐ خدا امام حسینؑ کو پرچم دے کر ہندوستان بھیجیں گے۔ اے حسینؑ تم ہندوستان جاؤ۔ اس لیے کہ پوری دنیا میں صرف اس سرزمین نے تم سے محبت کی تھی۔ تمھاری محبت کو تمھاری عزاداری کو زمین سے آسمان تک پہنچانے والے

ہندوستانی ہیں۔ تمھارا انتظار کر رہے ہیں جاؤ حسینؑ وہ سب حسینی ہیں۔ تو پچاس ہزار برس تک حسینؑ کی حکومت رہے گی پھر ایک ایک امام حکومت کرے گا۔ پچاس ہزار برس تک علیؑ کی حکومت رہے گی۔ رجعت کا دور رہے گا۔ رجعت اس لیے ہوگی کہ جیسے ہی امام مہدیؑ کی سواری نکلے گی تو وہ یہودی جو چھپے ہوئے ہونگے وہ سازش کر کے یہ چاہیں گے کہ مہدیؑ کو قتل کر دیں کاظم قزوینی کی کتاب میں لکھا ہے۔ بحارالانوار اور تمام علماء نے لکھا کہ سعیدہ نامی یہودی عورت ہوگی کہ جس کے چہرے پر داڑھی نکلی ہوگی وہ عورت امام مہدیؑ سے دشمنی کرے گی امام کی سواری نکل رہی ہوگی کہ ولی عصرؑ پر ایک بڑا پتھر چھت سے پھینکا جائے گا۔ جس کی ضرب سر پر لگتے ہی۔ میرے امام کی شہادت ہو جائے گی۔ جیسے ہی مہدیؑ کی شہادت ہوگی سارے آئمہ آگے بڑھیں گے رسولؐ خدا ایک چیخ ماریں گے اپنے فرزند کے لاشے کو دیکھ کر پکار کر کہیں گے۔ کون دفن کرے گا۔ میرے لعل کو؟ ایک ایک امام آگے بڑھے گا اور مہدیؑ کی لاش کو دیکھ کر چیخ مار کر پیچھے ہٹ جائے گا لیکن جیسے ہی حسن عسکریؑ آگے بڑھیں گے حکم الٰہی ہوگا اے میرے حبیب باپ کو بیٹے کے لاشے سے ہٹا لیجیے۔ ایسا نہ ہو کہ عسکریؑ اپنے بیٹے کی لاش کو دیکھ کر غش کھا جائیں۔ رسولؐ کی آواز آئے گی۔ میرے لعل کو کون دفن کرے گا تو تمام علما نے لکھا کہ سب سے آگے آپ کا مظلوم امام، امام حسینؑ آ کے کہیں گے میں ان کی لاش کو دفن کروں گا۔ مہدیؑ کا لاشہ میں اٹھاؤں گا اس لیے کہ میں نے علی اکبرؑ کا لاشہ اٹھایا ہے۔ امام مہدیؑ کو غسل امام حسینؑ دیں گے۔ قبر بنائیں گے۔ امام مہدی کی قبر جہاں رسولؐ خدا کا روضہ ہے وہاں بنے گی اور امام کو دفن کیا جائے گا۔ بس جیسے ہی اس حجت خدا کی شہادت ہوگی تو یہ زمین اور آسمان بدل جائیں گے یکا یک ایک تخت ہوگا اور اس پر رسولؐ بیٹھے ہونگے اور اللہ کہے گا اے میرے حبیب سب سے پہلے جو تم دیکھنا چاہو تمھیں دکھایا جائے تو رسولؐ کہیں گے کہ میں سب سے پہلے خدیجہؑ سے ملنا چاہتا ہوں

فاطمہؑ سے ملنا چاہتا ہوں۔ ساری اولاد سامنے آئے گی ایک ایک بیٹا رسولؐ کے سامنے ہوگا۔ ایک ایک بیٹے کو دیکھیں گے خوشی کا مقام ہوگا کہ ساری اولاد کو ایک جگہ دیکھ رہا ہوں بار بار میرا گھر اُجڑ تا تھا۔ لیکن علما نے لکھا کہ ابھی تمام بیٹوں کو دیکھ رہے ہونگے کہ خدیجہؑ بال بکھرائے ہوئے روتی ہوئی ایک ننھا سا لاشہ لیے ہوئے تخت کے پاس آ کر وہ ننھا سا لاشہ رکھیں گی۔ رسولؐ کہیں گے اے خدیجہؑ یہ کون زخمی بچّہ ہے۔ کس کا بچّہ ہے تو خدیجہؑ رو کر کہیں گی۔ یہ زہراؑ کا لال محسنؑ ہے۔ میری بیٹی بھی زخمی ہے۔ تو بے اختیار رسولؐ تڑپ کر کہیں گے فاطمہؑ خود کیوں نہیں آئیں وہ کیوں یہ لاشہ نہیں لائیں تو خدیجہؑ کہیں گی کہ میری زخمی بیٹی بھی آ رہی ہے لیکن اس کی گودی خالی نہیں ہے۔ اتنی دیر میں زہراؑ آئیں گی ایک اور ننھا سا لاشہ لیے ہوئے، رسولؐ کہیں گے، اے زہراؑ یہ کیا؟ بی بی کہیں گی میرے اصغرؑ کا لاشہ ہے۔

رسولؐ کے پہلو میں ایک طرف محسنؑ کا لاشہ، ایک طرف علی اصغرؑ کا لاشہ، رسولؐ کہیں گے فاطمہؑ جو مظالم ہوئے بیان کرو۔ اللہ سننا چاہتا ہے تو بے اختیار فاطمہ زہراؑ عرشِ الٰہی کو پکڑ کر کہیں گی یا رسولؐ اللہ میں ابھی فریاد نہیں کروں گی اللہ سے کہیئے کہ فاطمہؑ پورا کربلا کا میدان دیکھنا چاہتی ہے پورا خطۂ کربلا عاشور کے دن کا سامنے آئے گا فاطمہؑ پکار کر کہیں گی بابا یہ میرے اکبرؑ کا لاشہ، یہ پامال قاسمؑ کا لاشہ، یہ عباسؑ کے کٹے ہوئے بازو، یہ میرے حسینؑ کا پامال لاشہ، شہزادیؑ کہیں گی کہ بابا میں گواہ بھی بلاتی ہوں۔ اے زینبؑ، آ جاؤ زینبؑ، با حالِ پریشان بیٹی آئے گی اور کہے گی اماں یہ بازو باندھے گئے ایک ننھی سی بچی روتی ہوئی آئے گی دادی گلا دُکھتا ہے، کان زخمی ہیں۔ ہائے حسینا وائے حسینؑ

سید جاوید عباس جعفری

انسانیت کا اُجالا

مکتب تشیع کی تاریخ میں جن لوگوں نے اپنی زندگی ترویج علوم آل محمدؑ علیہ السلام اور ملّت کے نوجوانوں کی دینی اور اخلاقی اصلاح کے لئے وقف کی انکا نام مکتب تشیع کی تاریخ میں سنہری حروف سے لکھا گیا ہے۔ اور بہت کم لوگ ہوتے ہیں جنہیں یہ اعزاز نصیب ہوتا ہے کہ انکی با مقصد زندگی دوسروں کے لئے ایک مثال بن جائے اور لوگ انکو اپنا آئیڈیل بنالیں عہد حاضر میں ملّت کے تعلیمی وفکری انحطاط اور پستی کا مشاہدہ یوں تو دُنیوی ودینی علوم وفنون کے تمام ہی شعبوں میں کیا جاسکتا ہے۔ مگر ان تمام علوم میں بہتر علم، علم دین ہے کیونکہ علم دین کا تعلق ہماری روحانی زندگی سے ہے آخرت ونجات ہے اسی پر ہماری تمام زندگی موقوف ہے۔ حضرت امام محمدؑ باقر علیہ السّلام نے فرمایا جو شخص دین سے علم حاصل کر کے مستفید ہوتا ہے وہ ستر ہزار عابدوں سے بہتر ثواب حاصل کرتا ہے۔ حضرت امامؑ موسیٰ کاظم علیہ السّلام نے فرمایا جاہل شیعوں کو جہالت سے بچانے والا ایک عالم فقیہ، ہزاروں عابدوں سے افضل ہے۔ کیونکہ عابد صرف اپنی نجات کی کوشش کرتا ہے اور عالم خود اور دوسرے بندگان خدا کو شیطان کے دھوکے اور مکروفریب سے محفوظ رکھتا ہے۔ امام کے فرمان کے مطابق علم سکھانے والے علماء بھی شفاعت کا باعث ہونگے اور لاکھوں لوگوں کی شفاعت کریں گے علم دین ہم تک آئمہ طاہرین کے ذریعہ ہی پہنچا

یہی وہ وارثان قرآن ہیں کہ جنہوں نے ہم کو جہالت کی تاریک وادیوں سے نکال کر علم کی روشنیوں سے ہمارے دلوں کو منور کیا ہے اور صراط مستقیم کی شاہراہ پر رواں کر دیا ہے اور اسکے باوجود کہ حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی شہادت کے بعد امام اول باب مدینۃ العلم حضرت علی علیہ السلام سے لیکر بارہویں امام مہدی علیہ السلام کی غیبت تک جو ظلم وستم ان پر اور ان کے ماننے والوں پر ڈھائے گئے اور آج تک ڈھائے جا رہے ہیں۔ ایسے علماء، خطباء اور شعراء ہمارے درمیان موجود رہے ہیں اور موجود ہیں کہ جنہوں نے قرآن حدیث اور اقوال آئمہ علیہ السلام کو بہت خوبصورت انداز سے دنیا کے سامنے پیش کیا ہے جو ایک معجزہ سے کم نہیں ہے۔

عہد حاضر میں اس بات کی ضرورت شدت سے محسوس ہو رہی ہے کہ علماء خطباء و شعراء حضرات اپنے قلم وزبان کی طاقت ادھر اُدھر کے موضوعات میں صرف کرنے کے بجائے امامت کا حقیقی چہرہ آشکار کریں۔ میرے خیال میں تو چند لوگ ہی یہ کام کر رہے ہیں اور ان میں سب سے نمایاں نام جناب ضمیر اختر نقوی صاحب کا ہے کہ جن کے عقائد اور نظریات اہلِ بیتؑ کے نظریے کی نمائندگی کرتے ہیں اور وہ گذشتہ چالیس برس سے مسلسل اپنی زندگی نوجوان نسل کے عقائد و نظریات کو درست کرنے میں بسر کر رہے ہیں سید ضمیر اختر نقوی جنہیں ہم پیار سے ضمیر بھائی کہتے ہیں۔ میری اور ضمیر بھائی کی دنیاوی اخوت کی روداد کئی سالوں پر محیط ہے جو ایک ضخیم کتاب کی صورت میں اسوقت میرے سامنے کھلی ہے اس کی ورق گردانی کرتا ہوں تو کتاب کے ہر ورق پر ایک گلستاں کھلا نظر آتا ہے اخلاص کا گلستاں، محبت کا گلستاں، مہر و شفقت کا گلستاں، قربانی وایثار کا گلستاں، خلوص کی دل موہ لینے والی خوشبوؤں سے معطر اور سدا بہار رنگوں سے آراستہ ہنستا گلستاں، اس گلستاں کے

کس کس پھول کو خیالات کی مالا میں پروؤں اور اس کے کس کس رنگ کو حروف میں آشکار کروں ۔ اجالے کو قید کیا جا سکتا ہے نہ، خوشبوؤں کو زنجیر، کسی محبوب ہستی کے ساتھ یگانگت کا رشتہ جب گہرا اور قوی ہو جائے تو یہ سوال خاصا مضحکہ خیز لگتا ہے کہ اس رشتے کی ابتداء کب ہوئی تھی ایسے موقع پر یہی لگتا ہے کہ اس رشتۂ محبت کا آغاز زندگی کے آغاز کے ساتھ ہی ہو گیا تھا ۔ یہ شاید 1983 کی بات ہے کہ جب ضمیر اختر نقوی صاحب سے بالمشافہ ملاقات ہوئی جب یہ ہمارے ہی محلے میں قیام پذیر تھے ۔ انکی شفیق شخصیت میں ایسا سحر تھا کہ مصافحہ اور معانقہ کرتے ہی دل کے دریچے وا ہو گئے اور میں پہلی نگاہ ہی میں گھائل ہو کر رہ گیا ۔ دھان پان سی شخصیت کے مالک ضمیر بھائی کی آنکھوں میں مجھے ایمان اور مومنانہ حیا کی ایسی چاندنی کھلی نظر آئی اور انکے چہرے پر خلوص و محبت سے معمور انسانیت کا اجالا میں نے اسطرح

بکھرا ہوا دیکھا کہ مجھے یہی محسوس ہوا کہ میرا دل خود بخود منور ہو گیا ہے میں بھی اس اجالے میں پہلی دفعہ داخل ہوا تھا ۔ سوچتا ہوں کہ کتنا تھوڑا وقت گزرا ہے اس اجالے میں کہ جیسے پیاسے کو سمندر کے پانی سے محض چند قطرے لیکن یہ قطرے بھی کتنے فرحت بخش ہیں ۔ طمانیت کے گہرے احساس کے ساتھ محبت اور عقیدت کا یہ تعلق جس نے مجھے یہ سوچنے پر مجبور کر دیا ہے کہ قوموں کے اپنے وجود کا اظہار اپنی شخصیتوں سے ہوتا ہے ۔ جنہیں قدر و منزلت اور عزت و احترام سے نوازا جاتا ہے یہی وہ لوگ ہیں جو انسانوں کو مایوسیوں کی اندھی کھائیوں سے نکال کر عمل و یقین کی روشن بلندیوں تک لیجاتے ہیں ۔ کثیر الجہت شخصیت کے مالک ہمارے ضمیر بھائی کہ جن کی شخصیت کا احاطہ کوئی ایک لکھنے والا کر بھی نہیں سکتا کیونکہ انکی شخصیت کے کئی حوالے ہیں اور ہر حوالہ معتبر ہے میرے ذہن میں جو تصویر مشاہدے کے بعد ضمیر

بھائی کی واضح ہوئی کہ وہ ایک عزم، ایک مشن ایک مکتب فکر، ایک تحریک اور ایک عہد کا نام ہیں۔ وہ ہر روپ میں دلفریب شخصیت کے حامل فرد نظر آتے ہیں وہ اپنی نجی زندگی میں کسی دورنگی کے قائل نہیں ہیں ہر بات واضح، دوٹوک، مدلل اور غیر جذباتی کرتے ہیں انکی طویل علمی، ادبی، مذہبی خدمات کا ایک زمانہ معترف ہے ایسے ہی نام تاریخ کا جھومر ہوتے ہیں۔ ہم مسلسل دیکھ رہے ہیں کہ ضمیر بھائی کے پاس نہ تو جاگیر ہے نہ زمین نہ سرمایہ نہ اقتدار لیکن وہ اسکے باوجود بے حد تونگر اور بے حد سخی واقع ہوئے ہیں انکی حیات کا ایک ایک لمحہ ہم جیسوں کی کی عمروں پر محیط ہے۔ بین الاقوامی شہرت کی حامل ایک قد آور اور نامور شخصیت کے مالک ہوتے ہوئے بھی میں نے انکے مزاج میں طرحداری نہیں دیکھی زیادہ تر سفید لباس اور اوپر سے شیروانی ہی پہنتے دیکھا ہے شیروانی انہیں اسطرح سجتی ہے کہ جیسے انہی کی قامت زیبا کے لئے تخلیق ہوئی ہے۔ ضمیر بھائی کی روزمرہ کی مصروفیات اور شب و روز کے معاملات کا میں کئی برس سے مشاہدہ کررہا ہوں وہ صبح سے شام تک بلکہ رات گئے تک یا تو مطالعہ کررہے ہوتے ہیں یا پھر قوم کے لئے کسی نئی کتاب کی تخلیق اور کچھ ناگزیر مصروفیتیں ایسی بھی ہیں جو وہ کسی سے بانٹ بھی نہیں سکتے اور کئی غیر ضروری کام بھی ہوتے ہیں جو لوگ انہیں سونپ کر اپنی ذمہ داریوں کا بوجھ ہلکا کر لیتے ہیں۔ اتنی اعصاب شکن اور تھکا دینے والی مصروفیات کے باوجود انکی پیشانی پر میں نے کبھی شکن نہیں دیکھی۔ ضمیر بھائی کی ساری زندگی لفظوں کی رفاقت میں گذری ہے چاہے وہ تحریر ہو یا تقریر زندگی کے ہر مرحلے پر یہ لفظ ضمیر بھائی کے وفادار دوست اور رفیق بن کر رہے ہیں۔ ضمیر اختر نقوی ایک فرد کا نہیں ایک اسلوب حیات کا نام ہے۔ اس اسلوب حیات کے لئے اگر ایک لفظ کا انتخاب کیا جائے تو وہ سوائے

عبادت کے کوئی دوسرا لفظ نہیں ہوسکتا کیونکہ عبادت حسن نیت بھی ہے اور حسن عمل بھی اور ضمیر بھائی کی زندگی حسن نیت اور حسن عمل کا بہترین امتزاج ہے۔ زندگی کے عام معمولات انجام دینے میں بھی ضمیر بھائی ایک منفرد انداز رکھتے ہیں جس میں وضع داری اور شائستگی و وقار کو درجہء کمال حاصل ہے۔ لکھنوی تہذیب سے تعلق رکھنے والے ضمیر بھائی کے رہن سہن میں نشست و برخاست میں رویوں میں اور برتاؤ میں خوراک میں لباس میں اور سب سے بڑھ کر بول چال میں بہت رکھ رکھاؤ اور تہذیب پائی جاتی ہے۔ جس میں منکسرانہ وقار کا عنصر غالب ہے اس عنصر سے میں نے انکی گفتگو کو کبھی خالی نہ پایا۔ جب تک وہ قریب رہتے ہیں اپنائیت اور چاہت کی ایک دلاویز خوشبو بکھری رہتی ہے، دوست احباب کی محفل میں انکا طرز گفتگو ہمیشہ ایک سا رہتا ہے فطرت کی مانند سنجیدہ، پھول کی طرح شگفتہ ہلکے پھلکے قہقہوں سے آراستہ شستہ، شائستہ اور باوقار بے ساختگی کے باوجود نپے تلے الفاظ جیسے کسی نفیس مشین سے یکساں وضع کے آبگینے ڈھل ڈھل کر نکل رہے ہوں دوستیاں نبھانے تعلق جوڑنے اور لوگوں کو سمیٹ کر رکھنے کا فن اُنھیں خوب آتا ہے وہ لوگوں کو بکھرنے نہیں دیتے ویسے بھی ضمیر بھائی کے دوستوں، مداحوں اور چاہنے والوں کی کمی نہیں ہے فرش سے عرش تک کے لوگوں میں انکا حلقہء تعارف اور قبیلہء رفاقت دور دور تک پھیلا ہوا ہے ہر ایک چاہتا ہے کہ وہ ان سے ملے وہ ان کے پاس ٹھہریں وطن میں ہوں یا پردیس میں ملاقاتوں کا بھاری بھرکم شیڈول تیار رہتا ہے۔ میں نے محسوس کیا ہے کہ وہ اندر سے کبھی کسی سے خائف نظر نہیں آئے یہ بے خوفی یہ شجاعت یہ اطمینانِ قلب عشق علیؑ کے بغیر کسی طرح ممکن نہیں ہے اللہ تعالی کی ذات اور اہلبیتؑ پر غیر متزلزل ایمان ہی وہ حقیقت ہے کہ جس نے ضمیر بھائی کو خوف، تحریص، ترغیب

لالچ جیسے گھٹیا احساسات وجذبات سے بلند کر دیا ہے میں نے انکی شخصیت میں کبھی تضاد نہیں دیکھا ضمیر بھائی کی شخصیت کا ایک اور نمایاں پہلو انکی ذات میں فکر و عمل کا ہم آہنگ ہونا ہے اسی لئے انکی خطابت بھی بے لاگ اور لگی لپٹی کے بغیر ہوتی ہے کیونکہ لگی لپٹی رکھنا انکی دانش کے بھی خلاف ہے اور دیانت کے بھی جو کہتے ہیں وہ کرتے ہیں انکی فکر، تحریر تقریر میں غیر معمولی ہم آہنگی پائی جاتی ہے وہ ملت کے مفاد میں اپنی رائے کو کبھی دباتے یا چھپاتے نہیں ہیں وہ ہر اس بات کو کہہ دینے کی ہمت رکھتے ہیں جو سچ ہو۔ حکمرانوں، رئیسوں اور اہل شوکت کی دہلیز پر جبیں سائی کو طرۂ امتیاز سمجھنے والوں کے اس پست قد دور میں ضمیر بھائی جیسا غیور درویش ملنا مشکل ہے میں نے کوئی دوسری ایسی شخصیت نہیں دیکھی جو بڑی بڑی پیشکشوں کو اتنی آسانی سے ٹھکرا دے ان ترغیبات کو اتنی آسانی سے ٹھکرا دینے کے سبب وہ کھل کر ہر ایک کی گرفت کرتے ہیں اور اپنی رائے بغیر کسی ذہنی تحفظ کے بیان کرتے ہیں۔ مگر انکی تنقید تخلیق کی زبان میں ہوتی ہے بعض لوگ اُنھیں ہوا کا رخ دیکھ کر چلنے کی نصیحت کرنے لگتے ہیں مگر انکی نظر میں آزادی اظہار کی بھی ایک قیمت ہوتی ہے جو کبھی مخالفتوں سے ادا کی جاتی ہے کبھی ذاتی نقصان سے اور یہی وجہ ہے کہ ضمیر بھائی کے چند مخالفین بھی اِسی آزادیٔ اظہار نے پیدا کئے مگر جو قیمت، ادا کرنے پر آمادہ رہتے ہیں ان سے یہ آزادی اظہار کوئی نہیں چھین سکتا حقیقت یہ ہے کہ ضمیر بھائی نے خطابت کو انڈسٹری اور تجارت کی سطح سے اٹھا کر ایمان اور اصول کے اس گمشدہ معیار پر پہنچا دیا ہے جو آج سے تیس پینتیس برس پہلے کے عظیم خطباء نے قائم کیا تھا جن میں کئی بڑے بڑے نامور علماء اور خطباء کے نام لئے جا سکتے ہیں۔ بہت سی خصوصیات میں سے جو خصوصیت ضمیر بھائی کو اپنے ہم عصروں میں ممتاز کرتی ہے وہ

انکی اصول پسندی ہے انہوں نے جذبات کے آگے ہمیشہ دلیل کو اپنایا انہوں نے بطور خطیب وقتی فائدے اور سستی شہرت کو رد کرتے ہوئے طویل المیعاد منصوبہ بندی کی ہے وہ خطابت میں ادھر اُدھر کی باتوں میں وقت ضائع کرنے کے بجائے اپنے مقصد کے حصول کو مقدم رکھتے ہیں تاکہ جب اس درس گاہ حسینؑ سے کوئی بھی محب حسینؑ اٹھ کر جائے تو اپنے دل میں علم کی ٹھنڈک محسوس کرے قدرت کی عطا کردہ خوبیوں نے ضمیر بھائی کو ایک سحر انگیز خطیب بنایا ہے انکی تحریروں کو دوام بخشا ہے حافظے کے معاملے میں محمدؐ و آل محمدؐ کا ان پر خاص کرم ہے۔ تیز حافظے اور علم کی بدولت سوال کرنے والوں کے جوابات ضمیر بھائی کی نوک زباں پر رہتے ہیں۔ ضمیر بھائی کی مجالس کے موضوعات پر نظر ڈالیں تو ان میں بڑی انفرادیت نظر آتی ہے اور وہ حقیقتاً موضوع کا حق ادا کر دیتے ہیں تقریباً پانچ ہزار موضوعات پر دس ہزار تقاریر تو یقیناً کر چکے ہیں بقول غالبؔ

ریگ در بادیۂ عشق روانست ہنوز

(عشق کے صحرا میں ریت چلتی ہی چلی جارہی ہے)

اس پُر آشوب دور میں کہ جہاں خطابت میں آبلہ پائی محض شوق نہیں جہاد ہے۔ کیونکہ کچھ سطحی فکر رکھنے والے انکی تقریروں کو اعتراضات کی زد پر اور قدغن کی سان پر رکھتے ہیں۔ جب کہ اہلِ علم میں انکی تقریر کو پسندیدگی کی سند حاصل ہوتی ہے اور وہ انکی مجالس کو حصول علم کا بڑا ذریعہ سمجھتے ہیں بہرحال انہی خارزاروں سے گزرنا انہی کا کمال ہے بعد ختم مجلس اکثر لوگ انکے اردگرد بیٹھ کر سوال کرتے ہیں اور وہ دیکھتے ہی دیکھتے ان کو اس طرح سمجھاتے ہیں کہ سوال کرنے والا خود کو سبک اور ہلکا پھلکا محسوس کرنے لگتا ہے۔ اور اطمینان سے سرشار ہو جاتا ہے انکی خطابت کی خاص بات

موضوع کا احاطہ اور دھیمے اور منطقی انداز کی قوت استدلال ہے اگرچہ کسی ممتاز دینی درسگاہ کے فارغ التحصیل نہیں ہیں مگر کئی مجالس میں انکی تقریروں کے دوران اگر فقہ کی کوئی بات درمیان میں آجائے تو فقہی مسائل پر بھی گفتگو کرتے سنیں تو انکے علم و فضل اور قرآن اور معصومینؑ کی احادیث کے برمحل حوالوں، قوت استدلال اور اسکی منطقیت سے مجھے ہمیشہ یہ احساس رہا کہ جیسے وہ کسی ممتاز دینی درسگاہ کے فارغ التحصیل جید عالم اور فقیہہ ہوں انکے مدلّل تحلیل تجزیے اور قوت بیان سے متاثر ہونا ناگزیر ہے۔ غرض یہ کہ جس موضوع پر بھی تقریر کرتے ہیں اور قلم اٹھاتے ہیں اسکے متعلق ایک ایسی جامعہ العلوم شخصیت کا تاثر پیدا ہوتا ہے کہ جس نے علمی شعبے میں تخصیص کا درجۂ کمال حاصل کیا ہے یہ ساری کرامات ودیعت الٰہی تو ہیں ہی مگر اس میں انکے مرحوم والدین کی تربیت اور لکھنؤ جیسے تہذیبی اور فیض بخش شہر کی نوازشات کا بہت دخل ہے ضمیر بھائی کی والدہ مرحومہ بھی ایک نامور خطیبۂ اہلبیتؑ تھیں تو جہاں انہوں نے والدین سے سادات کی تہذیبی اخلاقی و مجلسی قدریں وراثت میں پائیں وہیں انہوں نے لکھنؤ میں بڑے بڑے جید علماء و خطباء کو قریب سے دیکھا اور انکی مجالس سننے کا شرف حاصل کیا ضمیر بھائی کی تعلیم تربیت لکھنؤ میں ہوئی یہی وجہ ہے کہ لکھنؤ سے انکا بڑا جذباتی لگاؤ ہے انکے نام کے ساتھ لکھنؤ کا ذکر لازم و ملزوم ہے بقول ساحر لدھیانوی:

نام میرا جہاں جہاں پہنچا ساتھ پہنچا ہے اس دیار کا نام

ضمیر بھائی کو قریب سے دیکھنے والا ہر فرد ان سے سوائے محبت کے کچھ کر ہی نہیں سکتا۔ انکی علمی شہرت ہر فرد کو اتنا متاثر کرتی ہے کہ اوپر سے نیچے تک ہر فرد ان سے متاثر نظر آتا ہے۔ میر انیس سے ضمیر بھائی بہت زیادہ متاثر ہیں کہ جن کی الہامی

شاعری نے اردو زبان کو درجہ کمال تک پہنچایا ہے اور جن کے مرثیے تاریخ میں ادب کا درجہ رکھتے ہیں اور مرثیہ ضمیر بھائی کی تحقیق کا بھی خاص موضوع ہے۔ اسی لئے وہ دوران مجلس میر انیس کے اشعار کو شعر خوانی کی فنکارانہ صلاحیت کے ساتھ برمحل استعمال کر کے اپنی نثری گفتگو کو پرتاثیر بنانے میں ماہر ہیں یقیناً ضمیر بھائی کی ادبی حیثیت اور خطابت بہت اونچے درجے پر طے شدہ ہے دوران تقریر انکی کیفیت کا مشاہدہ کریں تو آپکو محسوس ہوتا ہوگا کہ جیسے ان پر الہام ہو رہا ہو علم کا ایک دریا ہے کہ جو بہتا ہی چلا جا رہا ہے رکنے کا نام ہی نہیں لیتا ضمیر بھائی کی مثال آفتاب کی مانند ہے جو اس لئے نہیں نکلتا کہ دنیا سے اپنی روشنی کی قیمت وصول کرے بس وہ تو سب کو فیض ہی پہنچا رہے ہیں ان جیسی فیاض اور غنی دل شخصیت بہت کم ہوتی ہیں کاش ہم اب بھی ان جیسی شخصیتوں کی قدر کرنا نہیں سیکھے تو تاریخ ہم کو کبھی معاف نہیں کرے گی اور ہمارا نام بھی ان ناقدروں میں لکھا جائے گا جو پچھلے ادوار میں گذر چکے ہیں جن پر ہم تف کرتے ہیں اگر ہم نے بھی یہی رویہ اپنایا تو ہماری آئندہ نسلیں بھی ہم پر تف کریں گی آیئے دعا کریں کہ خداوند عالم محمدؐ و آل محمدؐ کے صدقے میں ضمیر بھائی کو لمبی عمر عطا کرے اور انکی تحریر و تقریر سے ہم کو استفادہ کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ (آمین)